انتخابِ حدیث

عبدالغفار حسن عمرپوری

QU

مُقدّمہ

حدیث کے تمام ضروری اور اہم مباحث اس مختصر مقدمہ میں نہیں سموئے جا سکتے، ان کے لیے علیحدہ مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ سردست حدیث کے جمع و ترتیب کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے، جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ احادیثِ نبویؐ کے گراں قدر ذخائر تیرہ سو سال کے عرصہ میں کن کن مراحل کو طے کرتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں، اور وہ کون کون سے پاک باز نفوس تھے جنھوں نے حکمت و ہدایت کے ان بیش بہا خزانوں کو آئندہ نسلوں تک محفوظ شکل میں منتقل کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، اور اگر موقع آیا تو اس راہ میں جان کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہ کیا۔

حفاظتِ حدیث کے تین ذرائع

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم تک تین قابلِ اعتماد ذرائع سے پہنچی ہیں:

(۱) تعاملِ اُمّت۔

(۲) تحریری یادداشتیں اور صحیفے۔

(۳) حافظہ کی مدد سے روایت، یعنی سلسلہ درس و تدریس۔

اس لحاظ سے جمع و ترتیب اور تصنیف و تالیف کے پورے زمانے کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا دَور

(عہدِ نبویؐ سے پہلی صدی ہجری کے خاتمہ تک)

اس دَور کے جامعینِ حدیث اور قلم بند کی ہوئی یادداشتوں اور مجموعوں کی تفصیل یہ ہے:

QU

مشہور حافظینِ حدیث

صحابہؓ

نمبر	نام	وفات	عمر	تعدادِ روایات
۱	حضرت ابُو ہریرہؓ[1] (عبدالرحمٰن)	۵۹ھ	۷۸سال	۵۳۷۴
۲	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۶۸ھ	۷۱سال	۲۶۶۰
۳	حضرت عائشہ صدیقہؓ	۵۸ھ	۶۷سال	۲۲۱۰
۴	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۷۳ھ	۸۴سال	۱۶۳۰
۵	حضرت جابرؓ بن عبداللہ	۷۸ھ	۹۴سال	۱۵۶۰
۶	حضرت انسؓ بن مالک	۹۳ھ	۱۰۳سال	۱۲۸۶
۷	حضرت ابُوسعید خدریؓ	۷۴ھ	۸۴سال	۱۱۷۰

یہ وہ جلیل القدر صحابہ کرام ﷺ ہیں جنھیں ہزار سے زیادہ احادیث حفظ تھیں۔

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص، وفات ۶۳ھ، حضرت علیؓ، وفات ۴۰ھ، حضرت عمرؓ، وفات ۲۳ھ کا شمار اُن صحابہؓ میں ہوتا ہے جن کی روایات کی تعداد پان سو اور ہزار کے درمیان ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ صدیق، وفات ۱۳ھ۔ حضرت عثمانؓ، وفات ۳۶ھ۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ، وفات ۵۹ھ۔ حضرت ابُو موسیٰ اشعریؓ، وفات ۵۲ھ۔ حضرت ابُو ذر غفاریؓ، وفات ۳۲ھ۔ حضرت ابُو ایوب انصاریؓ، وفات ۵۱ھ۔ حضرت اُبی بن کعبؓ، وفات ۱۹ھ اور حضرت معاذؓ بن جبل، وفات ۱۸ھ، سے سو (۱۰۰) سے زیادہ اور پان سو (۵۰۰) سے کم روایات منقول ہیں۔

---

[1] ان کے شاگردوں کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچتی ہے۔

QU

تابعینؒ

ان کے ماسوا اس دَور کے اُن کبار تابعین کو بھی نہیں بھلایا جا سکتا جن کی سرفروشانہ اور پُرخلوص کوششوں کی بدولت سُنّت کے خزانوں سے اُمّتِ محمدیہ قیامت تک مالا مال ہوتی رہے گی۔ چند بزرگوں کا تعارُف درجِ ذیل ہے:

(۱) سعید بن مُسیّبؒ: عہدِ فاروقیؓ کے دوسرے سال مدینہ میں ان کی ولادت ہوئی، اور ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت سے انھوں نے علمِ حدیث حاصل کیا۔

(۲) عروہ بن زبیرؒ: آپ کا شمار مدینہ کے ممتاز اہلِ علم میں ہوتا ہے، حضرت عائشہؓ کے خواہرزادے ہیں۔ زیادہ تر انھوں نے اپنی خالہ محترمہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ نیز حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت سے بھی شرفِ تلمّذ حاصل ہے صالح بن کیسانؒ اور امام زُہریؒ جیسے اہلِ علم ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی۔

(۳) سالمؒ بن عبداللہ بن عمرؓ: مدینہ کے سات فقہا میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ نے اپنے والدِ محترم اور دوسرے صحابہؓ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ نافع، زہری اور دوسرے مشہور تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔ ۱۰۶ھ میں رحلت فرمائی۔

(۴) نافعؒ مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ: یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خاص شاگرد اور امام مالکؒ کے استاد ہیں۔ محدثین کے نزدیک یہ سند (مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمرؓ عن رسولؐ اللہ) سلسلۃ الذہب (طلائی زنجیر) شمار ہوتی ہے۔ ۱۱۷ھ میں وفائی پائی۔

دَورِ اوّل کا تحریری سرمایہ

(۱) صحیفہ صادقہ: یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن العاص (وفات ۶۳ھ بعمر ۷۷ سال) کا مرتّب کیا ہوا ہے۔

آپ کو تصنیف و تالیف کا خاص ذوق تھا۔ یہ جو کچھ بھی آں حضرت ﷺ سے سنا کرتے اسے قلم بند کرلیا کرتے تھے، اس بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی

QU

ہوئی تھی[1]۔ یہ مجموعہ تقریباً ایک ہزار احادیث پر مشتمل تھا۔ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا۔ اب یہ مسند امام احمدؒ میں بتمام وکمال مل سکتا ہے۔

(۲) **صحیفہ صحیحہ:** مرتّبہ ہمام بن مُنبّہ، وفات ۱۰۱ھ۔ یہ حضرت ابوہریرہؓ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ انھوں نے اپنے اُستاذ محترم کی روایات کو یک جا قلم بند کرلیا تھا، اس کے قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ نیز امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مشہور مسند میں ابوہریرہؓ کے زیرِ عنوان یہ پورا صحیفہ بجنسہٖ سمو دیا ہے[2]۔ (ملاحظہ ہو مسند احمد، ج ۲۔ ص ۳۱۲ تا ۳۱۸) یہ مجموعہ کچھ عرصہ قبل ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کوشش سے طبع ہوکر حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں (۱۳۸) روایات ہیں۔

یہ صحیفہ حضرت ابوہریرہؓ کی تمام روایات کا ایک حصہ ہے۔ اس کی اکثر روایات بخاری اور مسلم میں بھی ملتی ہیں۔ الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کے دوسرے شاگرد بشیر بن نہیک نے بھی ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جس کی تصدیق انھوں نے رخصت ہوتے وقت حضرت ابوہریرہؓ کو سنا کر کرالی تھی[3]۔

(۴) **مسند ابوہریرہؓ:** اس کے نسخے عہد صحابہ ہی میں لکھے گئے تھے۔ اس کی ایک نقل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد عبدالعزیز بن مروان گورنر مصر، وفات ۸۶ھ کے پاس بھی تھی۔ انھوں نے کثیر بن مُرّہ کو لکھا تھا کہ تمھارے پاس صحابہ کرامؓ کی جو حدیثیں ہوں انھیں لکھ کر بھیج دو، لیکن حضرت ابوہریرہؓ کی روایات بھیجنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ وہ ہمارے پاس لکھی ہوئی موجود ہیں[4]۔

مسند ابوہریرہؓ کا ایک نسخہ امام ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانے میں موجود ہے[5]۔

---

۱ مختصر جامع بیان العلم۔ ص ۳۶، ۳۷۔

۲ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، دیباچہ صحیفہ ہمام، مرتّبہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب۔

۳ جامع العلم۔ ج ۱۔ ص ۷۲۔ تہذیب التہذیب۔ ج ۱۔ ص ۴۷۰۔

۴ دیباچہ صحیفہ ہمام، ص ۵۰۔ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۷۔ ص ۱۵۷

۵ مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی۔ ص ۱۶۵۔

QU

(۵) صحیفہ حضرت علیؓ: امام بخاریؒ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ کافی ضخیم تھا[۱]، اس میں زکوٰۃ، حرمتِ مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔

(۶) آں حضور ﷺ کا تحریری خطبہ: فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابو شاہ یمنی کی درخواست پر اپنا مفصل خطبہ قلم بند کرنے کا حکم دیا تھا[۲]۔ یہ خطبہ حقوقِ انسانی کی اہم تفصیلات پر مشتمل ہے۔

(۷) صحیفہ حضرت جابرؓ: حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کی روایات کو ان کے تلامذہ وہب بن منبہ، وفات ۱۱۰ھ اور سلیمان[۳] بن قیس لشکری نے تحریری طور پر مرتب کر لیا تھا۔ یہ مجموعہ مناسکِ حج، خطبہ حجۃ الوداع پر مشتمل تھا۔

(۸) روایاتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ: حضرت عائشہؓ کی احادیث ان کے شاگرد عروہ بن زبیرؒ نے قلم بند کر لی تھیں[۴]۔

(۹) احادیث ابن عباسؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایات کے متعدد مجموعے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر تابعیؒ بھی ان کی روایات تحریری طور پر مرتب کرتے تھے[۵]۔

(۱۰) انسؓ بن مالک کے صحیفے: سعیدؒ بن ہلال کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ اپنی قلمی یادداشتیں نکال کر ہمیں دکھاتے اور فرماتے یہ روایات میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں اور قلم بند کرنے کے بعد آپ ﷺ کو سنا کر تصدیق بھی کرالی ہے[۶]۔

(۱۱) عمروؓ بن حزم: جنھیں یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے وقت آں حضرت ﷺ نے ایک تحریری ہدایت نامہ دیا تھا[۷]۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اس ہدایت نامہ کو محفوظ رکھا بلکہ اس کے ساتھ

---

۱ صحیح بخاری۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ ج ۱۔ ص ۴۵۱۔

۲ صحیح بخاری۔ مطبوعہ احمدی۔ ج ۱۔ ص ۲۰، مختصر جامع العلم۔ ص ۳۶، صحیح مسلم۔ ج ۱۔ ص ۴۳۹۔

۳ تہذیب التہذیب۔ ج ۴۔ ص ۲۱۵

۴ تہذیب التہذیب۔ ج ۷۔ ص ۱۸۳۔

۵ دارمی۔ ص ۶۸

۶ دیباچہ صحیفہ ہمام۔ ص ۳۴، بحوالہ خطیب البغدادی۔ نیز مستدرک حاکم۔ ج ۳، ص ۵۷۴۔

۷ دیباچہ صحیفہ ہمام۔ ص ۳۵، طبع چہارم۔

QU

اکیس دوسرے فرامینِ نبویؐ بھی شامل کر کے ایک اچھی خاصی کتاب مرتّب کر لی[۱]۔

(۱۲) رسالہ سمرہؓ بن جندب: یہ ان کے صاحب زادے کو وراثت میں ملا۔ یہ روایات کے ایک بہت بڑے ذخیرے پر مشتمل تھا[۲]۔

(۱۳) صحیفہ سعدؓ بن عبادہ: حضرت سعدؓ بن عبادہ صحابی، دورِ جاہلیت ہی سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

(۱۴) مکتوباتِ حضرت نافعؒ: سلیمان بن موسیٰ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ املا کرا رہے تھے اور نافعؒ لکھتے جاتے تھے[۳]۔

(۱۵) معن سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہؓ بن مسعود نے میرے سامنے کتاب نکالی اور حلف اُٹھاتے ہوئے کہا کہ یہ میرے والد عبداللہؓ بن مسعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے[۴]۔

اگر تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو ان کے علاوہ بہت سی مزید مثالیں اور واقعات مل سکتے ہیں۔

اِس دَور میں صحابہ کرامؓ اور کبار تابعینؒ نے زیادہ تر اپنی ذاتی یادداشتوں کو قلم بند کرنے پر توجہ دی، لیکن دوسرے دَور میں جمع و تدوین کا کام مزید وُسعت اختیار کر گیا۔ جامعینِ حدیث نے اپنی ذاتی معلومات کے ساتھ ساتھ اپنے شہر یا علاقہ کے اہلِ علم سے مل کر ان کی روایات بھی منضبط کر لیں۔

---

۱ الوثائق السیاسیہ۔ ص ۱۰۵۔ از ڈاکٹر حمید اللہ۔ بحوالہ طبری، ص ۱۰۴۔

۲ تہذیب التہذیب، لابن حجرؒ۔ ج ۴، ص ۲۳۶۔

۳ دارمی۔ ص ۶۹۔ نیز دیباچہ صحیفہ ہمام۔ ص ۴۵، بحوالہ طبقات ابن سعد۔

۴ مختصر جامع العلم۔ ص ۳۷

QU

دُوسرا دَور

یہ دوسرا دَور تقریباً دوسری صدی ہجری کے نصف پر منتہی ہوتا ہے۔

اس دَور میں تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی جس نے دورِ اوّل کے تحریری سرمایہ کو وسیع تر تالیفات میں سمیٹ لیا۔

جامعینِ حدیث

۱۔ محمد بن شہاب زُہریؒ، وفات ۱۲۴ھ، یہ اپنے زمانے کے ممتاز محدثین میں سے شمار ہوتے ہیں۔آپ نے علمِ حدیث مندرجہ ذیل جلیل القدر شخصیتوں سے حاصل کیا ہے۔

صحابہؓ میں سے (۱) عبداللّٰہ بن عمرؓ (۲) انس بن مالکؓ (۳) سہل بن سعدؓ اور تابعینؒ میں سے سعید بن مسیّبؒ، محمود بن ربیعؒ وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ میں امام اوزاعیؒ، امام مالکؒ اور سُفیانؒ بن عیینہ جیسے ائمۂ حدیث کا شمار ہوتا ہے۔انھیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۱۰۱ھ میں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ان کے علاوہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مدینہ کے گورنر ابوبکر محمد بن عمروؒ بن حزم کو ہدایت بھیجی تھی کہ عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن اور قاسم بن محمد کے پاس جو احادیث کا ذخیرہ ہے اسے قلم بند کرلیں۔

یہ عمرہ حضرت عائشہؓ کی خاص شاگردوں میں سے ہیں اور قاسم بن محمد ان کے برادر زادے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی نگرانی میں ان کی تربیت وتعلیم کا اہتمام کیا تھا[۱]۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مملکتِ اسلامی کے تمام ذمہ داروں کو ذخائرِ حدیث کے جمع وتدوین کرنے کا تاکیدی فرمان جاری کردیا تھا،جس کے نتیجہ میں احادیث کے دفتر کے دفتر دارُالخلافہ دمشق پہنچ گئے۔خلیفۂ وقت نے ان کی نقلیں مملکت کے گوشے گوشے میں پھیلادیں[۲]۔

امام زُہریؒ کے مجموعۂ حدیث مُرتّب کرنے کے بعد اس دَور کے دوسرے اہلِ علم نے بھی تدوین وتالیف کا کام شروع کردیا۔

---

۱ تہذیب التہذیب ابن حجر، ج ۷، ص ۱۷۲۔

۲ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۰۶۔ مختصر جامع العلم۔ ص ۳۸۔

QU

۲۔ عبدالملک بن جریجؒ (۱۵۰ھ) نے مکہ میں۔ ۳۔ امام اوزاعیؒ (ف ۱۵۷ھ) نے شام میں۔ ۴۔ معمر بن راشد (ف ۱۵۳ھ) نے یمن میں۔ ۵۔ امام سفیان ثوریؒ (ف ۱۶۱ھ) نے کوفہ میں۔ ۶۔ امام حمادؒ بن سلمہ (ف ۱۶۷ھ) نے بصرہ میں اور ۷۔ امام عبداللّٰہ بن المبارکؒ (ف ۱۸۱ھ) نے خراسان میں احادیث کے جمع وتدوین کے کام میں سبقت کا شرف حاصل کیا۔

۸۔ امام مالک بن انسؒ (ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ)۔ امام زُہریؒ کے بعد مدینہ میں حدیثِ نبویؐ کی تدوین کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ آپ نے نافعؒ، زُہریؒ اور دوسرے ممتاز اہلِ علم سے استفادہ کیا، آپ کے اساتذہ کی تعداد نوسو تک پہنچتی ہے۔ آپ کے چشمۂ فیض سے براہِ راست حجاز، شام، عراق، فلسطین، مصر، افریقہ اور اندلس کے ہزاروں تشنگانِ سُنّت سیراب ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں لیثؒ بن سعد (ف ۱۷۵ھ) ابن مبارکؒ (ف ۱۸۱ھ) امام شافعیؒ (ف ۲۰۴ھ)، امام محمدؒ بن حسن الشیبانی (ف ۱۷۹ھ) جیسے مشاہیر شامل ہیں۔

دُوسرے دَور کا تحریری سرمایہ

مؤطا امام مالک: اس دَور میں حدیث کے بہت سے مجموعے مرتب ہوئے جن میں امام مالکؒ کی مؤطا کو نمایاں مقام حاصل ہے، اس کا زمانہ تالیف ۱۳۰ھ اور ۱۴۱ھ کے درمیان ہے۔ کل روایات کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔ جن میں سے مرفوع ۶۰۰، مرسل ۲۲۸، موقوف ۶۱۳، اور اقوال تابعین ۲۸۵ ہیں۔

اِس دَور کی چند دوسری تالیفات کے نام یہ ہیں:

(۱) جامع سفیان ثوریؒ (ف ۱۶۱ھ)۔ (۲) جامع ابن المبارکؒ (ف ۱۸۱ھ)۔

(۳) جامع امام اوزاعیؒ (ف ۱۵۷ھ)۔ (۴) جامع ابنِ جریجؒ (ف ۱۵۰ھ)۔

(۵) کتابُ الخراج قاضی ابُو یوسفؒ (ف ۱۸۲ھ)۔

(۶) کتابُ الآثار امام محمدؒ (ف ۱۸۹ھ)۔

اس دَور میں رسول اللّٰہ ﷺ کی احادیث، آثارِ صحابہؓ اور فتاوٰی تابعینؒ کو ایک ہی مجموعہ میں مرتب کرلیا جاتا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی وضاحت ہو جاتی تھی کہ یہ صحابی یا تابعی کا قول ہے یا حدیثِ رسول اللّٰہ ﷺ۔

QU

تیسرا دَور

یہ دَور تقریباً دوسری صدی ہجری کے نصف آخر سے چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ تک پھیلا ہوا ہے۔

خصوصیات:

اِس دَور کی خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ احادیثِ نبویؐ کو آثارِ صحابہؓ اور اقوالِ تابعینؒ سے الگ کر کے مرتب کیا گیا۔

۲۔ قابلِ اعتماد روایات کے علیحدہ مجموعے تیار کیے گئے اور اس طرح چھان بین اور تحقیق و تفتیش کے بعد دوسرے دَور کی تصانیف تیسرے دَور کی ضخیم کتابوں میں سما گئیں۔

۳۔ اِس دَور میں نہ صرف یہ کہ روایات جمع کی گئیں بلکہ علمِ حدیث کی حفاظت کے لیے محدثین کرام نے سو سے زیادہ علوم کی بنیاد ڈالی۔ جن پر اب تک ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ وَجَزَاهُمْ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

عُلُومِ حدیث

مختصر طور پر چند علوم کا تعارُف یہاں کرایا جاتا ہے:

۱۔ علم اسماء الرّجال

اس علم میں راویوں کے حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ، تلامذہ کی تفصیل، طلبِ علم کے لیے سفر اور ثقہ، غیر ثقہ ہونے کے بارے میں ماہرینِ علم حدیث کے فیصلے درج ہیں۔ یہ علم بہت ہی وسیع، مفید اور دل چسپ ہے۔

بعض متعصّب مستشرقین بھی یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے کہ اس فن کی بدولت پانچ لاکھ راویوں کے حالات محفوظ ہو گئے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں مسلمان قوم کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔[۱]

۱؎ مقدمۃ الاصابہ انگریزی شائع شدہ ۱۸۶۴ء از کلکتہ، مرتبہ مستشرق اسپرنگر۔

QU

اس علم میں سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں:

(الف) **تہذیبُ الکمال**۔ مؤلّفہ امام یوسف مزی (وفات ۷۴۲ھ) اس علم میں یہ سب سے زیادہ اہم اور مستند کتاب ہے۔

(ب) **تہذیبُ التّہذیب**۔ مؤلّفہ حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری۔ یہ بارہ جلدوں میں ہے۔ حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔

(ج) **تذکرۃُ الحفّاظ**۔ مرتّبہ: علامہ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ)۔

۲۔ علم مصطلح الحدیث (اُصولِ حدیث)

اس علم کی روشنی میں حدیث کی صحت وضعف کے قواعد وضوابط معلوم ہوتے ہیں[1]۔

اس علم کی مشہور کتاب عُلُوم الحدیث معروف بہ مقدمہ ابن الصّلاح ہے۔ مؤلّفہ ابُو عمرو عثمان ابن الصلاح (وفات ۵۷۷ھ)۔

ماضی میں اُصولِ حدیث پر دو کتابیں شائع ہوئی ہیں:

(الف) **توجیہ النّظر**: مؤلفہ علامہ طاہر بن صالح الجزائری (ف ۱۳۳۸ھ)۔

(ب) **قواعد التّحدیث**: مرتبہ علامہ سید جمال الدین قاسمی (ف ۱۳۳۲ھ)۔

اوّل الذکر وسعتِ معلومات اور آخر الذکر حسنِ ترتیب میں ممتاز ہیں۔

۳۔ علم غریب الحدیث

اس علم میں احادیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے۔ اس علم میں علامہ زمخشری (وفات ۵۳۸ھ) کی الفائق اور ابن الاثیر (ف ۶۰۶ھ) کی نہایہ مشہور ہیں۔

۴۔ علم تخریج الاحادیث

اس علم کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ مشہور کتبِ تفسیر، فقہ، تصوف وعقائد میں جو روایات درج ہیں ان کا اصل ماخذ اور سرچشمہ کیا ہے۔ مثلاً ہدایہ از برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی

---

[1] اس علم کی رو سے حدیث کی اقسام واصطلاحات پر مختصر بحث باب اصطلاحاتِ حدیث ص ۳۵ تا ۳۷ پر ملاحظہ کریں۔

QU

(ف ۵۹۲ھ) اوراحیاء العلوم (امام غزالیؒ۔ وفات ۵۰۵ھ)۔ میں بہت سی روایات بلا سند اور بلاحوالہ مذکور ہیں۔ اب اگر کسی کو یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ روایات کس پایہ کی ہیں اور کون کون سی حدیث کی اہم کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔تو اوّل الذکر کے لیے حافظ زیلعیؒ (وفات ۷۶۲ھ) کی نصب الرایہ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات ۸۵۲ھ) کی الدرایہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور آخر الذکر کے لیے حافظ زین الدین عراقی (ف ۸۰۶ھ) کی تالیف المغنی عن حمل الاسفار موزوں رہے گی۔

۵۔ علم الاحادیث الموضوعہ

اس فن میں اہلِ علم نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں اور موضوع (من گھڑت) روایات کو الگ چھانٹ دیا ہے۔اس بارے میں قاضی شوکانیؒ (ف ۱۲۵۵ھ) کی الفوائد المجموعہ اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ (ف ۹۱۱ھ) کی اللآلی المصنوعہ زیادہ نمایاں ہیں۔

۶۔ علم الناسخ والمنسوخ

اس فن میں امام محمدؒ بن مُوسیٰ حازمی (ف ۵۸۴ھ، بعمر ۳۵ سال) کی تصنیف کتابُ الاعتبار زیادہ مستند اور مشہور ہے۔

۷۔ علم التوفیق بین الاحادیث

اس علم میں ان روایات کی صحیح توجیہ بیان کی گئی ہے جن میں بظاہر تعارض اور ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے۔سب سے پہلے امام شافعیؒ (ف ۲۰۴ھ) نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ان کا رسالہ مختلف الحدیث کے نام سے مشہور ہے۔امام طحاویؒ (ف ۳۲۱ھ) کی مشکل الآثار بھی اس فن کی مفید کتاب ہے۔

۸۔ علم المختلف والمؤتلف

اس علم میں خاص طور پر ان راویوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے اپنے نام، کنیت، لقب، آباؤ اجداد کے نام یا اساتذہ کے نام ملتے جلتے ہیں، اور اس اشتباہ کی بنا پر ایک ناواقف انسان مغالطہ

QU
میں مبتلا ہوسکتا ہے۔اس فن میں حافظ ابن حجرؒ کی تعبیر المُنَبّہ زیادہ جامع کتاب ہے۔

۹۔ علمِ اطراف الحدیث

اس علم کے ذریعہ معلوم ہوسکتا ہے کہ فلاں روایت کس کتاب میں ہے اور اس کے راوی کون کون سے ہیں۔مثلاً آپ کو **انّما الاعمال بالنّیات** حدیث کا ایک جملہ یاد ہے۔آپ چاہتے ہیں کہ اس کے تمام ماخذ، روایت کے پورے الفاظ اور راوی معلوم ہو جائیں تو آپ کو اس علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس عنوان پر حافظ مزیؒ (ف ۷۴۲ھ) کی کتاب تحفۃ الاشراف زیادہ مفصل ہے۔اس میں صحاحِ ستّہ کی روایات کی پوری فہرست آ گئی ہے۔اس کتاب کی ترتیب میں حافظ یوسف مزیؒ کے ۲۶ سال صَرف ہوئے ہیں۔انتہائی محنتِ شاقہ کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔

آج کے مستشرقین نے ایسی ہی کتابوں سے خوشہ چینی کرکے ذرا نئے ڈھب سے احادیث کی فہرست مرتب کی ہے۔مثلاً مفتاح کنوز السنّہ انگریزی میں شائع ہوئی تھی جس کا عربی میں ترجمہ ۱۹۳۴ء میں مصر سے شائع ہوا ہے اور اب ایک وسیع فہرست المعجم المفہرس کے نام سے زیرِ ترتیب ہے جس کے بیس اجزا شائع ہو چکے ہیں۔

۱۰۔ فقہ الحدیث

اس علم میں احکام پر مشتمل احادیث کے اسرار اور حکمتیں بے نقاب کی گئی ہیں۔اس موضوع پر حافظ ابن قیمؒ (ف ۷۵۱ھ) کی کتاب اِعلامُ الموقعین اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حُجۃ اللہ البالغہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ان کے علاوہ اہلِ علم نے زندگی کے مختلف مسائل پر الگ الگ تصانیف بھی مرتب کی ہیں۔ مثلاً مالی معاملات میں ابُو عبید قاسم بن سلامؒ (ف ۲۲۴ھ) کی تالیف کتابُ اموال مشہور ہے۔اور زمین کے مسائل عشر، خراج وغیرہ پر قاضی ابُو یوسفؒ کی کتاب الخراج بہترین تصنیف ہے۔نیز سُنّت کے ماخذِ شریعت ہونے اور منکرینِ حدیث کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تصنیفات کا مطالعہ مفید ہوسکتا ہے:

QU

(۱) کتابُ الاُم جلد ۷۔ (۲) الرّسالہ امام شافعیؒ۔ (۳) الموافقات جلد چہارم، مؤلفہ ابُو اسحاق شاطبی (ف ۷۹۰ھ)۔ (۴) صواعق مرسلہ جلد ۲، ابن قیمؒ۔ (۵ الاحکام لابن حزم الاندلسی (ف ۴۵۶ھ)۔ (۶) مقدمہ ترجمان السُّنّہ اردو۔ از مولانا بدرِ عالم میرٹھی۔ (۷) اثباتُ الخبر مؤلفہ والد محترم مولانا حافظ عبدالستار حسن عمر پوری (وفات ۱۹۱٦ء مطابق ۱۳۳۴ھ بعمر ۳۴ سال[1])، (۸) سُنّت کی آئینی حیثیت، مرتّبہ مولانا سید ابُو الاعلیٰ مودودیؒ، نیز (۹) انکارِ حدیث کا منظر اور پس منظر کے نام سے جناب افتخار احمد بلخی کی تصنیف بھی دل چسپ اور معلومات افزا ہے۔ اب تک اس کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل علامہ مصطفیٰ سباعی نے احادیث کے حجت ہونے پر رسالہ المسلمون (دمشق) میں نہایت ہی مفید سلسلہ مضامین شائع کیا تھا جس کا اُردو ترجمہ محترم رفیق ملک غلام علی صاحب نے کیا ہے۔ سُنّتِ رسولؐ کے نام سے یہ کتابچہ شائع ہو چکا ہے۔

تاریخ علمِ حدیث اور متعلقہ مباحث پر مندرجہ ذیل تصانیف اپنے اندر جامعیت اور افادیت کا پہلو رکھتی ہیں۔ مقدمہ فتح الباری، حافظ ابن حجرؒ۔ جامع بیان العلم واہلہ، حافظ ابن عبدالبر اندلسیؒ (ف ۴٦۳ھ)، معرفتِ علوم الحدیث، امام حاکم (ف ۴۰۵ھ)، مقدمہ تحفۃُ الاحوذی، مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارک پوری ف ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۵ء۔ ماضی کی تصانیف میں یہ کتاب اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے ایک شاہ کار ہے۔ اسی طرح مقدمہ فتح الملہم مرتبہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اُردو میں تدوینِ حدیث مرتبہ مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم، وسیع معلومات کا گنجینہ ہیں۔

تیسرے دَور کے جامعینِ حدیث

اِس دَور کے ممتاز اور مشہور جامعینِ حدیث اور مستند تالیفات کا تعارُف ذیل میں کرایا جاتا ہے۔

---

[1] جدامجد مولانا حافظ عبدالجبار محدث عمر پوری (ف ۱۹۱٦ء، مطابق ۱۳۳۴ھ) کے زمانے ہی میں مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے فتنہ انکارِ حدیث نے سر اٹھایا تھا۔ جدِّ محترم نے بھی اسی زمانے میں اپنے ماہنامہ ''ضیاء السّنّہ'' میں اس کے رد میں مفید اور مدلل مقالات کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

QU

(۱) امام احمد بن حنبلؒ (ولادت ۱۶۴ھ وفات ۲۴۱ھ) آپ کی اہم تالیف مسند احمدؒ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تیس ہزار روایات پر مشتمل ہے، اس کی چوبیس جلدیں ہیں۔ قابلِ ذکر احادیث سب اس میں آگئی ہیں۔ اس میں عنوان کے لحاظ سے ترتیب کے بجائے ہر صحابی کی تمام روایات یک جا مرتب کر دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی تبویب یعنی عنوان وار ترتیب حسن البنّا شہیدؒ کے والد محترم احمد عبدالرحمٰن ساعاتیؒ نے شروع کی تھی۔ اس وقت تک ۱۴ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ مصر کے مشہور عالم احمد شاکر صاحب بھی اس سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔ اب تک ۱۵ کے قریب اجزا مرتب ہو چکے ہیں۔

(۲) امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ: ولادت ۱۹۴ھ، وفات ۲۵۶ھ۔ آپ کی تاریخ ولادت ''صدق'' اور تاریخ وفات ''نور'' نکلتی ہے۔ امام بخاریؒ کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ اہم اور مستند کتاب صحیح بخاری ہے، جس کا پورا نام یہ ہے: ''**الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم وایامہ۔**''

اس کتاب کی تالیف میں سولہ سال صرف ہوئے۔ آپ سے براہِ راست صحیح بخاری پڑھنے والے تلامذہ کی تعداد نوّے ہزار تک پہنچتی ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی مجلس میں حاضرین کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ جایا کرتی تھی۔ اس قسم کے اجتماعات میں اِملا کرانے والوں کا شمار ۳۰۰ سے متجاوز ہو جاتا تھا۔ کل تعداد احادیث ۹۶۸۴ ہے۔ اگر مکرر روایات اور تعلیقات (بے سند روایات) شواہد (آثارِ صحابہؓ) اور مرسل احادیث کو حذف کر دیا جائے تو مرفوع روایات کی تعداد ۲۶۲۳ بنتی ہے۔ امام بخاریؒ نے دوسرے محدثین کی بہ نسبت راویوں کے پرکھنے کا معیار زیادہ بلند رکھا ہے۔

(۳) امام مسلم ابن حجاج قشیریؒ (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۶۱ھ) امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ ان کے اساتذہ میں شامل ہیں اور امام ترمذیؒ، ابوُ حاتم رازیؒ، ابوُ بکر بن خزیمہؒ کا شمار ان کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔

ان کی کتاب صحیح مسلم حسنِ ترتیب کے لحاظ سے زیادہ ممتاز مانی جاتی ہے۔

QU

(۴) امام ابوداؤد اشعث بن سلیمان سجستانیؒ، (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ) ان کی اہم تالیف سننِ ابُو داؤد کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں زیادہ تر احکام پر مشتمل روایات کو پوری جامعیت کے ساتھ یک جا کر دیا گیا ہے۔ فقہی اور قانونی مسائل کا یہ بہترین ماخذ ہے۔ یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

(۵) امام ابُوعیسیٰ ترمذیؒ، ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ۔ ان کی کتاب جامع ترمذی میں فقہی مسالک کی تفصیل وضاحت سے کی گئی ہے۔

(۶) امام احمد بن شعیب نسائیؒ۔ وفات ۳۰۳ھ۔ ان کی تصنیف کا نام السنن المجتبیٰ ہے۔

(۷) امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینیؒ (ف ۲۷۳ھ)۔ ان کی کتاب سنن ابنِ ماجہ کے نام سے مشہور ہے۔

مُسند احمد کے علاوہ ان چھے کتابوں کو محدثین کی اصطلاح میں صحاحِ سِتّہ کہا جاتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے بجائے ابن ماجہ کے موَطا امام مالکؒ کو صحاحِ سِتّہ میں شمار کیا ہے۔

ان کے علاوہ اس دَور میں اور بھی بہت سی مفید اور جامع تالیفات شائع ہوئی ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ بخاریؒ، مسلمؒ ترمذیؒ جامع کہلاتی ہیں۔ یعنی عقائد، عبادات، اَخلاق، معاملات وغیرہ تمام عنوانات پر ان میں احادیث موجود ہیں اور ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہ سنن کہلاتی ہیں۔ یعنی ان میں زیادہ تر عملی زندگی سے متعلق روایات درج ہیں۔

طبقاتِ کتبِ حدیث

محدثین نے روایات کی صحت وقوت کے لحاظ سے تمام کتبِ حدیث کو چار طبقات پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) موَطاؒ امام مالک، صحیح بخاریؒ، صحیح مسلمؒ۔ یہ تینوں کتابیں صحتِ سند اور راویوں کی ثقاہت کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

(۲) ابوداوٗدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ۔ ان کتابوں کے بعض راوی ثقاہت کے اعتبار سے طبقۂ اوّل سے فروتر ہیں۔ لیکن انھیں بہرحال قابلِ اعتماد مانا جاتا ہے۔ مسند احمدؒ کا شمار بھی اسی طبقہ میں

QU

ہوتا ہے۔

(۳) دارمی (ف ۲۲۵ھ) ، ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی (ف ۳۸۵ھ) کتب طبرانی (ف ۳۶۰ھ) تصانیفِ طحاوی (ف ۳۲۱ھ)، مُسند امام شافعیؒ، مستدرک حاکم (ف ۴۰۵ھ)۔ان کتابوں میں صحیح، ضعیف ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔لیکن قابلِ اعتماد روایات کا عنصر غالب ہے۔

(۴) تصانیف ابنِ جریر طَبری (ف ۳۱۰ھ)۔ کتب خطیب بغدادی (ف ۴۶۳ھ)، ابُونعیم (ف ۴۰۳ھ)، ابنِ عساکر (ف ۵۷۱ھ)۔ دیلمی صاحبِ فردوس (ف ۵۰۹ھ) کامل، ابن عدی (ف ۳۶۵ھ)، تالیفات ابن مردویہ (ف ۴۱۰ھ)، واقدی (ف ۲۰۷ھ)۔اور اسی نوع کے دوسرے مصنّفین کی کتابیں اسی طبقہ میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ تالیفات رطب و یابس کا مجموعہ ہیں، موضوع (من گھڑت) روایات تک بھی ان میں بکثرت موجود ہیں، زیادہ تر عام واعظین، مؤرخین اور اصحابِ تصوف کا سہارا یہی کتابیں ہیں، لیکن اگر چھان بین سے کام لیا جائے تو ان تالیفات میں سے بھی بیش بہا جواہر ریزے نکالے جاسکتے ہیں۔

چوتھا دَور

تقریباً پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

اس دَور میں کام کی نوعیت:

اس عرصہ میں تیسرے دَور کا اندازِ تدوین اختتام کو پہنچ گیا تھا۔اس طویل مُدّت میں جو کام ہوا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) حدیث کی اہم کتابوں کی شرحیں، حواشی اور دوسری زبانوں میں تراجم لکھے گئے۔

(۲) جن علومِ حدیث کا ذکر اُوپر آیا ہے۔ان پر بہت سی تصانیف اسی دَور میں وجود میں آئی ہیں اور ان کی شرحیں اور خلاصے لکھے گئے ہیں۔

(۳) اہلِ علم نے اپنے ذوق یا ضرورت کے مطابق تیسرے دَور کی تالیفات سے احادیث منتخب

QU

کر کے مفید کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(الف) **مشکوٰۃ المصابیح**، مؤلّفہ ولی الدین خطیبؒ۔ اس میں عقائد، عبادات، معاملات، اَخلاق، آداب اور حشر و نشر سے متعلق روایات جمع کر دی گئی ہیں۔

(ب) **ریاض الصّالحین**۔ مرتبہ امام ابُو زکریا یحییٰ بن شرف نَووِیؒ شارح مسلم (وفات ۶۷۶ھ)۔ یہ زیادہ تر اَخلاق و آداب پر مشتمل احادیث کا انتخاب ہے۔ ہر باب کے شروع میں عنوان کے مطابق قرآنی آیات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ یہ اس کتاب کی اہم خصوصیت ہے۔ صحیح بخاری کا بھی اندازِ تالیف و ترتیب یہی ہے۔

(۴) **منتقی الاخبار**۔ مؤلّفہ مجد الدین ابوالبرکات عبدالسلام بن تیمیہؒ۔ (وفات ۶۵۲ھ)۔ یہ مشہور شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہؒ (وفات ۷۲۸ھ) کے جدِّ امجد ہیں۔ اس کتاب کی شرح آٹھ جلدوں میں قاضی شوکانیؒ نے نیل الاوطار کے نام سے مرتب کی ہے۔

(۵) **بلوغ المرام**: مرتّبہ حافظ ابنِ حجرؒ۔ شارح بخاری (وفات ۸۵۲ھ)۔ اس میں زیادہ تر عبادات اور معاملات سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس کی شرح **سُبل السّلام** عربی میں محمد بن اسماعیل صنعانیؒ (وفات ۱۱۸۲ھ) کے قلم سے شائع ہوئی ہے اور دوسری مسک الختام کے نام سے فارسی میں نواب صدیق الحسن خانؒ (ف ۱۳۰۷ھ) نے ترتیب دی ہے۔ ان میں سے اکثر کے تراجم عرصہ ہوا اُردو میں شائع ہو چکے ہیں۔

غیر منقسم ہندوستان میں علمِ حدیث

غیر منقسم ہندوستان میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بن سیف الدین ترک (وفات ۱۰۵۲ھ) نے علمِ حدیث کی شمع روشن کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ (وفات ۱۱۷۶ھ) اور ان کی اولاد، احفاد اور ارشد تلامذہ کی جاں فشانیوں اور جگر کاریوں سے اس ملک کی سرزمین نُورِ سُنّت سے جگ مگا اُٹھی۔ **واشرقت الارض بنور ربّھا۔**

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سے اس ملک میں تراجم، شروح اور منتخب احادیث کے مجموعوں کی ترتیب و اشاعت کا مقدس مشغلہ اب تک جاری ہے۔ یہ تالیف ''انتخابِ حدیث''

QU

بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

یہ خدا کا انعام ہے کہ اس مجموعہ کے مرتب کو بھی خادمین حدیث سے تشبُّہ کی سعادت حاصل ہورہی ہے، ورنہ کہاں یہ ناچیز اور کہاں وہ بزرگ ہستیاں جنھوں نے حدیثِ رسول ﷺ کی تدوین وتبلیغ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں۔

احبّ الصالحین ولست منھم لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحا

اس پوری تفصیل کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ عہدِ نبویؐ سے لے کر اب تک کوئی دور بھی ایسا نہیں گزرا ہے جس میں حدیث کے لکھنے اور روایت کرنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہو۔ یہ وہ سلسلۂ علم ہے جس کا دن بھی روشن ہے اور جس کی رات کا دامن بھی درخشانیوں اور تابناکیوں سے بھرپور ہے۔ لیلھا کنھارھا۔

حضرت محمد ﷺ اور موجودہ دور کے طالبینِ حدیث کے درمیان اساتذہ کے ۲۳ یا ۲۴ واسطے ہیں۔ صفحہ ۳۸ تا ۳۹ پر محدّثین کے اتباع میں مؤلّف کتاب کی سند کا ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے جس سے چودہ سو سال کے روایانِ حدیث کا پورا تسلسل آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم.

رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ط اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○

عاجز

عبدُ الغفّار حسن عُمر پُوری

۱۶؍ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ

مطابق ۲۰؍نومبر ۱۹۵۶ء

............☆☆☆............

QU

اصطلاحاتِ حدیث

حدیث: رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر[1] کا نام حدیث ہے۔

اثر: صحابہؓ کے قول اور فعل کو اثر کہا جاتا ہے، اس کی جمع آثار ہے۔

سند: حدیث کے راویوں کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔

متن: حدیث کی عبارت کو مَتن کہا جاتا ہے۔

خبر متواتر[2]: جس کے راوی ہر دَور میں اتنے زیادہ رہے ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عادتاً ناممکن ہو۔

خبر واحد یا آحاد: جس کے راوی تعداد میں تواتر کے درجہ کو نہ پہنچے ہوں۔ محدثین کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں:

(الف) مشہور: صحابہؓ کے بعد جس کے راوی کسی دَور میں تین سے کم نہ ہوں۔

(ب) عزیز: جس کے راوی ہر دَور میں دو سے کم نہ ہوں۔

(ج) غریب: جس کا راوی کسی دَور میں ایک ہی رہ گیا ہو۔

مرفُوع: جس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔

---

[1] تقریر کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو لیکن اس پر آپ ﷺ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

[2] تواتر کی چند قسمیں ہیں:

(۱) ایک دَور سے دوسرے دَور کی طرف نسلاً بعد نسل پوری وسعت اور عموم کے ساتھ نقل و روایت کا سلسلہ جاری رہے۔ مثلاً قرآن مجید۔

(۲) تواترِ عملی، نماز کے اوقات، اذان اور نماز کی بنیادی ہیئت۔

(۳) تواترِ اسناد۔ مثلاً من کذب علیّ متعمدًا فلیتبوا مقعده من النار۔ صرف صحابہؓ کے دَور میں اس کے سو سے زیادہ راوی ہیں۔ اسی طرح ختم نبوت کی روایات۔

(۴) تواترِ معنوی۔ یعنی قدرِ مشترک تمام روایات میں درجۂ تواتر کو پہنچا ہوا ہو۔ مثلاً معجزاتِ نبویؐ، دعا میں ہاتھ اٹھانا وغیرہ۔ (مقدمہ فتح الملہم)

QU

موقُوف: جس روایت کی نسبت صحابہؓ کی طرف ہو، یعنی ان کا قول و فعل ہو۔

مُتّصِل: جس کے سلسلۂ سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

منقطع: متصل کے برعکس۔

معلّق: سند کی ابتدا سے راوی چھوڑ دیا جائے یا پوری سند ہی حذف کر دی جائے۔ اس حذف کرنے کو تعلیق کہتے ہیں۔

مُعضَل: سند میں مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی غائب ہوں۔

مُرسل: تابعیؒ اور آں حضور ﷺ کے درمیان صحابیؓ کا ذکر نہ ہو۔

شاذ: وہ روایت جس میں ثقہ راوی اپنے سے قوی تر راوی کی مخالفت کرتا ہو۔ قوی تر کی روایت کو محفوظ کہا جاتا ہے۔

منکر: اگر ضعیف راوی دوسرے ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت کو منکر اور اس کے بالمقابل ثقہ کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

معلّل: ایسی روایت جس میں ایسا مخفی نقص موجود ہو جسے علمِ حدیث کے ماہرین ہی بھانپ سکتے ہیں۔ مثلاً کسی وہم کی بِنا پر مرفوع کو موقوف یا اس کے برعکس کر دینا۔

صحیح: جس روایت میں مندرجہ ذیل اُمور پائے جاتے ہوں:

(الف) سند متصل ہو۔ (ب) راوی عادل یعنی سیرت و اَخلاق کے اعتبار سے قابلِ اعتماد ہوں۔ (ج) حافظہ دُرست ہو۔ (د) شاذ نہ ہو۔ (ہ) معلّل نہ ہو۔

QU

حَسن: جس میں مذکورہ بالا تمام اوصاف پائے جاتے ہوں صرف حافظہ کے اعتبار سے ہلکا پن ہو، اگر ایسی حَسن روایت کی دوسری اسی قسم کی روایات مؤید ہوں تو اسے صحیح لغیرہٖ کہتے ہیں۔

ضعیف: وہ روایت جس کے مندرجہ بالا تمام اوصاف یا بعض میں نمایاں کمی پائی جائے۔ کئی ضعیف روایات حسن لغیرہ کے حکم میں ہو جاتی ہیں۔ بشرطیکہ یہ ضعف سیرت و کردار میں فساد کی وجہ سے نہ پیدا ہوا ہو۔

(قواعد التحدیث ص ۹۰)

ضعیف روایت کا انتہائی ناقابل اعتماد درجہ یہ ہے کہ اس کے راویوں کا تقوٰی ہی مشتبہ ہو کر رہ جائے۔ ایسی روایت موضوع کہلاتی ہے۔

............☆☆☆............

QU

شجرۂ علمِ حدیث

رسولِ اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۱)	انس بن مالکؓ	وفات		۹۳ھ
(۲)	حمید الطّویل ابن ابی حمید	۶۸ھ	تا	۱۴۳ھ
(۳)	محمد بن عبداللہ الانصاری	۱۱۸ھ	تا	۲۱۵ھ
(۴)	محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ	۱۹۴ھ	تا	۲۵۶ھ
(۵)	محمد بن یوسف الفریری	۲۳۱ھ	تا	۳۲۰ھ
(۶)	عبداللہ بن احمد السرخسی			۳۸۱ھ
(۷)	عبدالرحمٰن بن مظفر الداودی	۳۷۴ھ	تا	۴۶۷ھ
(۸)	عبدالاوّل بن عیسیٰ السنجری	۴۵۸ھ	تا	۵۵۳ھ
(۹)	حسین بن مبارک الزبیدی	۵۴۶ھ	تا	۶۳۱ھ
(۱۰)	احمد بن ابی طالب الحجّار	ف		۷۳۰ھ

(۱۱) ابراہیم بن احمد التنوخی ف ۸۰۰ھ   (۱۱) عبدالرحیم بن حسین العراقی ۷۲۵ھ تا ۸۰۶ھ

(۱۲) احمد بن علی بن حجر العسقلانی شارح بخاری ۷۷۴ھ تا ۸۵۲ھ

(۱۳)	احمد زکریا الانصاری	ف	۹۲۵ھ
(۱۴)	محمد بن احمد الرملی	ف	۱۰۰۴ھ
(۱۵)	احمد بن عبدالقدوس الشناوی	ف	۱۰۲۸ھ
(۱۶)	احمد بن محمد القشاشی	ف	۱۰۷۱ھ

QU

(۱۷) ابراہیم بن حسن الکردی المدنی ۱۰۲۵ھ تا ۱۱۰۱ھ

(۱۸) محمد بن ابراہیم ابو طاہر المدنی۔ف ۱۱۴۵ھ (۱۸) عبداللہ بن سالم البصری۔ف ۱۱۳۴ھ

(۱۹) الشاہ ولی اللہ ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ (۱۹) احمد بن محمد شریف الاہدل۔ف ــــــہ ؟

(۲۰) الشاہ عبدالعزیز ۱۱۵۹ھ تا ۱۲۳۹ھ (۲۰) سلیمان بن یحییٰ۔ف ۱۱۹۷ھ

(۲۱) الشاہ اسحٰق الدہلوی۔ف ۱۲۶۲ھ (۲۱) عبدالقادر بن احمد الکوکبانی ۱۱۳۵ھ تا ۱۲۰۷ھ

عبدالرحمٰن بن سلیمان۔ ۱۱۷۹ھ تا ۱۲۷۰ھ

(۲۲) السید نذیر حسین الدہلوی۔ ۱۲۲۵ھ تا ۱۳۲۰ھ (۲۲) محمد بن علی الشوکانی مؤلف نیل الاوطار ۱۱۷۲ھ تا ۱۲۵۰ھ

(۲۳) احمد بن محمد الشوکانی۔وفات ۱۲۸۱ھ

(۲۴) حسین بن محسن الانصاری۔ف ۱۳۲۷ھ

(۲۳) مولانا احمد اللہ۔شیخ الحدیث رحمانیہ دہلی،وفات ۱۳۶۲ھ (بعمر ۶۵ سال تقریباً)

(۲۴) عبدالغفار حسن تاریخ حصول سند حدیث،۲۰؍شعبان ۱۳۵۴ھ

توضیح

(۱) استاد محترم مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم نے حدیث کا علم اپنے زمانے کے دو مشہور اساتذۂ حدیث سے حاصل کیا ہے: (الف) مولانا سید نذیر حسین مرحوم۔(ب) علامہ حسین بن محسن الانصاری مرحوم۔اوّل الذکر چار واسطوں سے شیخ محترم ابراہیم بن حسن کردی کے شاگرد ہیں۔اور ثانی الذکر چھے واسطوں سے۔قاضی محمد بن علی شوکانیؒ کے صاحب زادے احمد بن محمدؒ نے اپنے والد محترم سے بھی علمِ حدیث حاصل کیا ہے اور علامہ عبدالرحمٰن بن سلیمان سے بھی۔علامہ موصوف اپنے والد سلیمان بن یحییٰ سے براہِ راست فیض یاب ہوئے ہیں۔اس صورت میں شیخ محترم حسین ابن محسن انصاریؒ اور ابراہیم بن حسن کردیؒ کے درمیان بجائے چھے کے پانچ واسطے رہ جاتے ہیں۔مولانا سید نذیر حسین مرحوم اور

QU

علامہ حسین بن محسن انصاری کے اسنادی سلسلے اُوپر جا کر علامہ ابراہیم بن حسن کردیؒ سے ایک ہو جاتے ہیں۔

(۲) یہاں شجرۂ علمِ حدیث کے نام سے صرف صحیح بخاری کا سلسلۂ سند پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کی دوسری اہم کتابوں کی سندیں علیحدہ ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ امام بخاریؒ سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کے بہت سے سلسلے ہیں۔ یہاں کم از کم رواۃ پر مشتمل سندوں میں سے ایک سند کو درج کیا گیا ہے۔

(۳) راقم الحروف نے مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرنہسوی مرحوم، مولانا محمد صاحب سورتی مرحوم، مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی مبارک پوری مدظلہٗ سے بھی حدیث کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ نیز مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارک پوریؒ شارح ترمذی سے بھی جزوی طور پر استفادہ کا موقع ملا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ.

عاجز

عَبدُ الغفّار حَسن رحمانی۔ عُمر پُوری

۱۷؍جمادی الاُولیٰ ۱۳۷۶ھ، مطابق ۳۰؍دسمبر ۱۹۵۶ء

............☆☆☆............

QU

اساساتِ دین

QU

اِسلامی عقائد و ارکان

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَایُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا. قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِھَا قَالَ اَنْ تَلِدَالْاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَآءَ الشَّآءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاعُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّآئِلُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتٰکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ص ۳)

’’حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال کالے سیاہ تھے۔ نہ اس پر سفر کی کوئی علامت دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے جانتا تھا۔ آخر وُہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے آپؐ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ آپؐ کی رانوں پر رکھ دیے پھر کہنے لگا: ’’اے محمدؐ! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا: ’’اسلام یہ ہے کہ تُو گواہی دے

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اور تُو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور تُو بیت اللہ کا حج کرے اگر تُو اُس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔'' اس نے جواب دیا: ''آپؐ نے سچ کہا۔'' ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وُہ آپؐ سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر آپؐ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا: ''مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔'' آں حضور ﷺ نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور بھلی اور بُری تقدیر پر ایمان لائے۔'' اس شخص نے کہا: ''آپؐ نے سچ فرمایا۔'' پھر کہا: ''مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''(احسان یہ ہے) کہ تُو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تُو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تُو اُسے نہیں دیکھتا تو وُہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اُس نے پھر کہا: ''مجھے قیامت کی خبر بتایئے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔'' پھر اُس نے کہا: ''مجھے اُس کی نشانیوں سے آگاہ کیجیے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''(نشانی یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تُو ننگے پاؤں اور ننگے جسم والے کنگلوں اور چرواہوں کو دیکھے گا کہ وُہ بڑی بڑی عمارتوں میں بیٹھ کر اترائیں گے۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر وُہ چلا گیا اور مَیں بہت دیر ٹھہرا رہا۔ پھر آں حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرؓ! کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟'' مَیں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھا۔ تمھارے پاس آیا تھا تاکہ تمھیں تمھارے دین کی تعلیم دے۔''

تشریح:

(۱) اس حدیث میں اسلام، ایمان اور احسان کے مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے۔

قرآن وحدیث میں جہاں کہیں ایمان اور اسلام کا یک جا ذکر آیا ہے وہاں ایمان سے یقین اور قلبی تصدیق اور اسلام سے زبانی توحید و رسالت کا اقرار اور ظاہری مراسمِ عبادت کی پابندی مُراد ہے۔

احسان کا لفظ حُسن سے بنا ہے، جس کے معنیٰ خوب صورتی کے ہیں۔ عبادت میں حُسن اُسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب ذہن میں یہ تصوّر پختہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رُوبرو حاضر ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں۔ یہ تصوّر اگر ذہن میں نہ قائم ہو سکے تو اس حقیقت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ بہر حال دیکھ رہا ہے۔ اس کی نگاہوں سے بندوں کا کوئی عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

QU

(۲) ''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب عام طور پر لوگوں میں باہمی تعاون، ہم دردی اور صلہ رحمی کی بجائے خودغرضی اور قطع رحمی پھیل جائے گی، بڑوں کے احترام واطاعت کا جذبہ ختم ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ بیٹی جسے فطرتاً ماں سے زیادہ لگاؤ ہوتا ہے، اس کا سلوک بھی ماں کے ساتھ ایسا ہوگا جیسا مالکہ کا سلوک لونڈی کے ساتھ ہوا کرتا ہے، گویا ماں نے لڑکی نہیں بلکہ اپنی مالکہ کو جنا ہے۔

(۳) ننگے پیر، ننگے جسم والے کنگلوں اور چرواہوں کے بڑی بڑی عمارتوں میں فخر کرنے سے مراد یہ ہے کہ علم وتہذیب سے ناآشنا اور شرافت واخلاق سے کورے لوگوں کے ہاں دولت وثروت کی ریل پیل ہوگی اور مقابلہ آرائی اور نمودونمائش کا جذبہ بڑھ جائے گا۔

توحید

۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ. (صحیح مسلم مطبوعہ دہلی۔ ج ا۔ ص ۶۶)

''(بروایت ابو ذرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہو اور پھر اسی پر اس کی موت آئے وہ یقیناً جنت ہی میں داخل ہوگا۔''

تشریح: اس حدیث میں قال لا الٰہ الا اللہ سے محض زبانی رسمی اقرار مراد نہیں ہے، بلکہ ایسا اقرار جس کے ساتھ قلبی یقین وتصدیق بھی شامل ہو، جیسا کہ دوسری روایات میں ہے **مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ، صِدْقًا بِھَا قَلْبُہٗ**، یعنی دل کے یقین اور سچائی کے ساتھ یہ اقرار واعتراف ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ جب اس طرح اقرار کیا جائے گا تو سیرت وکردار میں نمایاں تبدیلی رونما ہوگی اور زندگی کے تمام گوشوں پر اس کے خوش گوار اثرات پڑیں گے۔

۳. عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الثَّقَفِیْ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْئَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ.
(صحیح مسلم۔ ج ا۔ ص ۴۸)

''سفیان بن عبداللہ الثقفیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے

QU

رسولؐ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے دریافت نہ کرنا پڑے۔ آپؐ نے فرمایا: ”کہو میں اللّٰہ پر ایمان لے آیا۔ پھر (اسی پر) ثابت قدم رہو۔“

۴۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ ص۴)

”حضرت عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: اُس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللّٰہ کے رب، اسلام کے دین اور محمدؐ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔“

رسالت پر ایمان

۵۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَالَکُمْ مُّوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ وَلَوْکَانَ حَیًّا وَاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَاوَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔

(دارمی۔ مسند احمد۔ مشکوٰۃ۔ ص۳۲)

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، اگر موسٰیؑ تمھارے سامنے آجائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے۔“

اگر موسٰیؑ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو میری پیروی کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُن کے لیے میرے اتباع کے سوا اور کوئی چارۂ کار ہی نہ ہوتا۔

رسُول اللّٰہ ﷺ کا اِتّباع

۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔ (شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۲)

”عبداللّٰہ بن عمروؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا:

QU
''تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ اُس کی خواہش اُس (شریعت) کے تابع نہ ہوجائے جسے مَیں لے کر آیا ہُوں۔''

رسول اللہ ﷺ کی محبت

۷۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. (مشکوٰۃ۔کتاب الایمان)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا یہاں تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والد، اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

۸۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَيْسَ فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِّاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَابُنَیَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ.

(رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔ص۲۲)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے میرے پیارے بچے! اگر تم سے ہوسکے تو صبح و شام اس طرح گزارو کہ تمھارے دل میں کسی کی طرف سے کوئی میل نہ ہو۔ پھر فرمایا: اے میرے بچے! یہ (محبّت کا رکھنا) میری سُنّت ہے۔ جس نے میری سُنّت سے محبّت رکھی اُس نے مجھ سے محبّت رکھی اور جس نے مجھ سے محبّت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں غلُو سے پرہیز اور عقیدت میں اعتدال

۹۔ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَاتَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ

QU

بِشَیئٍ مِّنۡ اَمۡرِ دِیۡنِکُمۡ فَخُذُوۡابِہٖ وَاِذَآ اَمَرۡتُکُمۡ بِشَیئٍ مِّنۡ رَّأۡیِیۡ فَاِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ.

(رواہ مسلم۔باب الاعتصام۔ص۔۲۰)

''رافعؓ بن خدیج سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ والے کھجور کے درختوں میں پیوند لگایا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا: ''تم کیا کرتے ہو؟'' لوگوں نے جواب دیا: ''ہم یہ کرتے رہے ہیں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''توقع ہے کہ اگر تم نہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہو۔'' لوگوں نے پیوندکاری ترک کردی۔ (نتیجہ یہ نکلا) کہ پیداوار کم ہوگئی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کا ذکر لوگوں نے آپؐ سے کیا، تو آپؐ نے فرمایا: ''میں تو ایک انسان ہی ہوں، جب مَیں تمھیں کسی دینی معاملہ میں حکم دوں تو تم اُسے لے لو، اور جب تمھیں اپنی رائے سے کچھ بتلاؤں تو پھر میں بس ایک انسان ہی ہوں۔''

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ بِاُمُوۡرِ دُنۡیَاکُمۡ، یعنی دنیاوی معاملات سے تم زیادہ باخبر ہو۔''

تشریح: اِس حدیث میں کئی اہم اُمور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہی تھے کوئی مافوق البشر شخصیت نہ تھے۔ اس لیے ضروری نہ تھا کہ دنیاوی فنون اور معاملات کے بارے میں آپؐ کا ہر ذاتی اندازہ صحیح نکلے، ہاں جو بات آپؐ وحی کی بنا پر ارشاد فرماتے اس کی صحت میں کسی طرح بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) اس حدیث میں بظاہر دین و دُنیا کی تفریق نظر آتی ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔

یہاں ''اُمورِ دُنیا'' سے مراد فنی قسم کے معاملات ہیں، مثلاً کاشت کاری، باغ بانی، نجّاری وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ انبیائے کرامؑ اس قسم کے علوم وفنون کی تعلیم دینے کے لیے دُنیا میں تشریف نہیں لاتے۔ حدیث کے سیاق وسباق سے بھی اِسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

باقی رہے زندگی کے مختلف شعبے۔ مثلاً معیشت، معاشرت، سیاست اور اخلاق، تو انبیائے کرام جس طرح عبادات کی تفصیلات بتلاتے ہیں اسی طرح ان کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ زندگی کے دوسرے شعبوں کے بارے میں بھی الٰہی تعلیم کو لوگوں تک پہنچائیں۔

QU

تقدیر پر ایمان

۱۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الضَّعِیْفِ، وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ اِحْرِصْ عَلٰی مَایَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَکَ شَیْئٌ فَلَا تَقُلْ لَّوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ مَا شَآءَ فَعَلَ، فَاِنَّ "لَوْ" تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ.

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کو قوی مومن، ضعیف مومن سے زیادہ پیارا ہے اور ہر ایک میں خیر ہے، جو چیز تمھیں نفع دے اس کی حرص کرو اور اللّٰہ سے مدد چاہو اور ہمت نہ ہارو۔ اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو (یوں) مت کہو اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا، لیکن (یہ بات) کہو کہ ''اللّٰہ نے اندازہ کیا، جو چاہا اس نے کر ڈالا۔ اس لیے کہ ''لو'' یعنی ''اگر'' شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں ''مومن قوی'' سے ایسا مردِ مومن مراد ہے جو ہمت وعزم کے اعتبار سے پختہ ہو اور اس کے برعکس مومن ضعیف سے مُراد یہاں ایسا مسلمان ہے جو ذرا سی ناکامی پر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔

۱۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَاغُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَکَ، اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ لَکَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْکَ. (مشکوٰۃ،ص ۴۵۳)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک دن میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پیچھے (سواری پر) سوار تھا، آپؐ نے فرمایا: ''اے بچے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں: (۱) اللّٰہ (کے دین) کی حفاظت کر اللّٰہ تیرا محافظ ہوگا۔ (۲) اللّٰہ (کے دین) کی حفاظت کر

QU

اللہ تیرا محافظ ہوگا۔(۳) جب مانگنا ہوتو اللہ سے مانگ۔(۴) جب مدد کی ضرورت ہوتو اللہ سے طلب کر۔(۵) (یہ بات) جان لے کہ مخلوق اگر تجھے نفع پہنچانے پر اتفاق بھی کرے تو وہ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اُسی قدر جو خدا نے تمھارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب لوگ نقصان پہنچانے پر تُل جائیں تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اُسی حد تک جو خدا کے ہاں طے ہو چکا ہے۔

۱۲۔ عَنْ اَبِیْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَرَاَیْتَ رُقًی نَّسْتَرْقِیْهَا وَدَوَآءً نَتَدَاوٰی بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِیْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا قَالَ هِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ.

''ابو خزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جھاڑ پھونک کا ہمارے ہاں رواج ہے، دوا دارو اور علاج معالجہ بھی ہوتا ہے اور دشمن کا حملہ ہو تو ڈھال سے بچاؤ بھی کیا جاتا ہے۔ کیا یہ سب چیزیں خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر کو پھیر سکتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''یہ بھی تقدیر کا ایک سلسلہ ہے۔''

آخرت کی بازپُرس

۱۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ، عَنْ عُمُرِهٖ فِیْمَآ اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَآ اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَآ اَنْفَقَهٗ وَمَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ.

(ترمذی۔ ج ۲۔ ص ۶۴۔ ابواب صفۃ القیمۃ)

''حضرت ابن مسعودؓ آں حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) انسان کے قدم (اپنی جگہ سے) ہٹ نہ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے۔ (۱) عمر کن کاموں میں گنوائی؟ (۲) جوانی کی توانائیاں کہاں صرف ہوئیں؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ (۴) کہاں خرچ کیا؟ (۵) جو علم اسے حاصل ہوا اس پر اس نے کہاں تک عمل کیا؟''

QU

دُنیا کی بے ثباتی

۱۴۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ.

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب زیارۃ القبور)

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا تو (اب) قبروں کی زیارت کرو، کیوں کہ زیارتِ قبور دُنیا سے بے رغبت اور آخرت کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔''

۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ، وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ اِذَآ اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ. (البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب تمنی الموت)

''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا شانہ پکڑتے ہوئے فرمایا: ''تم دُنیا میں رہو، گویا تم مسافر ہو یا رہ گزر۔''

ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے، جب شام ہو تو صبح کے انتظار میں نہ رہو، اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو۔ صحت کے زمانے میں بیماری کے وقت کے لیے (نیکیوں کا توشہ) لے لو، اور زندگی میں موت کے لیے (عمل کا سرمایہ) فراہم کرلو۔''

۱۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنِ الْاَوْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّھُوَ یَعِظُہٗ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَکَ قَبْلَ ھَرَمِکَ وَصِحَّتِکَ قَبْلَ سُقْمِکَ وَغِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ وَفَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ وَحَیَوَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ. (رواۃ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

''عمروؓ بن میمون اودی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

QU.

ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: (۱) جوانی، بڑھاپے سے پہلے۔ (۲) صحت، بیماری سے پہلے۔ (۳) خوش حالی، ناداری سے پہلے۔ (۴) فراغت، مشغولیت سے پہلے۔ (۵) زندگی موت سے پہلے۔‘‘

۱۷۔ **عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَتَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْذِرُ مِنْہُ غَدًا وَّاجْمَعِ الْاَیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ.** (مشکوۃ۔کتاب الرقاق)

’’ابو ایوّب انصاریؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے کہا مجھے نصیحت کیجیے اور مختصر لفظوں میں فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’تو نماز میں کھڑا ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھ جو رخصت کیا جا رہا ہے، اور ایسی بات منہ سے نہ نکال جس کے بارے میں کل عذر پیش کرنا پڑے اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے قطعی طور پر مایوس ہو جا۔‘‘

۱۸۔ **عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَأَیْتَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْہِ مَا یُحِبُّ فَاِنَّمَا ھُوَا سْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ’’فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ ط حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْآ اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ.‘‘**

(الانعام: ۴۴) (رواہ احمد۔مشکوۃ۔کتاب الرقاق)

’’عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم دیکھو کہ اللّٰہ تعالیٰ معصیت اور نافرمانی کے باوجود بندے کو اس کی خواہش اور پسند کے مطابق دُنیا کی نعمتیں دے رہا ہے (تو سمجھ لو) کہ یہ (خدا کی طرف سے) ڈھیل ہے۔‘‘ پھر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ’’جب وہ ان باتوں کو بھول گئے جن کی اُنھیں نصیحت کی تھی، تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ دی ہوئی نعمتوں میں مست اور مگن ہو گئے تو ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا۔ پھر اچانک وہ مایوس نظر آتے ہیں۔‘‘

QU

توضیح: کسی شخص یا قوم کو محض دنیاوی خوش حالی یا اقتدار کی مسند پر دیکھ کر یہ خیال کر لینا صحیح نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے خوش ہے، بلکہ یہ تو سخت آزمائش کی شکل ہے کہ اس کے بعد خدائی عذاب مجرموں کو اچانک آ دبوچتا ہے۔

خدائی قانونِ امہال و استدراج (ڈھیل) کی مثال ایسی ہے جیسے شکاری مچھلی کے حلق میں کانٹا پھنسنے کے بعد فوراً اُسے نہیں نکالتا بلکہ ڈور ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور جب مچھلی گھوم پھر کر تھک جاتی ہے تو یک بارگی ایک سخت جھٹکے میں اُسے خشکی پر باہر نکال لیتا ہے لیکن اس دوران میں نادان مچھلی یہ سمجھتی ہے کہ وہ آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہے۔

رُوحِ اِسلام

(اخلاص)

۱۹۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ یَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان۔ ص۳)

”(بروایت عمرؓ بن الخطاب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کے لیے بس وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہے، تو پھر جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہے تو (واقعی) اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہے۔ اور جس کی ہجرت دُنیا کی طرف ہے کہ اُسے حاصل کرے یا عورت کی طرف ہے کہ اس سے شادی رچائے تو (واقعی) اس کی ہجرت اُسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی (نیت کی) ہے۔“

۲۰۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ،

QU

اَلرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰہِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ.

(صحیح مسلم۔ج ا۔ص ۱۳۹)

”ابُو مُوسیٰؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک آدمی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اس نے سوال کیا) انسان غنیمت کے لیے لڑتا ہے، انسان اس لیے لڑتا ہے تا کہ (اس کی شجاعت کی) نمائش ہو، تو (ان میں سے) کون سا اللہ کی راہ کا مجاہد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”جو لڑتا ہے تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، (بس وہی اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔)“

۲۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ.

(راوہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الریا والسمعہ۔ ص ۴۴۶)

”حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمھاری شکل وصورت اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھاری نیت اور عمل کو دیکھتا ہے۔“

۲۲۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ.

(رواہ ابوداوٗد۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان ص ۷)

”بروایت ابُو اُمامہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے لیے (لوگوں سے) محبّت کی، اللہ کے لیے نفرت و بے زاری اختیار کی، اللہ کے لیے اس نے دیا، اور اللہ کے لیے اس نے اپنا ہاتھ روکا، تو بلا شبہ اس نے اپنے ایمان کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔“

QU

اعتدال وتوازن

۲۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَاتُطِيْقُوْنَ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص۱۰۲۔ باب القصد فی العمل)

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اعمال میں سے اتنی مقدار اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اُکتا جاؤ۔“

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ثواب اور بخشش کا دروازہ نہیں بند کرتا جب تک کہ انسان خود ہی اپنی بے تدبیری سے اپنے آپ کو محروم نہ کرلے۔

۲۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَاْكُلُوْنَ اَشْيَآءَ وَيَتْرُكُوْنَ اَشْيَآءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَآ اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَّمَاسَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ. (رواہ ابُو داؤد، مشکوٰۃ باب مایحل اکلہ)

”عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جاہلیت والے بہت سی چیزیں کھا لیا کرتے تھے اور بہت سی چیزیں گھن کرتے ہوئے نہیں کھاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بھیجا، کتاب اتاری، حلال کو حلال ٹھہرایا اور حرام کو حرام قرار دیا، پس جو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے، اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔“

یعنی جن چیزوں کے بارے میں نہ صراحتاً اجازت ہے اور نہ ممانعت، ان کے بارے میں پوچھ گچھ اور چھان بین کرنا مناسب نہیں، شرعاً ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔

۲۵۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَحْسَنَ الْقَصْدُ فِى الْغِنٰى مَآ اَحْسَنَ الْقَصْدُ فِى الْفَقْرِ وَمَآ اَحْسَنَ الْقَصْدُ فِى الْعِبَادَةِ.

(مسند بزار۔ کنز العمال۔ ج۲۔ ص۷)

QU

’’حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی اچھی ہے، اور عبادت میں درمیانہ انداز کیا ہی بہتر ہے۔‘‘

۲۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْئٍ مِّنَ الدُّلْجَۃِ. (مشکوٰۃ۔القصد فی العمل۔ص۱۰۲)

’’(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دین آسان ہے۔کوئی شخص دین سے زور آزمائی نہیں کرتا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آکر رہتا ہے۔سیدھے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور ہشاش بشاش رہو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصے میں سفر کے ذریعہ مدد چاہو۔‘‘

توضیح: جس طرح مسافر مسلسل سفر نہیں کرتا بلکہ خوش گوار ٹھنڈے اوقات میں سفر طے کرتا ہے اور باقی اوقات میں خود بھی آرام کرتا ہے اور اپنی سواری کو بھی آرام دیتا ہے۔یہی حال دین کی راہ کے مسافر کا بھی ہونا چاہیے۔طاقت سے زیادہ اپنے اوپر مشقت ڈال لینا، نفلی عبادات کا خلافِ سُنّت طریقے پر اہتمام کرنا، یہ سب ایسے اعمال ہیں کہ جس کی وجہ سے دین میں غُلو کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

جو شخص غُلو اور افراط میں مبتلا ہو کر دین سے دھینگا مشتی کرتا ہے وہ اپنے اس طرزِ عمل سے دین کا تو کچھ نہیں بگاڑتا، ہاں خود اُسی کو آخر کار پسپا ہونا پڑتا ہے۔

۲۷۔ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یُذِلَّ نَفْسَہٗ قَالُوْا وَکَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَہٗ قَالَ یَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَآءِ لِمَا لَایُطِیْقُ.

(رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔باب جامع الدعا)

’’(بروایت حذیفہؓ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مومن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وُہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔‘‘ لوگوں نے پوچھا: مومن اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ’’ناقابلِ برداشت (طاقت سے زیادہ) آزمائش میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔‘‘

QU

۲۸۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی شَیْخًا یُّھَادِیْ بَیْنَ ابْنَیْہِ فَقَالَ مَابَالُ ھٰذَا قَالُوْا نَذَرَ اَنْ یَّمْشِیَ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عَنْ تَعْذِیْبِ ھٰذَا نَفْسَہٗ لَغَنِیٌّ، وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّرْکَبَ.

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان پاؤں گھسیٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: ''اسے کیا ہو گیا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کا سفر پیدل کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس شخص کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے۔'' اور اُسے حکم دیا کہ وہ سواری پر سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرے۔''

توضیح: یہاں اس وہم کی اصلاح کی گئی ہے، کہ انسان جس قدر بھی اپنے آپ کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے، اُتنا ہی اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔

۲۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاعَبْدَاللّٰہِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّھَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا، لَاصَامَ مَنْ صَامَ الدَّھْرَ صَوْمُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ صُمْ کُلَّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ، وَّاقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِیَامُ یَوْمٍ وَّاِفْطَارُ یَوْمٍ وَّاقْرَأْ فِیْ کُلِّ سَبْعِ لَیَالٍ مَّرَّۃً وَّلَاتَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ. (بخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب صیام التطوع)

''(بروایت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ! کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی ہے کہ تم دن کو روزے رکھتے ہوئے اور رات کو قیام کرتے ہو۔'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں، میں ایسا ہی کرتا ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''یہ طرزِ عمل اختیار نہ کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی کرو، رات کو تہجد بھی پڑھو اور آرام بھی کرو، اس لیے کہ تمھارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمھاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تمھارے مہمان

QU

کا بھی تم پر حق ہے جس نے ساری عمر روزوں میں گزار دی۔ اس نے (حقیقتاً) روزہ نہیں رکھا۔‘‘ ہر ماہ کے تین روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو اور ہر ماہ میں (ایک بار پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔‘‘

مَیں نے عرض کیا: مَیں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: حضرت داؤدؑ کی طرح روزے رکھ لیا کرو۔ یہ (نفلی) روزوں کی بہترین شکل ہے۔ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن اِفطار کرو، اور ہفتہ بھر میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔ اس سے آگے نہ بڑھو۔‘‘

تشریح: تلاوتِ قرآن سے محض طوطے کی طرح پڑھ دینا مقصود نہیں ہے بلکہ ایسا پڑھنا جس کے ساتھ فہم وتدبر اور غور وفکر بھی ہو۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن سے کم میں تو بہر حال قرآن ختم نہیں ہونا چاہیے۔

۳۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ جَآءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حِجَّۃِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ نِ اشْتَدَّبِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَاتَرٰی وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَلَایَرِثُنِیْٓ اِلَّا ابْنَۃٌ، اَفَا تَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیَ قَالَ لَا، قُلْتُ فَالشَّطْرَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَاقُلْتُ فَالثُّلُثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ، اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَآءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

’’سعدؓ بن وقاص سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میرے شدید درد کی وجہ سے عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا: میرا درد جس حد کو پہنچ چکا ہے وہ آپؐ دیکھ ہی رہے ہیں۔ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہی ہوسکتی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپؐ نے جواب دیا: ’’نہیں۔‘‘ میں نے کہا، آدھا؟ آپؐ نے فرمایا: ’’نہیں۔‘‘ میں نے عرض کیا: اچھا ایک تہائی؟ آپؐ نے فرمایا: ’’ہاں ایک تہائی، اور ایک تہائی بھی بہت ہے، اس لیے کہ تمھارا اپنے وارثوں کو خوش حال چھوڑ جانا اس بات سے بہتر ہے کہ تم انھیں فقر وفاقہ کی حالت میں چھوڑ کر مرو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔‘‘

QU

نیکی کا وسیع تصوّر

۳۱۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَآ اَطْعَمْتَ نَفْسَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَّمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ زَوْجَکَ فَھُوَلَکَ صَدَقَۃٌ وَمَااَطْعَمْتَ خَادِمُکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ. (الادب المفرد)

''مقدامؓ بن معدیکرب سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: ''جو کھانا تُم خود کھاتے ہو وہ تمھارے لیے صدقہ ہے، جو تم اپنی اولاد کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لیے صدقہ ہے، جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لیے صدقہ ہے، اور جو تم اپنے خادم کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لیے صدقہ ہے۔''

تشریح: یعنی حلال ذرائع سے اگر کوئی شخص روزی کما کر خود کھاتا ہے اور اپنے بچوں کو کھلاتا ہے تو اس پر بھی خدا کے ہاں وہ اجروثواب کا حق دار ہوگا۔

۳۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ، صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَّاَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃً وَّنَھْیٍ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃً وَّفِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃً، قَالُوْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَآ اَجْرٌ قَالَ اَرَأَیْتُمْ لَوْوَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ کَانَ عَلَیْہِ فِیْہِ وِزْرٌ فَکَذٰلِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ. (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب فضل الصدقہ)

''(بروایت ابو ذرؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بار سبحان اللّٰہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار اللّٰہ اکبر کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار الحمد لِلّٰہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار لا الٰہ الا اللّٰہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ بُرائی سے روکنا صدقہ ہے۔ تم میں

QU

سے کسی ایک کا اپنی صنفی خواہش پوری کرنا صدقہ ہے۔'' لوگوں نے دریافت کیا: ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے، کیا اس پر بھی وہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں، اگر وہ اپنی خواہش ناجائز طور پر پوری کرتا تو کیا وہ گناہ گار نہ ہوتا؟ اسی طرح جب کہ اس نے اپنی خواہش جائز طور پر پوری کی ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔''

دُنیا کی زِندگی کے متعلّق مومن کا نقطۂ نظر

۳۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ. (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر)

''(بروایت ابُوسعید خدریؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دُنیا مٹھاس والی اور سرسبز وشاداب ہے، اور اللّٰہ تعالیٰ اس میں تمھیں خلافت (جانشینی) کا منصب عطا کرنے والا ہے تاکہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

تشریح: اللّٰہ تعالیٰ نے جن نعمتوں سے بندے کو نوازا ہے ان کا اصل مالک اللّٰہ تعالیٰ ہے، بندہ کو صرف خلافت ونیابت کا منصب دیا گیا ہے اور اس کا کام یہ ہے کہ جو چیزیں اس کے پاس ہیں، ان میں اصل مالک کی مرضی پُوری کرے۔

۳۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ. (مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ سلم نے فرمایا: ''دُنیا مومن کے لیے جیل خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔''

توضیح: مومن کو شریعت کی چہار دیواری میں پابند رہ کر زندگی گزارنا ہوتی ہے، اس لیے دُنیا اس کے لیے ایسی ہی ہے جیسے قیدی کے لیے جیل خانہ۔

اس کے برعکس کافر اپنے آپ کو شرعی پابندیوں سے آزاد سمجھتا ہے، اس لیے وہ بے لگام گھوڑوں اور آزاد سانڈوں کی طرح جہاں چاہتا ہے منہ مارتا پھرتا ہے۔

QU

دُنیا کی زندگی میں مومن کا رویّہ

۳۵۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب استحباب المال)

''شدّادؓ بن اوس سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کیے، اور عاجز (بے ہمت) وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا تابع کر دیا اور اللّٰہ سے (فضل وکرم) کی اُمیدیں باندھ لیں۔''

۳۶۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِیْ اٰخِيَتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى آخِيَتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ فَاَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَآءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ.

(رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب الضیافۃ)

''(بروایت ابُو سعید خدریؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن اور ایمان کی مثال اُس گھوڑے کی سی ہے جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے، گھومتا پھرتا ہے پھر اپنے کھونٹے کی طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح مومن سے بھی بھول چوک ہو جاتی ہے اور پھر وہ ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اپنا کھانا نیکوکار لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے احسان سے مومنوں کو نوازو۔''

۳۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِيَهُنَّ اُعْطِیَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّبَدَنٌ عَلَى الْبَلَآءِ صَابِرٌ وَّ زَوْجَةٌ لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ۔ (البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب العشرۃ۔ ص ۲۸۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار چیزیں ہیں جسے وہ میسر آ گئیں اسے دُنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہو گئی:

QU

(۱) شکرگزار دل۔ (۲) خدا کو یاد کرنے والی زبان۔ (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔ (۴) ایسی بیوی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔"

۳۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِیْ لَایُخَالِطُھُمْ وَلَایَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ.

(رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ)

"(بروایت عبداللہ بن عمرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"وہ مسلمان جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اوران کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتا ہے، اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے بے تعلق رہتا ہے اوران کی ایذا رسانیوں پر دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔"

۳۹۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَآئِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِی وَزَادَ الْبَیْھَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ بِرِوَایَۃِ فُضَالَۃَ) وَالْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَالْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ. (مشکوٰۃ۔کتاب الایمان۔ص۷)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امن میں ہوں، اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے، اور مہاجر وہ ہے جو نافرمانی کی راہ ترک کر دے۔"

............☆☆☆............

QU

تعلیمِ دین

QU

علم وحکمت اور تعلیمِ دین کی فضیلت

۴۰۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا. (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔کتاب العلم۔ص۳۲)

"(بروایت عبداللہؓ ابن مسعود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسد صرف دو آدمیوں کے معاملہ میں جائز ہے۔(۱) جسے اللہ نے مال دیا ہے پھر اُسے راہِ حق میں لٹانے کی توفیق بخشی ہے۔(۲) جسے اللہ نے (دین کی) حکمت سے نوازا ہے تو وہ اُس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور (لوگوں کو) سکھاتا پڑھاتا ہے۔"

تشریح: یہاں حسد، رشک کے ہم معنی ہے۔یعنی یہ دونیکیاں ایسی ہیں جن کے بارے میں رشک کیا جاسکتا ہے بلکہ رشک کرنا چاہیے۔

۴۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِّنْ اِحْیَآئِھَا.
(رواہ الدارمی۔مشکوٰۃ۔کتاب العلم۔ص۲۸)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رات کے کچھ حصے میں علم کا پڑھنا پڑھانا شب بیداری سے بہتر ہے۔"

۴۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَآلَّۃُ الْحَکِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا. (رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔ص۲۶)

"حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حکمت کی بات دانا مرد کی گم شدہ متاع ہے جہاں کہیں وُہ اسے پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔"

۴۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ. (الترمذی۔مشکوٰۃ۔ص۲۶)

QU

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سمجھ والا عالم، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔''

تشریح: ایک عابدوزاہد شخص اپنی ذات کی حد تک انفرادی طور پر دین کے تھوڑے بہت مسائل پر عمل کرسکتا ہے، لیکن وہ اس نیکی سے ماحول کو متاثر نہیں کرسکتا اور نہ شیطانی فتنوں کی روک تھام اس کے بس کی بات ہے، اس لیے دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا عالم ہی شیطان کے لیے وجہ اضطراب بن سکتا ہے۔

۴۴۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهَا مِنْ سَامِعٍ. (مشکوٰۃ،ص ۳۵)

''(بروایت ابنِ مسعودؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اُس کی حفاظت کی، یاد رکھا اور جس طرح اُس نے سنا تھا اسی طرح جوں کا توں اُس نے دوسروں تک پہنچا دیا...... بسا اوقات ایسا ہوتا ہے جسے (بالواسطہ) بات پہنچتی ہے وہ (براہِ راست) سننے والے سے زیادہ اس بات کو یاد رکھ لیتا ہے۔''

QU

حکمتِ تبلیغ و اِصلاح

۴۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، عَلِّمُوْا وَیَسِّرُوْا عَلِّمُوْا وَیَسِّرُوْا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْکُتْ مَرَّتَیْنِ۔

(الادب المفرد۔ باب یسکت اذا غضب۔ ص ۱۹۱)

''ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(دین) سکھلاؤ اور آسانی پیدا کرو، (تین بار) اور جب غصہ کا غلبہ ہو تو خاموشی اختیار کر (دو مرتبہ فرمایا)۔''

۴۶۔ عَنْ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ یُّذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ یَآ اَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّکَ ذَکَّرْتَنَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَالَ اَمَآ اَنَّہٗ یَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِکَ اَنِّیْٓ اَکْرَہُ اَنْ اُمِلَّکُمْ وَاِنِّیْٓ اَتَخَوَّلُکُمْ بِالْمَوْعِظَۃِ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَوَّلُنَا بِھَا مَخَافَۃَ السَّاٰمَۃِ عَلَیْنَا۔

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب العلم ص ۳۵۔ مطبع انصاری دہلی)

''شقیقؒ سے روایت ہے کہ عبداللّٰہؓ بن مسعود لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابُو عبدالرحمٰن! میری دلی خواہش ہے کہ آپ روزانہ نصیحت فرمایا کریں۔ اُنھوں نے کہا کہ اس خطرے کے پیشِ نظر کہ کہیں تم وعظ و نصیحت سے اُکتا نہ جاؤ، مَیں تمھیں روزانہ وقت نہیں دے سکتا۔ میں وعظ و نصیحت کے معاملہ میں تمھاری اس طرح نگرانی کرتا ہوں جس طرح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہمارے اُکتا جانے کے خوف سے ہمارا خیال رکھتے تھے۔''

۴۷۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَلَّ مَایُوَاجِہُ الرَّجُلُ بِشَیْءٍ یَّکْرَھُہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ یَوْمًا رَّجُلٌ وَّعَلَیْہِ اَثَرُ صُفْرَۃٍ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ لَوْغَیَّرَ اَوْنَزَعَ ھٰذِہِ الصُّفْرَۃَ۔ (الادب المفرد۔ من لم یواجہ الناس بکلامہ۔ ص ۶۴)

QU

''حضرت انسؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا: بہت کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ایسی بات پر جو آپؐ کو ناپسند ہوتی منہ درمنہ ٹوکتے۔ ایک دن ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آیا، اُس (کے لباس) پر زردی کا نشان تھا۔ جب وہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑا ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ''اگر یہ اس زردی کو بدل ڈالتا یا صاف کر دیتا (تو بہتر ہوتا)۔''

تشریح: معاشرہ کے بااثر اور ذمہ دار افراد اگر بات بات پر لوگوں کو منہ درمنہ ٹوکنے لگیں تو اس سے خوش گوار اثر پڑنے کے بجائے ہوسکتا ہے کہ ضد اور سرکشی کی بیماری پیدا ہو جائے۔ اس لیے اصلاح کے بارے میں حکیمانہ طریق کار اختیار کرنا چاہیے۔

۴۸۔ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّ لَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَ لَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَآ اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ.

''عکرمہؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ لوگوں سے وعظ ہر جمعہ کو (ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ بیان کیا کرو۔ اگر (زیادہ پر) اصرار ہے تو دوبار، اور زیادہ چاہتے ہو تو تین بار۔ لوگوں کو اس قرآن سے بےزار نہ کر دو۔ ایسی صورتِ حال پیدا نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ جب کہ وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں، اور تم اپنا وعظ شروع کر دو، (اس طرح) تم ان کا سلسلۂ گفتگو کاٹ دو اور ان کے دلوں کو نفرت وملال سے بھر دو، بلکہ تم خاموش رہو اور اگر وہ تم سے رغبت وشوق کے ساتھ مطالبہ کریں تو ان سے حدیث بیان کرو، دُعا میں قافیہ بندی سے بچو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ وہ (ایسا) نہیں کرتے تھے۔''

۴۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ

QU

قَدِافْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْهُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَاِنْهُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا، آپؐ نے فرمایا: ''تم اہلِ کتاب کے پاس جارہے ہو، انھیں (پہلے) لا الٰہ الا اللّٰہ اور محمدؐ رسول اللّٰہ کی شہادت کی طرف بلانا، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انھیں بتلانا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انھیں بتلانا کہ اللّٰہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے خوش حالوں سے لیا جائے اور ان کے ناداروں پر لوٹا دیا جائے۔ اگر وہ اسے مان لیں تو ان کے بیش قیمت اموال لینے سے پرہیز کرو۔ مظلوم کی فریاد سے بچو کیوں کہ اس کے اور اللّٰہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

۵۰۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِى الدِّيْنِ اِنْ حُتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِىَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ.

(رواہ رزین۔ مشکوٰۃ۔ کتاب العلم، ص ۲۸)

''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین میں سمجھ پانے والا ایسا شخص کیا ہی خوب ہے کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو خود ہی بے نیاز ہو جاتا ہے۔''

۵۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَآ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۵)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جاسکے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین بار سلام کرتے[۱]۔''

---

[۱] تین بار سلام کرنے کی صورت یہ ہوتی تھی کہ پہلی بار سلام اُس وقت کرتے جب داخل ہونے کے لیے اجازت طلب فرماتے۔ دوسری بار اُس وقت کہ جب داخل ہوتے اور تیسری بار اس وقت جب کہ رخصت ہوتے۔ (ناشر)

QU

اولاد اور اہل و عیال کی دینی تعلیم و تربیت

۵۲۔ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَانَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نَّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ.

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص ۴۱۵)

''ایُّوب بن مُوسیٰ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔''

یعنی اولاد کے لیے باپ کی طرف سے بہترین عطیہ اور گراں قدر تحفہ اچھا ادب اور صحیح تربیت ہے۔

۵۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْلَهٗ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب العلم۔ ص ۳۲)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہوجاتے ہیں، مگر تین قسم کے عمل باقی رہ جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ، یعنی صدقہ و خیرات کی ایسی عام شکل جس سے لوگ طویل عرصہ تک فائدہ اُٹھاتے رہیں۔ (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اُٹھایا جاتا رہے۔ (۳) ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دُعا کرتی رہے۔''

۵۴۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْٓا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ. (رواہ ابُوداوٗد۔ مشکوٰۃ۔ کتابُ الصلوٰۃ۔ ص ۵۰)

''(بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہٖ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے بچوں کو نماز کی تاکید کرو جب کہ وہ سات برس کے ہوں، اور نماز (کے چھوڑنے پر)

QU

انھیں مارو جب کہ اُن کی عمر دس سال کی ہو جائے۔اور انھیں کو الگ الگ بستروں پر سُلاؤ۔‘‘

یعنی بچوں کو بچپن ہی سے دین کی تعلیم سے مانوس کرنا چاہیے۔

اگر سمجھانے، بجھانے اور زبانی تنبیہ کے باوجود نماز پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ان پر مناسب انداز میں سختی بھی کی جاسکتی ہے۔ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو پھر ان کے بچھونے علیحدہ علیحدہ کر دیے جائیں، اُنھیں ایک ساتھ سلانا دُرُست نہیں ہے۔

QU

دین کے معاملہ میں غیر ذِمّہ دارانہ کلام کی ممانعت

۵۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، کتاب العلم، ص ۲۷)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے، اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس نے قرآن میں علم کے بغیر گفتگو کی وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے۔''

۵۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ اٰيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّهٗ هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاِخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الاعتصام۔ ص۔ ۳۰)

''عبداللّٰہ بن عمروؓ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں آں حضور ﷺ کے پاس گیا، آپؐ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جو کسی آیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے۔ آپؐ باہر تشریف لائے، بحالیکہ آپؐ کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں تھے، آپؐ نے فرمایا: ''تم سے پہلی قومیں الکتاب میں اختلاف ہی کی بنا پر ہلاک ہوئی ہیں۔''

یعنی قرآن کے فہم و مطالعہ کے سلسلہ میں مذاکرہ اور تبادلہ خیال کی شکل تو گوارا کی جا سکتی ہے، لیکن مجادلہ و مناظرہ کا رنگ اسلام کے مزاج کے یک سر خلاف ہے۔

۵۷۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ نِ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ. (رواہ ابو داؤد)

''(بروایت عوف بن مالک اشجعیؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں خطاب

QU

کرتا ہے مگر امیر یا مامُور یا مغرور۔''

وعظ و تقریر اور خطاب عام کرنے کا حق امیر کو ہے یا وہ جسے امیر نے مقرر کیا ہو، یا یہ متکبر کا کام ہے۔ یعنی دینی معاملات اور ذمہ دارانہ اُمور میں عوام کو خطاب کرنے کا حق امیر کو ہے یا جسے امیر اپنی طرف سے مقرر کر دے، ان دو صورتوں کے علاوہ اگر کوئی شخص اس منصب کو اختیار کرتا ہے تو وہ غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا ارتکاب کرتا ہے، جس سے معاشرہ میں فساد و انتشار رونما ہوتا ہے۔

۵۸۔ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَعِیْمٍ قَالَ کُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ اِذْ سَئَلَهٗ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضَةِ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا یَسْئَلُنِیْ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضَةِ، وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هُمَا رَیْحَانِیَّ فِی الدُّنْیَا. (الادب المفرد۔ ص۱۶)

''ابن ابی نعیم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مَیں عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے ان سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کیا۔ ابنِ عمرؓ نے کہا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ اُس نے کہا: مَیں عراقی ہوں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: دیکھو اسے، مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے حالانکہ اہلِ عراق نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر کو قتل کر ڈالا تھا۔ میں نے سنا آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ دونوں (حسنؓ، حسینؓ) دُنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

یہاں ابن النبیؐ سے مراد امام حسینؓ ہیں۔ یعنی یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ مچھروں کو چھانتے ہیں اور اُونٹ سموچا نگل جاتے ہیں۔

ایسی مذہبیت اور دین داری کس کام کی۔ جزئی اور فروعی مسائل کے بارے میں پہاڑ سر پر اُٹھا لینا اور اسلام کی بنیادوں تک کو ہلتا دیکھ کر کان پر جوں بھی نہ رینگے۔

۵۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰٓی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَّعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ. (رواہ ابو داؤد، کتاب العلم۔ ص۲۷)

''(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بغیر علم کے فتویٰ

QU

دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ اور جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی ایسے کام کا مشورہ دیا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ بھلائی اور بہتری اس کے سوا دوسرے کام میں ہے تو بلاشبہ اس نے خیانت کی۔"

علمائے سُو

۶۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِّمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗٓ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا. (رواہ احمد وابُو داوٗد وابن ماجہ، مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

"(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اسے صرف اسی لیے سیکھتا ہے کہ اس کے ذریعہ دُنیا کا سامان حاصل کرے تو وہ جنت کی خوش بُو (تک بھی) نہ پا سکے گا۔"

۶۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ کَتَمَهٗٓ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ.

(رواہ احمد وابُو داوٗد والترمذی، مشکوٰۃ، کتاب العلم۔ ص ۲۶)

"(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے کسی ایسی بات کے بارے میں سوال کیا گیا جو اس کے علم میں ہے، پھر اس نے اُسے چھپایا تو قیامت کے دن وہ آگ کی لگام پہنایا جائے گا۔"

۶۲۔ عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَّنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَآ اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَآءِ قَالَ الطَّمَعُ.

(رواہ الدارمی۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۹)

"سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کعبؓ سے دریافت کیا: "علم والے کون ہیں؟" کعبؓ نے فرمایا: "جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: "علما کے دل سے علم کی برکت و نور کو کس چیز نے ختم کر دیا؟" فرمایا: "دُنیا کی طمع نے۔"

QU

۶۳۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِہِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَھَآءَ اَوْیَصْرِفَ بِہٖ وُجُوْہَ النَّاسِ اِلَیْہِ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ. (ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب العلم۔ص۲۶)

’’(بروایت کعبؓ بن مالک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو علم طلب کرتا ہے تاکہ دوسرے علما کا ہم سر ہو جائے یا بے وقوفوں سے بحث ومناظرہ کرتا پھرے یا اس کے ذریعہ لوگوں کا رخ اپنی طرف پھیر دے، تو اُسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا۔‘‘

۶۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَآءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاھُمْ وَ نَعْتَزِلُھُمْ بِدِیْنِنَا وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ کَمَا لَایُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْکُ کَذٰلِکَ لَایُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِھِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ کَاَنَّہٗ یَعْنِی الْخَطَایَا.

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ص۲۹)

’’(بروایت ابن عباسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ) حاصل کریں گے، اور قرآن پڑھتے پڑھاتے رہیں گے (اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے) ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تاکہ اُن کی دُنیا میں سے کچھ ہمیں بھی مل جائے اور ہم اپنا دین ان سے الگ رکھیں گے۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ خاردار درخت سے کانٹوں کے سوا اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ان اربابِ اقتدار کے قرب سے، (محمد بن الصباح راوی حدیث نے کہا گویا آپؐ کی مراد یہ تھی) گناہوں کی پوٹ کے سوا اور کیا مل سکتا ہے۔‘‘

۶۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْعِلْمِ صَانُوْا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْہُ عِنْدَ اَھْلِہٖ لَسَادُوْا بِہٖٓ اَھْلَ زَمَانِھِمْ وَلٰکِنَّھُمْ بَذَلُوْہُ لِاَھْلِ الدُّنْیَا لِیَنَالُوْا بِہٖ مِنْ دُنْیَاھُمْ فَھَانُوْا عَلَیْھِمْ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَّاحِدًا ھَمَّ اٰخِرَتِہٖ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِہِ الْھُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ

QU

فِیۡ اَیِّ اَوۡدِیَتِھَا ھَلَکَ. (ابن ماجہ مصری مع حاشیۃ السندی۔ج ا۔ص ۱۱۲)

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اگر علم والے علم کی حفاظت کرتے، اور جو اس کے اہل ہیں اُنھی پر (اس نعمت کو) صَرف کرتے تو وہ اپنے ابنائے زمانہ کے سردار و پیشوا بن جاتے، لیکن انھوں نے اسے دُنیا والوں کے لیے لٹا ڈالا تا کہ اُن کی دُنیا میں انھیں بھی کچھ حصہ مل جائے۔ (اس کا نتیجہ یہ نکلا) ایسے اہلِ علم دُنیا والوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے۔ مَیں نے تمھارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے تمام قسم کے فکر و غم (بھلا کر) آخرت کا غم اپنے سامنے رکھ لیا تو اللّٰہ تعالیٰ دُنیا کے فکر و غم سے خود اسے کافی ہو جائے گا اور جسے افکار و ہموم (دُنیا کے حالات) نے پراگندہ کر دیا تو خدا کو کوئی پروا نہیں کہ وہ دُنیا کی کون سی وادی میں پڑ کر ہلاک ہوتا ہے۔''

٦٦۔ **عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوۡ بِاللّٰہِ مِنۡ جُبِّ الۡحُزۡنِ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَمَاجُبُّ الۡحُزۡنِ قَالَ وَادٍ فِیۡ جَھَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنۡہُ کُلَّ یَوۡمٍ اَرۡبَعَ مَائَۃَ مَرَّۃٍ قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَمَنۡ یَّدۡخُلُھَا قَالَ الۡقُرَّآءُ الۡمُرَآءُوۡنَ بِاَعۡمَالِھِمۡ رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ وَکَذَا ابۡنُ مَاجہ وَزَادَ فِیۡہِ وَاِنَّ مِنۡ اَبۡغَضِ الۡقُرَّآءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالَی الَّذِیۡنَ یَزُوۡرُوۡنَ الۡاُمَرَآءَ قَالَ الۡمَحَارِبِیُّ یَعۡنِی الۡجَوَرَۃَ.** (مشکوٰۃ، ص ۳۰)

''(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللّٰہ کے ساتھ جُبّ الحزن سے پناہ مانگو۔'' لوگوں نے پوچھا: یارسول اللّٰہ! جُبّ الحزن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔'' پوچھا گیا: اس میں کون داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ایسے علما جو اپنے اعمال کی نمائش کرتے پھرتے ہیں۔'' یہ ترمذی کی روایت ہے۔ ابنِ ماجہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ''اللّٰہ کے ہاں ناپسندیدہ ترین علما وہ ہیں جو حکامِ وقت کی بارگاہوں کا طواف کرتے رہتے ہیں۔'' محاربی کہتے ہیں کہ یہاں امرا و حکام سے مراد ظالم اربابِ حکومت ہیں۔''

............☆☆☆............

QU

اِقامتِ دین

QU

تجدید واِحیائے دین کی سعی

۶۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ۔ (صحیح مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلتِّرْمِذِیْ ھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ. (مشکوٰۃ۔باب الاعتصام۔ص۲۱۔۲۲)

"(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین کی ابتدا اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدائی دَور پھر لوٹ آئے گا۔ تو بشارت اور مبارک بادی ہے اجنبیوں (پردیسیوں) کے لیے۔"

"اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے: "اور یہ وہ لوگ ہیں جو اُس بگاڑ کو دُرست کریں گے جو میرے بعد میری سُنّت میں رُونما ہوگا۔"

۶۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ. (رواہ البیہقی۔مشکوٰۃ۔باب الاعتصام)

"(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری اُمت کے فساد کے وقت میری سُنّت کو مضبوطی سے تھاما اس کے لیے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ہے۔"

توضیح: لیکن سُنّت پر عمل کرنے کی صحیح شکل یہ ہے کہ الاہم فالاہم، اور الاقدم فالاقدم کا ضابطہ ملحوظ رہے، یہ نہ ہو کہ دین کی بنیادی سنتیں پامال ہو رہی ہوں اور ہم شاخوں میں اُلجھ کر رہ جائیں۔ اس سے بڑھ کر غیر حکیمانہ طرزِ عمل اور کیا ہو سکتا ہے۔

۶۹۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ نِ الصَّابِرُ فِیْھِمْ عَلٰی دِیْنِہٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ.

(ترمذی۔مشکوٰۃ۔باب تغیر الناس ص ۴۵۱)

"(بروایت انسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا

QU

کہ ان میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا ہاتھ میں انگارا پکڑنے والے کے مانند ہوگا۔“

تشریح: یہاں دین سے اس کا وسیع مفہوم مراد ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو۔ یہی وہ دین ہے جس کے عروج سے کافرانہ اور فاسقانہ طاقتیں لرزہ براندام ہوتی ہیں، لیکن دین کا اگر وہی تصور لیا جائے جو نماز روزہ اور ختنہ و جنازہ کے احکام تک محدود ہے تو پھر کسی باطل طاقت کو اس سے خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔

۷۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقَامَۃُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً فِیْ بِلَادِ اللّٰہِ. (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا خدا کی آبادیوں میں چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے۔“

۷۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِھَادِ مَنْ قَالَ کَلِمَۃَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَآئِرٍ. (ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ)

”(بروایت ابو سعیدؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظالم و جابر اقتدار کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔“

۷۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الامر بالمعروف۔ ص ۴۲۸)

”حضرت ابو سعید الخدریؓ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”جو تم میں سے منکر دیکھے تو اُسے ہاتھ سے بدل ڈالے، اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اگر اس کی (بھی) طاقت نہ ہو تو دل سے، اور یہ ایمان کا کم زور ترین درجہ ہے۔“

تشریح: ہاتھ سے یعنی طاقت سے منکر کو اسی وقت مٹایا جا سکتا ہے جب کہ خدا ترس قیادت برسرِ اقتدار ہو، ورنہ اگر ہر شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو معاشرہ میں فساد و انتشار برپا ہوگا اور ملک کا نظم و نسق درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

QU

۴۳۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مَثَلُ قَوْمٍ نِاسْتَھَمُوْا سَفِیْنَۃً فَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْٓ اَعْلَاھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْٓ اَسْفَلِھَا، فَکَانَ الَّذِیْ فِیْٓ اَسْفَلِھَا یَمُرُّ بِالْمَآءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَأَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَۃِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَالَکَ قَالَ قَدْ تَأَذَّیْتُمْ بِیْ وَ لَا بُدَّلِیْ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ، اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْٓا اَنْفُسَھُمْ. (البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب الامر بالمعروف، ص۴۳۶)

”(بروایت نعمانؓ بن بشیر) آں حضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللّٰہ کی (قائم کی ہوئی) حدود کے بارے میں مداہنت برتنے والے اور اُنھیں پامال کرنے والے کی مثال اس گروہ کی سی ہے جس نے ایک کشتی میں سوار ہونے کے لیے قرعہ ڈالا۔ کچھ لوگ اس کے بالائی حصہ میں چلے گئے اور کچھ اس کے نچلے حصہ میں ٹھہر گئے، جو لوگ نچلے حصہ میں تھے وہ پانی لے کر اُن لوگوں پر سے گزرتے جو بالائی حصہ میں تھے تو اس سے اُوپر والے تکلیف اُٹھاتے۔ نیچے والوں میں سے ایک نے کلہاڑی لی اور کشتی کے پیندے میں سُوراخ کرنا شروع کر دیا۔ اُوپر والے اس کے پاس آئے اور پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا تم میری وجہ سے تکلیف اُٹھاتے ہو اور پانی میرے لیے ضروری ہے۔ اب اگر اُوپر والے اس کا ہاتھ پکڑ لیں تو خود بھی ہلاکت سے بچ جائیں اور اُسے بھی بچا لے جائیں، اور اگر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیں تو خود بھی ہلاک ہوں اور دُوسروں کی ہلاکت کا بھی سبب بنیں۔“

............☆☆☆............

QU

دینی غیرت

۷۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَاخُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِذَا كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّآ اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. (الادب المفرد۔حسن الخلق۔ص۴۲)

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو کبھی بھی دو کاموں کے درمیان اختیار نہیں دیا گیا مگر یہ کہ آپؐ دونوں میں سے آسان تر کام کو پسند فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ کی صورت ہوتی تو آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دُور رہتے۔ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہیں لیا مگر یہ کہ اللّٰہ کی حرمت (حدود) توڑی جائیں تو اس وقت آپؐ اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے انتقام لینے کے لیے آمادہ ہو جاتے۔“

۷۵۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِى الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِىءَ فِىْ وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَآ اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَآ اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ.

(رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔باب القدر۔ص۱۴)

”ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا (ایک مرتبہ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے بحالیکہ ہم تقدیر کے بارے میں آپس میں بحث و مناظرہ میں مشغول تھے، آپؐ غضب ناک ہوئے، یہاں تک کہ آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا، گویا آپؐ کے رُخساروں پر انار کے دانے نچوڑ دیے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”کیا تم اسی کا حکم دیے گئے ہو؟ کیا میری بعثت کا یہی مقصد ہے؟ تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ انھوں نے اس معاملہ میں

QU

جھگڑنا شروع کردیا تھا۔ میں تمھیں تاکید کرتا ہوں، میں تمھیں تاکید کرتا ہوں، تم اس (تقدیر) کے بارے میں بحث ومناظرہ سے باز آؤ۔‘‘

۷۶۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهٗ اَنْ یَّأْتُوا الْمَسَاجِدَ فَقَالَ ابْنٌ لِّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاِنَّا نَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ هٰذَا قَالَ فَمَا کَلَّمَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰی مَاتَ. (رواہ احمد، مشکوٰۃ، باب الجماعۃ۔ ص۸۹)

’’(بروایت مجاہد عن عبداللہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکے۔‘‘ عبداللہ بن عمرؓ کے ایک بیٹے نے ان سے کہا، ہم تو انھیں ضرور روکیں گے۔ عبداللہؓ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو اس قسم کی باتیں بناتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے سے مرتے دم تک نہ بولے۔‘‘

۷۷۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَرَّا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ رَجُلٌ مُتَخَلِّقٌ بِخَلُوْقٍ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَاَعْرَضَ عَنِ الرَّجُلِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعْرَضْتَ عَنِّیْ قَالَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ جَمْرَةٌ. (باب ترک السلام علی المتخلق واصحاب المعاصی۔ ص۱۴۹)

’’حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہُوا جس میں ایک آدمی تھا جس نے زرد رنگ کی خوش بُو مَلی ہوئی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو دیکھا، انھیں سلام کیا اور اُس آدمی سے اعراض فرمایا۔ اُس آدمی نے کہا، آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا؟ آپؐ نے فرمایا: ’’اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان انگارا ہے۔‘‘

تشریح:

(۱) خلوق، سے مراد یہاں ایسا عطر ہے جس میں زعفران کی آمیزش ہو اور جس سے کپڑے پر زرد رنگ پھیل جائے، یہ رنگ آپؐ کو ناپسند تھا۔

(۲) اہلِ معصیت سے ترکِ سلام کی روش اختیار کرنا اُس وقت موزوں ہوسکتا ہے جب کہ دعوت وتبلیغ

QU

کا پورا حق ادا کیا جا چکا ہو اور اس دعوت کی بنیاد پر ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آ گیا ہو۔

۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تَعُوْدُوْا شُرَّابَ الْخَمْرِ اِذَا مَرِضُوْا. (الادب المفرد، باب عیادۃ الفاسق، ص ۷۸)

''عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: شرابی بیمار ہوں تو ان کی مزاج پرسی کے لیے نہ جاؤ۔''

۷۹۔ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهُ بَلَغَهَا اَنَّ اَهْلَ بَيْتٍ فِيْ دَارِهَا كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا عِنْدَهُمْ نَرْدٌ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ لَئِنْ لَّمْ تُخْرِجُوْهَا لَاُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ دَارِيْ وَاَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ. (الادب المفرد۔ باب الادب واخراج اہل الباطل۔ ص ۱۸۶)

''(بروایت حضرت عائشہؓ) حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جو آپ کے مکان میں رہائش رکھتے ہیں، ان کے پاس نرد (شطرنج) ہے۔ آپ نے انھیں کہلا بھیجا کہ اگر تم نے یہ جوئے بازی کا سامان باہر نہ نکال پھینکا تو میں تمھیں اپنے مکان میں نہیں رہنے دوں گی اور اس بارے میں حضرت عائشہؓ نے انھیں کافی ڈانٹ ڈپٹ کی۔''

۸۰۔ عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَؓ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الشَّامَ اَتَاهُ الدِّهْقَانُ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ قَدْ صَنَعْتُ لَكَ طَعَامًا فَاُحِبُّ اَنْ تَاتِيَنِيْ بِاَشْرَافِ مَنْ مَّعَكَ، فَاِنَّهُ اَقْوٰى لِيْ فِيْ عَمَلِيْ وَاَشْرَفُ لِيْ، قَالَ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَّدْخُلَ كَنَائِسَكُمْ هٰذِهٖ مَعَ الصُّوَرِ الَّتِيْ فِيْهَا. (الادب المفرد۔ باب دعوۃ الذمی۔ ص ۱۸۳)

''(بروایت اسلم مولیٰ عمرؓ) کہتے ہیں کہ جب ہم عمرؓ کے ساتھ شام پہنچے تو آپ کی خدمت میں گاؤں کا ایک نمبردار آیا، اس نے عرض کیا، امیر المومنین! مَیں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے معزز ساتھیوں کے ہم راہ میرے ہاں تشریف لائیں، مَیں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ اس سے مجھے میرے کام میں تقویت حاصل ہوگی اور میری عزت افزائی بھی ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: ''ہم تمھارے ان گرجاؤں میں داخل نہیں ہو سکتے جن میں تصویریں (یا بُت نصب) ہیں۔''

توضیح: اس روایت کی بنا پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں

QU

کعبہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھنے کی خواہش کی تھی حالانکہ اس وقت وہاں سیکڑوں بُت نصب تھے تو کیا حضرت عمرؓ آپؐ سے بھی زیادہ دینی غیرت رکھتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکی زندگی میں بااختیار اور صاحبِ حکومت نہ تھے، بلکہ انتہائی بے بسی اور مظلومی کی زندگی گزار رہے تھے، ان حالات میں اس قسم کی صورتِ حال کو برداشت کر لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے لیکن حضرت عمرؓ جس وقت شام پہنچے ہیں اس وقت وہ صاحبِ امر بااختیار حکمران تھے، ایسی صورت میں ان کا اس قسم کے بڑے منکر کے بارے میں رواداری برتنا اسلامی مزاج کے یک سر خلاف ہوتا۔

۸۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اُمَرَآءُ ظَلَمَةٌ، وَّوُزَرَآءُ فَسَقَةٌ وَقُضَاةٌ خَوَنَةٌ وَّفُقَهَآءُ كَذَبَةٌ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ ذٰلِكَ الزَّمَنَ فَلَا یَكُوْنَنَّ لَهُمْ جَابِیًا وَلَا عَرِیْفًا وَّلَا شُرَطِیًّا.

(المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۱۱۷)

”(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آخری زمانہ میں ظالم اُمرا، فاسق وُزرا، بددیانت قاضی اور جھوٹے فقہا ہوں گے۔تم میں سے جو یہ زمانہ پائے وہ نہ ان کے ٹیکس جمع کرنے کے لیے تحصیل دار بنے، نہ ان کی طرف سے کوئی چودھراہٹ یا سرداری قبول کرے اور نہ ان کی انتظامیہ میں کسی بڑے عہدے کی ذمہ داری کے لیے آمادہ ہو۔“

توضیح: یہ اس لیے فرمایا گیا کہ اس طرح غیر صالح افراد کے ماتحت کسی ذمہ داری کا منصب قبول کرنے سے ایک مومن کی خودداری اور وقار و تمکنت کو ٹھیس لگتی ہے اور ان کے دباؤ میں آ کر یا ان کی خوشامد کی بنا پر بہت سے ناجائز کام کرنا پڑ جاتے ہیں۔

۸۲۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ (رواہ البیہقی۔مشکوٰۃ۔باب الاعتصام۔ص ۳۳)

”ابراہیمؒ بن میسرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے بدعت والے کی توقیر کی اس نے اسلام (کی عمارت) گرانے پر مدد دی۔“

QU

جہاد فی سبیل اللّٰہ

۸۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسُهٗ ، مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔کتاب الجہاد)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے غزوہ (جہاد) نہ کیا اور نہ اس کا خیال دل میں کھٹکا، تو اُس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔''

۸۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَیْنَانِ لَاتَمَسُّهُمَا النَّارُ، عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

''(بروایت ابن عباسؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو آنکھیں ہیں جو جہنّم کی آگ سے محفوظ رہیں گی: (۱) وُہ آنکھ جو اللّٰہ کے خوف سے اشک بار ہوئی، (۲) وُہ آنکھ جو رات بھر اللّٰہ کی راہ میں پہرہ دے۔''

QU

عبادات

نماز کی اہمیت

۸۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَآاِیْمَانَ لِمَنْ لَّآ اَمَانَۃَ لَہٗ وَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّاطُھُوْرَ لَہٗ وَ لَادِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ، اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۳۱)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس میں امانت نہیں اُس میں ایمان نہیں، اور جس کی طہارت نہیں اُس کی نماز کالعدم ہے، اور جس کی نماز نہیں اس کا دین بھی نہیں۔ دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم کے اندر سر کا ہے۔''

۸۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا. (صحیح بخاری مع فتح الباری۔ مصری۔ ج ۲۔ص ۸ کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ وقت نہائے، کیا اُس پر کچھ میل باقی رہے گا؟'' صحابہؓ نے عرض کیا نہیں رہے گا، آپؐ نے فرمایا: ''یہی مثال ہے پنج وقتہ نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطائیں معاف کرتا ہے۔''

۸۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَآ اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہٖ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْٓءِ عَلَی الْمَکَارِہِ وَکَثْرَۃُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَیْنِ. (رواہ مسلم)

QU

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' کیا میں تمھیں ایسی باتیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور بیان فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا:'' (۱) موسم اور حالات کے ناخوش گوار ہونے کے باوجود وضو پورا پورا کرنا۔ (۲) مسجد کی طرف زیادہ قدم اُٹھانا (یعنی لمبی مسافت طے کرکے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا)، (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔ یہی رِباط ہے (یعنی اس کا ثواب جہاد کے لیے سرحدوں پر پہرہ دینے کے ہم پلّا ہے)۔ مالک ابن انسؒ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فذالکم الرباط (یہی رباط ہے) کو دوبار فرمایا۔''

۸۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب المساجد۔ ص۲۱)

''حضرت ابُوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جب تم کسی شخص کو مسجد میں پابندی سے حاضر ہوتے دیکھو تو تم اس کے ایمان کی شہادت دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یومِ آخر پر ایمان لایا ہو۔''

۸۹۔ عَنْ بَرِیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّآئِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّآمِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ ص۶۹)

''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جو لوگ تاریکیوں میں مسجد جانے والے ہیں اُنھیں قیامت میں نورِ تام کی خوش خبری سُنادو۔''

QU

زکوٰۃ

۹۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْھِمَا اِلٰی ثُدِیِّھِمَا وَتَرَاقِیْھِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْہُ، وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ کُلَّمَا ھَمَّ بِصَدَقَۃٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کُلُّ حَلْقَۃٍ بِمَکَانِھَا.

(صحیح مسلم۔کتاب الزکوٰۃ۔ج۱،ص۳۲۹)

''(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی سی ہے جنھوں نے لوہے کی زرہیں پہنی ہوئی ہیں، ان دونوں کے ہاتھ سینے اور حلق تک جکڑے ہوئے ہیں۔ فیاض انسان جب صدقہ دیتا ہے تو وہ زِرہ کشادہ ہوجاتی ہے اور بخیل جب صدقہ دینے کا خیال کرتا ہے تو وہ زِرہ اور تنگ ہوجاتی ہے اور زِرہ کا ہر حلقہ (چھلّا) اپنی جگہ پر ڈٹ جاتا ہے۔''

۹۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَاخَالَطَتِ الزَّکٰوۃُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَھْلَکَتْہُ. (مشکوٰۃ۔کتاب الزکوٰۃ)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرما رہے تھے: ''جس دولت میں مالِ زکوٰۃ کی ملاوٹ ہو وہ تباہ و برباد ہوتی ہے۔''

تشریح: زکوٰۃ کی ملاوٹ کے دو مطلب شارحینِ حدیث نے بیان کیے ہیں:

(۱) جس مال میں زکوٰۃ واجب ہو، اس میں سے اگر زکوٰۃ نہ نکالی جائے تو پورا مال نحوست اور بے برکتی کا شکار ہوجاتا ہے، اور اخلاقی، شرعی طور پر وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اُسے ایک مسلمان اپنے استعمال میں لاسکے، گویا وہ تباہ و برباد ہوچکا ہے۔

(۲) ایک شخص خوش حال اور غیر مستحق ہونے کے باوجود لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے، اس طرح وہ زکوٰۃ و خیرات کا مال اپنی حلال کمائی میں ملا کر پورے سرمایہ کو ناپاک بنادیتا ہے۔

روزہ

۹۲۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ لَمۡ يَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِهٖ لَيۡسَ لِلّٰهِ. حَاجَةٌ اَنۡ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

(صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب تنزیہ الصوم۔ ص ۱۶۸)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جھوٹ بولنا اوراس پرعمل کرنا نہ چھوڑا، تواللہ کواس کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھ کر کھانا پینا چھوڑ دے۔''

حج

۹۳۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَتٰى هٰذَا الۡبَيۡتَ فَلَمۡ يَرۡفُثۡ وَلَمۡ يَفۡسُقۡ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتۡهُ اُمُّهٗ. (صحیح مسلم۔ ج ۱۔ ص ۴۳۶)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اس گھر (بیتُ اللہ) کی زیارت کی اور فحش، فسق وفجور میں مبتلا نہیں ہوا تو وہ (پاک صاف ہوکر) اس طرح لوٹتا ہے جس طرح اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔''

QU

نفلی عبادات کی اہمیت

۹۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَلٰوَاتُهُ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ...... وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ تبارکَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِّعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَاانْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰی ذٰلِکَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ الزَّکٰوةُ مِثْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی حَسَبِ ذٰلِکَ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب التطوع۔ ص ۱۰۹)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے سے قیامت کے روز سب سے پہلے نمازوں کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ صحیح نکلیں تو وہ کامیاب و کامران ہوگیا اور اگر فاسد ثابت ہوئیں تو آدمی ناکام و نامراد ہوگیا۔ اگر اس کے فرائض میں کسی شے کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں؟ (اگر ہیں) تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دی جائے گی۔ پھر اس کے سارے اعمال کا جائزہ اسی طرح لیا جائے گا۔“ ایک روایت میں ہے: ”پھر زکوٰۃ کا حساب بھی ایسے ہی ہوگا اور اسی کے موافق دُوسرے اعمال کو لیا جائے گا۔“

۹۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَآءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَآءَ. (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب التحریص علیٰ قیام اللیل۔ ص ۱۰۱)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اُٹھا اور اس نے اپنی بیوی کو بھی اُٹھایا اور اُس نے بھی نماز

QU

پڑھی۔ اگر بیوی نہ اُٹھی تو خاوند نے اُس کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اللہ اُس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھی اور جس نے نماز پڑھی اور جس نے اپنے خاوند کو اُٹھایا۔ اگر وہ نہ اُٹھا تو عورت نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔‘‘

۹۶۔ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّآ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ.

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب التحریص علیٰ قیام اللیل۔ ص۱۰۰)

’’(بروایت معاذؓ بن جبل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو مسلمان باوضو خدا کو یاد کرتے ہوئے سو جاتا ہے پھر رات کو اُٹھ کر خدا سے خیر و برکت کی دُعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔‘‘

............☆☆☆............

QU

ذکر و تلاوت

۹۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّھَا جِمَاعُ کُلِّ خَیْرٍ، وَعَلَیْکَ بِالْجِھَادِ فَاِنَّہٗ رَھْبَانِیَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَلَیْکَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِہٖ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ وَذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَآءِ وَاخْزُنْ لِّسَانَکَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ، فَاِنَّکَ بِذٰلِکَ تَغْلِبُ الشَّیْطَانَ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی۔ص۱۹۷)

''ابُوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا: یارسولؐ اللّٰہ! مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تقوٰی کو اپنے اُوپر لازم کر لو، اس لیے کہ وُہ ہر چیز کا گنجینہ ہے، اور جہاد کو لازم کرلو اس لیے کہ وہ مسلمانوں کی رہبانیت ہے، اور اللّٰہ کے ذکر اور اس کی کتاب کی تلاوت پابندی سے کرتے رہو اس لیے کہ وہ تمھارے لیے زمین میں نور اور آسمان میں ذکر (چرچے) کا باعث ہوگا، اور اپنی زبان کو خیر کے سوا ہر چیز سے روکے رکھو اس طرح تم شیطان پر غلبہ پاسکتے ہو۔''

۹۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَءُ کَمَا یَصْدَءُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَآءُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاجَلَآئُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ۔ (رواہ البیہقی۔مشکوٰۃ۔کتاب فضائل القرآن)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''دلوں کو اس طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے جب اس پر پانی پڑے۔'' عرض کیا گیا: ''یارسول اللّٰہ! پھر دل کو کیسے مانجھا جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ''کثرت سے موت کو یاد کیا جائے اور قرآن کی تلاوت کی جائے۔''

۹۹۔ عَنْ جُنْدُبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا

QU
اَلْقُرْاٰنَ مَاائْتَلَفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا خْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْہ.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب فضائل القرآن)

”(بروایت جندب بن عبداللہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن پڑھو جب تک تمھارے دلوں کا میلان اس کی طرف باقی رہے، اور جب اُکتا جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو۔“

تشریح: قرآن مجید کو سرور ونشاط کی حالت میں پڑھنا چاہیے۔ اگر طبیعت پر انقباض کی حالت طاری ہو تو بہ جبر تلاوتِ قرآن پر اپنے آپ کو آمادہ کرنا مناسب نہیں ہے۔“

کثرتِ ذکر

۱۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ.

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب ذکر اللہ)

”حضرت عبداللہؓ بن بُسر سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، لوگوں میں سے کون بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”بشارت ہے اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہو اور جس کا عمل اچھا ہو۔“ اُس نے عرض کیا: ”یارسول اللہ ﷺ! اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”یہ کہ تو دُنیا کو اس حال میں چھوڑے کہ تو اللہ کی یاد میں رطب اللّسان ہو۔“

۱۰۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ. (ابُو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب ذکر اللہ)

”ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایک نشست ایسی گزاری جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا اُس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور جو شخص تھوڑی دیر اس طرح لیٹا رہا کہ اس دَوران میں اُس نے اللہ کو یاد نہ کیا، اس پر اللہ کی طرف سے تباہی مسلّط ہوگئی۔“

QU

دُعا اور آدابِ دُعا

۱۰۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْقَطِيْعَةِ رَحْمٍ، مَّا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالِاسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ دَعَوْتُ وَقَدْ دَّعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الدعوات)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ اس میں گناہ اور قطع رحمی کی کوئی بات نہ ہو اور جلدی نہ مچائی جائے۔ عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! جلدی سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا: ''بندہ کہتا ہے کہ مَیں دُعا کرتا رہا کرتا رہا مگر دُعا قبول نہ ہوئی۔ اس کے بعد آدمی اُکتا جاتا ہے اور دُعا چھوڑ دیتا ہے۔''

۱۰۳۔ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰی، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْکَرِهَ الْکَافِرُوْنَ. (مسلم۔ مشکوٰۃ، ص ۸۸)

''حضرت ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے پڑھتے تھے: ''نہیں کوئی الٰہ سوائے خدائے واحد کے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لیے ہے بادشاہی اور اُسی کے لیے ہے حمد اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ کے بل پر اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر صرف اُس کی، اُسی کے لیے ہے نعمت اور اُسی کے لیے ہے فضل اور اُسی کے لیے ہے اچھی تعریف۔ نہیں ہے کوئی الٰہ سوائے اللہ کے۔ (ہم عبادت کرتے ہیں) دین کو اُس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ خواہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہو۔''

QU

۱۰۴۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَآ اَکَلَ اَوْشَرِبَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَ سَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا.

(رواہ ابوداؤد۔ مشکٰوۃ۔ کتاب الاطعمہ۔ص ۳۵۸)

''حضرت ابوایّوب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ کھاتے پیتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: ''حمد ساری اُس اللہ کے لیے ہے جس نے کھلایا پلایا، خوراک کو خوش ذائقہ بنایا اور (غیر مطلوب اجزا کے) اخراج کا بھی انتظام فرمایا۔''

۱۰۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اسْتَوٰی عَلٰی بَعِیْرِہٖ خَارِجًا اِلَی السَّفَرِ کَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ ط وَاِذَا رَجَعَ قَالَھُنَّ وَزَادَ فِیْھِنَّ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. (رواہ مسلم)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے اُونٹ پر سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے: ''سبحان الذی سخر لنا ہٰذا وما کنا لہٗ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔ اے اللہ! ہم اس سفر میں تجھ سے خیر اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اُس عمل کو طلب کرتے ہیں جو تجھے راضی کرے۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان کر اور اس کی مسافت کو کم کر۔ اے اللہ! تو سفر میں بھی ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے گھروں میں بھی (ہمارے پیچھے) ہمارا جانشین ہے۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس امر سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ مَیں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و منال میں خراب حالت میں واپس آؤں اور کوئی اندوہ ناک منظر دیکھوں۔'' جب آپ واپس تشریف لاتے تو یہی دُعا لوٹاتے اور اس پر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے: ''ہم آئے توبہ کرتے ہوئے، بندگی کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے۔''

QU

۱۰۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب جامع الدعا)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللّٰہ! میرے لیے دین کو بہتر بنا جو کہ میرے لیے بچاؤ ہے اور میرے لیے میری دُنیا کو بہتر بنا جس میں میرے لیے سامانِ زیست ہے اور میرے لیے میری عاقبت کو بہتر بنا جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میرے لیے زندگی کو ہر خیر کی زیادتی کا سبب بنا اور موت کو ہر شر سے مامون ہونے کا باعث بنا۔''

۱۰۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَجُلٌ ھُمُوْمٌ لَّزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ ط قَالَ اَفَلَآ اُعَلِّمُکَ کَلَامًا اِذَا قُلْتَہٗ اَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمَّکَ وَقَضٰی عَنْکَ دِیْنَکَ ط قَالَ بَلٰی قَالَ قُلْ اِذَآ اَصْبَحْتَ وَاِذَآ اَمْسَیْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَ اللّٰہُ ھَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ. (رواہ ابُو داوٗد۔مشکوٰۃ۔باب الدعوات۔ص ۲۰۷)

''حضرت ابُوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسولؐ اللّٰہ! افکار اور قرضے میری جان کے لاگو ہوگئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا کلام نہ سکھاؤں کہ جب تو اُسے کہے تو اللّٰہ تعالیٰ تیری پریشانی کو دُور کردے اور تیرا قرض ادا کرادے؟'' اس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ''تم صبح اور شام کو یہ کہا کرو: ''اے اللّٰہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکروغم سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عاجزی سے اور کسل مندی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری، بُخل اور بُزدلی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قرضے کے غلبے اور لوگوں کی بالادستی سے۔'' اُس آدمی نے بتایا کہ میں نے ایسا کیا اور اللّٰہ تعالیٰ نے میرے اندیشے کو دُور کردیا اور میرے قرض کی ادائیگی کا سامان کردیا۔''

QU

۱۰۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَآ اَرَادَ اَنْ یَّأْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗٓ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا.

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الدعوات)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت یہ کہے: بسم اللہ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دُور رکھ اور جو (اولاد) تُو ہمیں عطا کرے اُسے بھی شیطان سے دُور رکھ......تو اگر اللہ تعالیٰ میاں بیوی کو بچہ عطا فرمائے گا تو شیطان اُسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔''

۱۰۹۔ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ نِ الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ثُمَّ یُسَلِّمُ عَلٰٓی اَھْلِہٖ.

(رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الدعوات۔ ص ۳۰۷)

''حضرت ابُو مالک اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اُسے کہنا چاہیے: اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ گھر میں داخل ہونا اور نکلنا خیر کا ہو، ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ پر ہم نے بھروسا کیا۔'' اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرنا چاہیے۔

۱۱۰۔ عَنْ اُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَآءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَاتُخْفِی الصُّدُوْرُ. (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ، باب جامع الدعا)

''اُمِّ معبدؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''اے میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے، اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر، یقیناً تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔''

QU

اخلاقیات

QU

اِسلام میں اَخلاق کی اہمیت

۱۱۱۔ عَنْ مَّالِکٍ بَلَغَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ (موطا امام مالک مجتبائی، ص ۳۶۴)

"امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انھیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

تشریح: مکارمِ اخلاق سے مُراد وہ بہترین اخلاقی تصوّرات، اُصول اور اوصاف ہیں جن پر ایک پاکیزہ انسانی زندگی اور ایک صالح انسانی معاشرے کی بِنا قائم ہو۔

مکارمِ اخلاق کی تکمیل سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ سے پہلے انبیا علیہم السلام اور ان کے صالح متبعین مختلف اوقات میں اور مختلف قوموں اور ملکوں میں اخلاقی فضائل کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تعلیم سے نمایاں کرتے رہے اور اپنی عملی زندگی میں ان کے بہترین نمونے بھی پیش کرتے رہے، مگر کوئی ایسی جامع شخصیت اس وقت تک نہ آئی تھی جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اخلاق کے صحیح اُصولوں کو مکمل طور پر بیان کیا ہو اور پھر ایک طرف خود اپنی زندگی میں انھیں برت کر دکھایا ہو اور دوسری طرف ایک سوسائٹی اور ریاست کا نظام بھی انھی اصولوں کی بنیاد پر بنا اور چلا کر دکھا دیا ہو۔ یہ کام باقی تھا جسے انجام دینے ہی کے لیے آپؐ بھیجے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کام کو اپنی بعثت کا اصل مقصد بیان فرما رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپؐ کا کوئی ضمنی کام نہ تھا کہ آپؐ کا مشن تو کچھ اور ہو اور ضمناً آپؐ نے یہ کام بھی کیا ہو، بلکہ دراصل یہی کام تھا جس کے لیے آپؐ کو بھیجا گیا تھا۔

ایمان اور اَخلاق کا تعلق

۱۱۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب حسن الخلق)

QU

’’(بروایتِ ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومنوں میں سے ایمان میں کامل تر وہ ہے جو ان میں سے اخلاق میں بہتر ہے۔‘‘

اس روایت میں اخلاقِ حسنہ کو کمالِ ایمان کا مدار قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۳۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَآءَ تْکَ سَیِّئُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا الْاِثْمُ قَالَ اِذَا حَاکَ فِیْ نَفْسِکَ شَیْءٌ فَدَعْهُ.

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان۔ ص۸)

’’ابُو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے سوال کیا: ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ’’جب نیکی تمھیں مسرت بخشے اور بدی تمھیں غم میں مبتلا کر دے تب تم مومن ہو۔‘‘

اُس نے کہا: یارسول اللّٰہ ﷺ! گناہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ’’جب تمھارے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چھوڑ دو۔‘‘

تشریح: نیکی بدی کا یہ معیار اُسی وقت معتبر ہوسکتا ہے جب کہ ضمیر زندہ ہو اور اصل فطرت ماحول کے غلط اثرات اور اپنی بداعمالیوں سے مسخ نہ ہوئی ہو۔

QU

مکارمِ اخلاق کی بنیادیں

تقوای:

۱۱۴۔ عَنْ عَطِیَّةَ السَّعْدِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاسَ بِہٖ حَذَرًا لِّمَا بِہٖ بَاسٌ.

(الترمذی۔مشکوٰۃ۔ص۲۴۲، باب الکسب وطلب الحلال)

''عطیہ سعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اہلِ تقوٰی کا مقام نہیں پا سکتا تاوقتیکہ وہ اُن چیزوں ہی کو نہ چھوڑ دے جن میں (بظاہر) کوئی حرج نہیں ہے اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے جن میں حرج (گناہ) ہے۔''

تشریح: بعض اوقات جائز اُمور بھی حرام کاموں کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔اس لیے ایک مومن کے سامنے صرف جواز ہی کا پہلو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اُسے اس لحاظ سے بھی چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں یہ جائز کام حرام کا ذریعہ نہ بن جائے۔

متقیانہ زندگی

۱۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاعَائِشَةُ اِیَّاکِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰہِ طَالِبًا. (رواہ ابن ماجہ۔مشکوٰۃ۔باب البکاروالخوف)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہؓ! حقیر گناہوں سے بچتی رہنا اس لیے کہ ان کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں بازپُرس ہوگی۔''

تشریح: جس طرح کبیرہ گناہ ایک مسلمان کی نجات کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اسی طرح صغیرہ گناہ کا معاملہ بھی کم خطرناک نہیں۔صغیرہ گناہ بظاہر ہلکا نظر آتا ہے لیکن اسے بار بار کیا جائے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اور کبائر سے نفرت ختم ہو جاتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ: ''گناہ کو نہ دیکھو کہ وہ کتنا چھوٹا ہے بلکہ اس خدا کی بڑائی کو سامنے

QU
رکھو جس کی نافرمانی کی جسارت کی جارہی ہے۔‘‘

اگر مالک یوم الدین کی عظمت اور اس کے عذاب کی ہول ناکیاں پیشِ نظر ہوں تو پھر چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر بھی انسان دلیر نہیں ہوسکتا۔

وسائل وذرائع کی پاکیزگی

۱۱۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَ لَافَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَآءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ، فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَهٗ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ.

(مشکوٰۃ۔ج۲۔ص۴۵۲)

’’عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کیے بغیر موت کا لقمہ نہ بنے گا۔ سنو! اللہ کا تقوٰی اختیار کرو، اور رزق کے حصول میں جائز ذرائع و وسائل کام میں لاؤ۔ رزق کے حصول میں تاخیر تمھیں ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ نہ کردے۔ اس لیے کہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اس کی اطاعت ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔‘‘

تشریح اس روایت میں چند دینی حقائق کو بے نقاب کیا گیا ہے:

(۱) اگر کبھی انسان کو رزق کے حصول میں ناکامی یا تاخیر محسوس ہو تو اسے مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ خدا نے رزق کی جو مقدار اس کے لیے مقرر کی ہوئی ہے وہ بہر حال دیر یا سویر اُسے مل کر رہے گی۔

(۲) یوں تو انسان نافرمانی کرتے ہوئے بھی بظاہر خوش حالی اور آرام وراحت سے ہم کنار ہوتا ہے لیکن یہ دراصل خدا کی طرف سے مہلت ہوتی ہے جس کے بعد خدائی عذاب کا تازیانہ برستا ہے۔ اصل خوش کامی اور راحت وسکون وُہ ہے جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے حاصل ہو۔

۱۱۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَّالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُهٗ

خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ، اِنَّ اللّٰهَ لَايَمْحُوْ السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُوا السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ۔

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الکسب۔ ص۲۴۲)۔ (مطبوعہ اصح المطابع)

''عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص حرام مال کمائے، پھر اس میں سے صدقہ دے تو وہ قبول کرلیا جائے اور پھر وہ اپنے مال میں برکت سے بھی نوازا جائے۔ اس کا متروکہ حرام مال اس کے لیے صرف جہنم کا توشہ بن سکتا ہے (اس سے آخرت کی سعادت و کامرانی حاصل نہیں کی جاسکتی) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت یہ ہے کہ وہ بُرائی سے بُرائی کو نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی سے ختم کرتا ہے (یہ ایک حقیقت ہے کہ) نجاست سے نجاست کو مٹا کر پاکیزگی نہیں حاصل کی جاسکتی۔''

تشریح: اس روایت سے یہ بات واضح ہے کہ محض مقصد کا پاک ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وسائل وذرائع کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔

مرکزِ تقویٰ:

۱۱۸۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهٗ وَلَايَخْذُلُهٗ وَ لَايَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص۴۱۴)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے اور نہ اسے حقیر سمجھے۔ تقویٰ یہاں ہے'' (تین بار) اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: ''انسان کو شر سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور آبرو تمام مسلمانوں پر حرام ہے۔''

اس حدیث میں چند اُمور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

QU

(۱) اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ خود ظلم کرے نہ ظالموں کے حوالے ہونے دے اور نہ اپنی مالی، خاندانی، جسمانی اور علمی برتری کی بنا پر دوسرے کو حقیر سمجھے۔

(۲) تقوٰی کا اصل مرکز دل ہے۔

اگر دل کی سرزمین میں تقوٰی کا بیج جڑ پکڑ جائے تو پھر انسان کا ظاہر بھی اعمالِ صالحہ کے برگ و بار سے سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے، لیکن اگر دل میں تقوٰی کا نام ونشان ہی نہ ہو تو پھر ظاہری متقیانہ نقش ونگار سے نہ کردار میں خوش گوار تبدیلی آتی ہے اور نہ انسان کی آخرت ہی سنورتی ہے۔

(۳) مسلم معاشرہ میں کسی مسلمان کی جان، مال، آبرو پر حملہ کرنا بدترین معصیت ہے، اس کی سزا دُنیا میں بھی سخت ہے اور آخرت میں بھی ایسا شخص خدا کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

علامتِ تقوٰی:

۱۱۹۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّؓ قَالَ لَاحَفِظْتُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَايُرِيْبُکَ اِلٰی مَالَا يُرِيْبُکَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ وَالْكِذْبَ رِيْبَةٌ.

(رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔باب الکسب۔ص ۲۴۲)

’’حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات یاد کر لیے ہیں جو چیز شک میں مبتلا کرنے والی ہو اسے چھوڑ کر اس کام کو پسند کر لو جو شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ اس لیے کہ سچائی سراپا سکون و اطمینان ہے اور جھوٹ سراپا شک وتذبذب۔‘‘

تشریح: اگر کوئی معاملہ دلائل وقرائن کی بنا پر مشتبہ ہو اور حلّت وحرمت کا کوئی واضح پہلو سامنے نہ آتا ہو تو پھر شک وتذبذب کی حالت میں مبتلا ہونے کے بجائے ایسا قدم اُٹھایا جائے جس کی بنیاد یقین یا کم از کم گمانِ غالب پر ہو، لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ وہم میں مبتلا ہو کر شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔

یہ حکم تو صرف اسی صورت میں ہے جب کہ واقعی معاملہ مشکوک ہو کر سامنے آئے۔

QU

۱۲۰۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَآ اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ. (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الحب۔ ص ۴۱۹)

''اسمؓا بنت یزید سے روایت ہے کہ انھوں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمھیں بہتر انسان نہ بتاؤں؟'' لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم میں بہتر لوگ وہ ہیں کہ انھیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔''

تشریح: جب دل میں تقوٰی کی بہار آتی ہے تو اس کے اثرات ظاہر میں بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ایک مومن کی فراست و ذہانت تاڑ جاتی ہے کہ ہو نہ ہو یہ مردِ حق ہے کہ جس کی خشیتِ الٰہی نے اس کے گردوپیش کو متاثر کیا ہوا ہے۔

تقوٰی میں غُلُو:

۱۲۱۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا يَسْأَلُ وَيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا يَسْئَلُ.

(رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ جلد ۲۔ ص ۲۷۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس پہنچے تو اس کے کھانے میں سے کھا لے اور چھان بین نہ کرے اور اس کی پینے کی چیزوں میں سے پی لے اور پوچھ گچھ نہ کرے۔''

یعنی حُسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان کے ہدیے یا دعوت کے موقع پر حرام و حلال کی چھان بین کا سوال نہ اُٹھایا جائے۔ ایک مسلمان سے یہی توقع رکھنی چاہیے کہ وہ خود بھی حلال کھاتا ہے اور اپنے احباب و رُفقا کو بھی حلال طیب ہی کھلاتا ہے۔

توکل:

۱۲۲۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْقِلُهَا

QU
وَاَتَوَ کَّلُ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَ کَّلُ؟ قَالَ اِعْقِلْهَا وَتَوَ کَّلْ. (ترمذی، ج۲،ص ۷۷)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ! میں اونٹ کو باندھ کر توکّل اختیار کروں یا اُسے چھوڑ کر؟'' آپؐ نے فرمایا: ''اُسے باندھ لے اور پھر خدا پر توکّل کر۔''

۱۲۳۔ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا. (ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب التوکل۔ص ۴۴۴)

''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تم اللہ پر اس طرح توکّل کرو جس طرح کہ توکّل کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں روزی دے جس طرح کہ پرندے روزی دیے جاتے ہیں۔ صبح سویرے خالی پیٹ (آشیانوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر پلٹتے ہیں۔''

تشریح: پرندوں کے ساتھ تشبیہ دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ توکّل یہ نہیں ہے کہ انسان ہاتھ پیر توڑ کر گھر میں بیٹھا رہے بلکہ توکّل یہ ہے کہ خدا کے دیے ہوئے اسباب و وسائل کو کام میں لاتے ہوئے نتائج خدا کے حوالے کر دے۔

۱۲۴۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَیْهِ لَمَّا اَدْبَرَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فَقَالَ النَّبِیُّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَلُوْمُ عَلَی الْعِجْزِ وَلٰکِنْ عَلَیْکَ بِالْکَیْسِ فَاِذَا غَلَبَکَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الاقضیہ)

''عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا، تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اُس نے پلٹتے ہوئے کہا: حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ آں حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں بے ہمتی قابلِ ملامت ہے۔ تمھیں تو بلند ہمتی اور عزم سے کام لینا چاہیے۔ (اس کے باوجود) جب تم مغلوب ہو جاؤ تو کہو: حسبی اللہ ونعم الوکیل۔''

QU

توکّل کا نمونہ:

۱۲۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَآ اِبْرَاهِيْمُ حِيْنَ اُلْقِىَ فِى النَّارِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. (صحیح بخاری)

''حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل (کافی ہے ہمیں اللّٰہ اور وہ کیا خوب کارساز ہے) (یہ جملہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں ڈالے گئے اور (یہی جملہ) حضرت محمد ﷺ نے کہا جب کہ لوگوں نے (مسلمانوں سے) کہا، لوگ (دشمن) تمھارے (مقابلہ) کے واسطے جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈرو۔ (اس دھمکی نے) مسلمانوں کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا، اور انھوں نے کہا: حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔''

شکر:

۱۲۶۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّآئِمِ الصَّابِرِ. (رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شکر گزار بے روزہ انسان صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔''

یعنی جو صبر کے ساتھ نفلی روزے رکھتا ہے اور جو شکر کے ساتھ خدا کی دی ہوئی حلال روزی کھا کر دن گزارتا ہے، دونوں خدا کے ہاں درجہ میں برابر ہیں۔

اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شکر کا مقام خدا کے ہاں کتنا بلند ہے۔

۱۲۷۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْٓا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ. (صحیح مسلم۔مشکوٰۃ)

QU

’’حضرت ابُو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو تم میں سے (مال، جسم اور وجاہت کے اعتبار سے بالاتر ہیں انھیں نہ دیکھو) بلکہ جو تم سے (اس لحاظ سے) فروتر ہیں اُنھیں دیکھو۔ اس طرح یہ صلاحیت پیدا ہو سکے گی کہ تم اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔‘‘ صحیح مسلم کی روایت ہے: ’’جب تم میں سے کسی کی نگاہ ایسے شخص کی طرف اُٹھے جو مال اور جسمانی طاقت میں اس پر فضیلت دیا گیا ہے تو چاہیے کہ اسے دیکھے جو (اس لحاظ سے) فِروتر ہے۔‘‘

QU

صبر

۱۲۸۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ.

(صحیح مسلم۔مشکوٰۃ، باب التوکّل ص۴۴۴)

"حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مومن کے معاملہ پر تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے۔یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔اگر اُسے دکھ پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اُسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وُہ سراپا شکر بن جاتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔یعنی وُہ ہر حال میں خیر ہی خیر سمیٹتا ہے۔"

مصائب پر صبر

۱۲۹۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى. (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔باب البکاء علی المیت ص۱۴۲)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، آپؐ نے فرمایا:"اللّٰہ کا تقوٰی اختیار کر اور صبر سے کام لے۔" اس نے کہا: اپنی راہ لو یہ میری جیسی بپتا تم پر تو نہیں پڑی ہے۔وہ آپؐ کو پہچانتی نہ تھی۔اس سے کسی نے کہا یہ تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تھے، تو وہ (دوڑی ہوئی) آں حضرت

QU

صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی، وہاں اُس نے دربان (چوکی دار) نہ پائے۔ اُس نے عرض کی: (حضورؐ) میں نے آپؐ کو پہچانا نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ''بس صبر وہی ہے جو سینے پر پہلی چوٹ لگتے وقت کیا جائے۔''

اطاعت کی راہ میں صبر

۱۳۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ. (مشکوٰۃ، کتاب الرقاق)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کو ایسی چیزوں نے گھیر رکھا ہے جنھیں انسان کا نفس ناپسند کرتا ہے اور جہنم کو ایسی چیزوں نے جو نفس کو مرغوب ہیں۔''

تشریح: یعنی خواہشات اور آرام وراحت کی قربانی دیے بغیر ایک مسلمان جنت کا حق دار نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو لوگ حرام وحلال کی تمیز کیے بغیر نفس کے پجاری بن جاتے ہیں ان کے لیے دوزخ کے دروازے کھلے ہیں۔

اُصول پر صبر اور با اُصول زِندگی

۱۳۱۔ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَكُوْنُوْٓا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ اَسَآءُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ، اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَآءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْٓا. (مشکوٰۃ۔ ج۲۔ باب الظلم۔ ص۴۲۷)

''حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(لوگو!) ''زمانہ ساز'' نہ بن جاؤ یہ کہتے ہوئے کہ اگر لوگ حُسنِ سُلوک سے پیش آئے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر انھوں نے بدسلوکی اختیار کی تو ہم (بھی) ظلم کریں گے، بلکہ اپنے آپ کو اس بات کا خُوگر بناؤ کہ اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں تب بھی تم حُسنِ سلوک سے پیش آؤ اور اگر وُہ ظلم کی راہ پر چلیں تو تم ان کی تقلید نہ کرو۔''

QU

تشریح: یعنی تمھیں بہرحال عدل واحسان کی روش اختیار کرنی چاہیے۔ خواہ سوسائٹی کسی ڈگر پر چل رہی ہو۔

دُشمن کے مقابلے میں صبر

۱۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا الْعَدُوَّ، اِنْتَظَرَ، حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيْهِمْ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ، لَاتَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. (بخاری۔ مسلم۔ ریاض الصالحین۔ مصری ۱۸)

''حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بعض ایام میں جن میں آپؐ کا دشمن سے سامنا ہوا تھا، (کچھ دیر) انتظار فرمایا یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپؐ (مسلمانوں کے درمیان) کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا: ''لوگو! دشمن سے مٹ بھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو، اور اللہ سے عافیت چاہو، اور جب اُن سے مقابلہ ٹھن جائے تو ثابت قدم رہو، اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن سے نبرد آزما ہونے کی تمنا کرنا اور اس کے لیے شیخی بگھارنا پسندیدہ نہیں ہے۔ ہاں اگر دشمن خود ہی آمادۂ پیکار ہو تو پھر پوری جواں مردی سے ڈٹ جانا چاہیے۔

تنگ دستی اور فقر وفاقہ پر صبر

۱۳۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیْ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَئَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْءٍ بِيَدِهٖ، مَايَكُنْ مِّنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفُّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب من لاتحل لہ المسئلۃ ومن تحل لہ)

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ کچھ انصاریوں نے آپؐ کے سامنے اپنی

QU

ضرورت پیش کی، آپؐ نے پوری کردی، انھوں نے دوبارہ پھر سوال کیا، آپؐ نے پھر انھیں دے دلا دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا۔ جب آپؐ سب کچھ خرچ کر چکے تو آپؐ نے ان سے فرمایا: ”جو کچھ میرے پاس مال ہوتا ہے وہ میں تم سے بچا کر جمع نہیں کرتا ہوں، جو شخص قناعت و خودداری کا دامن تھامتا ہے اللہ تعالیٰ اسے انھی اوصاف سے نوازتا ہے، جو بے نیازی کی راہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بے نیاز کر دیتا ہے، اور جو صبر و ثبات اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اس راہ میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔ خدا کی طرف سے جن جن اخلاقی اوصاف سے بندہ نوازا جاتا ہے ان میں سب سے بہتر اور (نتائج و ثمرات کے لحاظ سے) وسیع تر صبر کا وصف ہے۔“

اِنتقامی جذبات پر صبر

۱۳۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ هِيْ يَابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَاتُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَ لَاتَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَااَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ، خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ، وَاللّٰهِ مَاجَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ. (صحیح بخاری، ریاض الصالحین مصری، ص ۷۱)

”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عُیینہؓ بن حصن حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم ہمیں بہت سا مال نہیں دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ (اس پر) غضب ناک ہو گئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس پر جھپٹ پڑیں، حُر (حصن کے بھتیجے) نے کہا: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے کہا ہے: ”معافی اختیار کرو، بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔“ (روای کا بیان ہے) کہ بخدا حضرت عمرؓ نے یہ آیت سن کر سرِ مُو بھی تجاوز نہیں کیا، اور وہ اللہ کی کتاب کے سامنے یعنی خدا کا حکم سنتے ہی ٹھہر جانے والے تھے۔“

۱۳۵۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَاضٍ اَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ

QU

اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى لِيَسْتَحِدَّبِهَا فَاَعَارَتْهُ فَاَخَذَا بُنًا لِّي وَاَنَا غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُّ مَجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ تَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَاكُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ مَارَأَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ. (بخاری۔مع فتح الباری۔مصری۔کتاب الجہاد۔ج ا۔ص ۱۰۱)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے عبداللّٰہ بن عیاض نے بتلایا کہ بنتِ حارث نے انھیں خبر دی کہ جس وقت مشرکین جمع ہوئے تو حضرت خبیبؓ نے بنتِ حارث سے اُسترا طلب کیا تاکہ اُسے (صفائی کے لیے) استعمال کرسکیں۔بنتِ حارث نے انھیں اُسترا دے دیا۔(بنتِ حارث کا بیان ہے کہ) خبیبؓ نے میرے بچے کو گود میں لے لیا، مجھے خبر بھی نہ تھی، یہاں تک کہ بچہ اُن کے پاس پہنچ گیا۔مَیں نے بچہ کو ان کی دونوں رانوں پر بیٹھے ہوئے پایا، اس حالت میں کہ اُسترا ان کے ہاتھ میں تھا، میں نے (یہ منظر دیکھ کر) ایسی گھبراہٹ اور بے چینی محسوس کی کہ خبیبؓ بھی اُسے میرے چہرے سے تاڑ گئے۔انھوں نے کہا کیا تجھے یہ اندیشہ ہے کہ مَیں اسے قتل کرڈالوں گا؟ میں یہ کام نہیں کروں گا۔بنتِ حارث کا بیان ہے کہ خبیبؓ سے بہتر قیدی آج تک میں نے نہیں دیکھا۔''

پس منظر: یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ جب بعض مشرکین دھوکا دے کر مدینہ سے چند صحابہؓ کو لے آئے تھے اور مکہ کے مختلف گھروں میں انھیں قید کرڈالا تھا۔پھر بعد میں انھیں پھانسی دے دی گئی تھی۔

خُبیبؓ نے یہ یقین رکھتے ہوئے بھی کہ مشرکین کچھ عرصہ بعد انھیں قتل کرڈالیں گے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر اُن کے بچہ کو قتل کردیں۔اگر وہ ایسا کرتے تو یقیناً شریعت کی خلاف ورزی ہوتی۔حدیث میں ہے، رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔'' حضرت خُبیبؓ نے قیامت تک ہونے والے مسلم قیدیوں کے لیے اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کردیا۔

QU

انفرادی اخلاق

ضبطِ نفس

۱۳۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ مَنْ يَّمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.

(صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الغضب والکبر۔ ص ۴۲۵)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں ہے جو (حریف کو میدان میں) پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابُو میں رکھے۔''

۱۳۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَاتَغْضَبْ، فَرَدَّ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ. (البخاری۔ مشکوٰۃ۔ ص ۴۳۵)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے درخواست کی، مجھے نصیحت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''غصہ نہ ہو۔'' یہ حکم آپؐ نے بار بار فرمایا: ''غصہ نہ ہو۔''

تشریح: آں حضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اس کم زوری کی طرف زیادہ توجہ دلاتے تھے جس میں مخاطب زیادہ مبتلا ہوتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت ہی زیادہ مغلوب الغضب تھا، اس لیے آپؐ نے بار بار اسی کم زوری سے بچنے کی اُسے تاکید فرمائی۔

۱۳۸۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاِيْمَانِ مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ يُدْخِلْهُ غَضَبُهٗ فِیْ بَاطِلٍ، وَمَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ يُخْرِجْهُ رِضَاهُ مِنْ حَقٍّ وَمَنْ اِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَالَيْسَ لَهٗ. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ ص ۳۱)

QU

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین باتوں کا شمار ایمانی اخلاق میں ہوتا ہے۔(۱) جب غصہ آئے تو انسان (مغلوب ہوکر) باطل (کے جوہڑ) میں نہ ڈوب جائے۔ (۲) جب خوش ہو تو خوشی (کی بہتات) راہِ حق سے برگشتہ نہ کردے، (۳) اور جب قدرت واقتدار پائے تو وہ چیز نہ لے جس پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔''

تشریح: ''ایمانی اخلاق'' سے مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں اُمور ایمان کے بنیادی تقاضوں میں شامل ہیں، ان کے بغیر ایمان کا اصل جوہر ہی باقی نہیں رہتا۔

عَفو وحِلم

۱۳۹۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِىْ شَىْءٍ قَطُّ اِلَّآ اَنْ تُنْتَهَکَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ. (بخاری۔مسلم۔ریاض الصالحین۔ص ۱۱۷)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے معاملہ میں کسی سے کبھی بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حُرمت (شعائر اللہ یا حدود اللہ) پامال ہوتیں، تو آپؐ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔''

وُسعتِ ظرف

۱۴۰۔ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ الْجُشَمِىِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اِنْ مَّرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِىْ وَلَمْ يُضِفْنِىْ ثُمَّ مَرَّبِىْ بَعْدَ ذٰلِکَ اَاَقْرِيْهِ اَمْ اَجْزِيْهِ قَالَ بَلِ اقْرِهٖ. (رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔باب الضیافۃ)

''ابو الاحوص جشمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: اگر میں کسی شخص کے پاس سے گزروں اور وہ میری ضیافت و مہمانی کا حق ادا نہ کرے اور کچھ عرصہ کے بعد اس کا گزر میرے پاس سے ہو تو کیا مَیں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں یا اس کی (بے مروّتی اور رُوکھے پن) کا بدلہ لے لوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔''

QU

حیا

۱۴۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِى الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ. (متفق علیہ، مشکوٰۃ، باب الرفق، ص۴۲۳)

''حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو شرم وحیا کے معاملہ میں نصیحت کررہا تھا (یعنی ملامت کررہا تھا) آپؐ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، اس لیے کہ حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔''

۱۴۲۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْ نُوَمِنَ الْاَرْضِ. (مشکوٰۃ، باب آدابُ الخلاء، ص۴۳)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنا کپڑا نہ اُٹھاتے تاوقتیکہ زمین سے قریب نہ ہو جاتے۔''

۱۴۳۔ عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّىَ فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّايُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِى الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۶۱)

''حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برہنہ ہونے سے بچو، کیوں کہ تمھارے ساتھ وُہ ہیں جو تم سے کبھی جُدا نہیں ہوتے اِلّا یہ کہ رفع حاجت یا صنفی تعلق قائم کرنے کا موقع ہو۔ اُن (فرشتوں) سے شرماؤ اور اُن کا احترام کرو۔''

وقار وسنجیدگی

۱۴۴۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارَ وَلَاتُسْرِعُوْا. (مشکوٰۃ۔ ص۵۹)

QU

”بروایت ابُو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اقامت سنو، تو نماز (مسجد) کی طرف اس طرح چلو کہ وقار واطمینان کا انداز نمایاں ہو، اس موقع پر بھگدڑ مت مچاؤ۔“

رازداری:

۱۴۵۔ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ هَوَآئِجِكُمْ بِالْكِتْمَانِ فَاِنَّ كُلَّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَّحْسُوْدٌ.

(المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۲۴۶)

”حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی ضروریات کے حصول میں کام یابی کے لیے راز داری سے مدد لو کیوں کہ ہر صاحبِ نعمت محسود ہے۔یعنی وہ رشک وحسد کا نشانہ بنتا ہے۔“

تشریح: یعنی انسان کو ہلکے پیٹ کا نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے تمام عزائم کو قبل از وقت لوگوں سے کہتا پھرے۔اس طرح وہ حاسدوں کے زہریلے اثرات اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

۱۴۶۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ عَجِبْتُ مِنَ الرَّجُلِ يَفِرُّ مِنَ الْقَدَرِ وَهُوَ مُوَاقِعُهٗ، وَيَرَى الْقَذَاةَ فِیْ عَيْنِ اَخِيْهِ وَيَدَعُ الْجِذْعَ فِیْ عَيْنَيْهِ وَيُخْرِجُ الضِّغْنَ مِنْ نَفْسِ اَخِيْهِ وَيَدَعُ الضِّغْنَ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَا وَضَعْتُ سِرِّیْ عِنْدَ اَحَدٍ فَلُمْتُهٗ عَلٰی اِفْشَآئِهٖ وَكَيْفَ اَلُوْمُهٗ وَقَدْ ضِقْتُ بِهٖ زَرْعًا. (الادب المفرد باب افشا السر ص ۱۲۹)

”عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے اس آدمی پر تعجب اور حیرت ہوتی ہے جو تقدیر سے بھاگتا ہے حالانکہ (ایک نہ ایک دن) وہ اس میں پھنس جانے والا ہے۔ اور اُسے اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بُھول جاتا ہے اور اپنے بھائی کے دل سے کینہ نکالنے کی فکر میں رہتا ہے لیکن خود اپنے دل میں دُوسروں کی طرف سے بغض و عداوت کو پالتا رہتا ہے۔(نیز انھوں نے کہا) کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ مَیں نے اپنا راز کسی کو بتلایا ہو پھر اُس کے افشا (ظاہر کرنے) پر مَیں نے اسے ملامت بھی کی ہو۔ ظاہر ہے کہ جو راز خود میرے سینے میں نہیں سما سکا اُس کے افشا پر مَیں کسی دوسرے کو کیسے ملامت کر سکتا ہوں۔“

QU

تواضع

۱۴۷۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ. وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِّنْ كَلْبٍ وَّخِنْزِيْرٍ. (مشکوٰۃ باب الغضب۔ص۴۲۶)

''حضرت عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے ایک بار منبر پر سے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! تواضع، انکساری اختیار کرو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ''جو اللہ کے لیے جھکتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہے۔ اور جس نے تکبر کیا اُسے اللہ تعالیٰ گرا دیتا ہے، تو وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے کتے اور سُوّر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔''

۱۴۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ مَارُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَايَطَاءُ عَقِبَهٗ رَجُلَانِ۔ (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الاطعمہ)

''عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے اور نہ کبھی ایسا ہُوا ہے کہ آپؐ کے پیچھے دو آدمی چلتے ہوئے دیکھے گئے ہوں۔''

یعنی تواضع اور انکساری کا یہ حال تھا کہ کبھی آپؐ نے تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا اور نہ یہ آپؐ کا طریقہ تھا آپؐ آگے آگے ہوں اور عوام آپؐ کے پیچھے چل رہے ہوں، آپؐ کو تو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ دو آدمیوں سے بھی آگے ہو کر آپؐ شان بان کے ساتھ چلیں۔ یہ دونوں طریقے جاہ وجلال کے طالب اور کبر ونخوت کے رسیا لوگوں کی خصوصیات میں سے شمار ہوتے ہیں۔

QU

تواضع و اِنکساری

۱۴۹۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَّنَا يُقَالُ لَهٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ يَآ اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَكَ.

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب مالا یجوز فی الصلوٰۃ۔ ص ۸۳)

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افلح نامی غلام کو دیکھا، جب وہ سجدہ کرتا ہے تو پُھونک مارتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کر لے۔''

شہرت سے پرہیز

۱۵۰۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، باب استحباب المال)

''حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گم نام بندے کو پسند فرماتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں غنی کے معنی خوددار اور قناعت پسند کے بھی لیے جا سکتے ہیں اور اس کے معنی خوش حال کے بھی ہو سکتے ہیں، اگر خوش حالی، تونگری، تقوٰی کے ساتھ ہو تو یہ بھی خدا کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں جب کہ ایسا شخص شہرت اور نام وری کا بھوکا نہ ہو۔ الخفی، سے یہی وصف ظاہر کرنا مقصود ہے۔''

قناعت

۱۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَآ اٰتَاهُ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق)

''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اسلام لایا اور اُسے گزارے کے مطابق روزی میسر آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی دی ہوئی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی تو وُہ فلاح و کام رانی سے ہم کنار ہوا۔''

QU

۱۵۲۔ عَنِ ابْنِ الْفَرَاسِيِّ اَنَّ الْفَرَاسِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا" وَاِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَسْئَلِ الصَّالِحِيْنَ. (ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ص۱۶۳)

''ابنِ فراسی سے روایت ہے کہ (ان کے باپ) فراسی نے کہا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا مَیں (لوگوں کے سامنے) دستِ سوال پھیلا سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، اگر ناگزیر ہی ہو تو نیک لوگوں سے سوال کر سکتے ہو۔''

تشریح: صالحین سے بوقتِ ضرورت سوال کرنے کی اس لیے اجازت دی کہ ایسے لوگ نہ تو اپنے لیے بدلہ چاہیں گے اور نہ احسان دھر کر سائل کی خودداری کو ٹھیس لگائیں گے۔

۱۵۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَاتَحِلُّ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِّذِىْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْلِذِىْ غُرْمٍ مُّفْظِعٍ اَوْلِذِىْ دَمٍ مُّوْجِعٍ.
(ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب من لاتحل لہ المسئلہ)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوال جائز نہیں ہے مگر تین قسم کے لوگوں کے لیے۔ (۱) خاک نشین فقیر و نادار۔ (۲) پریشان کن تاوان یا قرض تلے دب جانے والا۔ (۳) دردناک خون والا، یعنی جس کے ذمہ دیت ہو۔''

پس منظر: ایک انصاری نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تیرے گھر میں کچھ سامان ہے؟ انصاری نے جواب دیا: ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھاتے ہیں اور کچھ حصہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔

آپؐ نے وہ دونوں چیزیں منگوا کر دو درہم میں نیلام کر دیں۔ آپؐ نے دونوں درہم انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا: ایک درہم کا کھانا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید لو، اور کلہاڑی لے کر میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کلہاڑی میں لکڑی ڈالی اور فرمایا: جاؤ جنگل جا کر لکڑیاں کاٹو اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔ وہ انصاری اسی طرح لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا رہا۔

جب وہ پندرہ دن کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو اُس کے پاس دس درہم کی پونجی تھی جس سے اُس نے کھانا اور کپڑا خریدا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ (محنت کا طریقہ)

QU

تمھارے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ سوال (کی ذلّت) قیامت کے دن چہرے پر داغ دھبے کی صورت میں نمودار ہو۔

۱۵۴۔ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَانَقَصَ مَالٌ مِّنْ صَدَقَةٍ وَّ لَاعَفَا رَجُلٌ عَنْ مَّظْلِمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزَّكُمُ اللّٰهُ، وَلَافَتَحَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّافَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ. (المعجم الصغیر للطبرانی،ص ۲۷)

''حضرت اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(۱) صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی۔ (۲) اور کوئی شخص ظلم وزیادتی کو معاف نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کی عزت میں چار چاند لگا دیتا ہے۔ (۳) اور کوئی انسان اپنی ذات کے لیے سوال (بھیک مانگنے) کا دروازہ نہیں کھولتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر فقر وناداری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں تین اہم اخلاقی اُمور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

(۱) زکوٰۃ وصدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ جیسا کہ قرآن کی تصریح ہے دولت میں اضافہ ہی ہوتا ہے، فرمایا:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (روم:۳۹)

''اور جو تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو یقیناً یہی لوگ اپنے سرمائے کو بڑھانے والے ہیں۔''

صدقہ زکوٰۃ سے بظاہر فرد کی دولت گھٹتی نظر آتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح معاشرے کے اجتماعی سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی زکوٰۃ دینے والا شخص حرص، بخل اور خساست نفس جیسے رذیل اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) عام طور پر دشمن سے انتقام نہ لینے کو اپنی توہین اور بزدلی سمجھا جاتا ہے، لیکن اس حدیث نے بتایا کہ ظلم وزیادتی کو معاف کرنے سے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں میں اخلاقی لحاظ سے برتری اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) گداگری سے بظاہر فرد کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اس طرح اس کی خودداری اور وقار کو ٹھیس لگتی ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

QU

سادّہ زندگی

۱۵۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَتَّخِذُوا الضَّیْعَۃَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْیَا۔ (رواہ الترمذی۔مشکوٰۃ۔کتاب الرقاق)

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جائدادیں اور جاگیریں نہ بناؤ کہ پھر دُنیا ہی کے ہو کے رہ جاؤ۔''

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز حدود میں رہتے ہوئے مکان بنانا، زمینیں رکھنا گناہ نہیں ہے۔ یہاں اس معاملہ میں اُس افراط سے روکا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کے پیشِ نظر صرف زیستن برائے خوردن ہی نظریہ رَہ جاتا ہے اور وہ اپنے اصل مقصدِ زندگی کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔

۱۵۶۔ عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ طَلْقٍ فَقُلْتُ مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بَیْتِکِ ھٰذَا قَالَتْ یَابُنَیَّ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی عُمَّالِہٖ اَنْ لَّا تُطِیْلُوْا بِنَآئَکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْ شَرِّ اَیَّامِکُمْ۔ (الادب المفرد۔ص۶۶)

''عبدرومی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں اُمِّ طلق کے پاس گیا۔ میں نے کہا: آپ کے مکان کی چھت کیا ہی چھوٹی ہے۔ اُمِّ طلق نے جواب دیا: پیارے بچے! امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عُمّال کو لکھا تھا: اپنی عمارتیں طول طویل (بلند) نہ بناؤ کیوں کہ (یہ طرزِ عمل) بدترین زمانہ (کی نشانی) ہے۔''

۱۵۷۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ، اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ (ابوداود۔مشکوٰۃ۔کتاب اللباس)

''(بروایت ابو امامہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے، بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔''

بذاذہ سے مراد یہاں ایسی زندگی ہے جس میں تکلف اور تصنّع کی ملاوٹ نہ ہو۔

خوش پوشی اور زینت پسندی سے اسلام روکتا نہیں ہے لیکن اگر یہی ذوق حد سے تجاوز کر جائے تو انسان اِسراف، فضول خرچی اور فخر و نمائش میں اپنی ساری دولت کھپا دیتا ہے۔ اس بِنا پر اسلام تنعم

QU
(عیش پسندی) اور رہبانیت (ترک دنیا) کے درمیان ایک بیچ کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس چیز کو اس روایت میں لفظ ''بذاذہ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۵۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَااسْتَکْبَرَ مَنْ اَکَلَ مَعَهٗ خَادِمُهٗ وَرَکِبَ الْحِمَارَ بِالْاَسْوَاقِ وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا.

(الادب المفرد۔ باب الکبر)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا شخص کبر و غرور سے پاک ہے جس کا خادم اس کے ساتھ ہی شریکِ طعام ہوتا ہے۔ بازار میں گدھے کی سواری بھی کر لیتا ہے، بکری پال کر اُسے دوہ بھی لیتا ہے۔''

۱۵۹۔ عَنْ جَدَّةِ صَالِحٍ قَالَتْ رَأَیْتُ عَلِیَّ نِ اشْتَرٰی تَمْرًا بِدِرْهَمٍ فَحَمَلَهٗ فِیْ مِلْحَفَةٍ فَقَالَتْ لَهٗ اَوْقَالَ لَهٗ اَحَدٌ اَحْمِلُ عَنْکَ یَآاَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَآ اَبُو الْعِیَالِ اَحَقُّ اَنْ یَّحْمِلَ. (الادب المفرد۔ باب الکبر۔ ص ۸۱)

''صالح کی دادی روایت کرتی ہیں، انھوں نے کہا میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ایک درہم میں چھوہارے خریدے اور چادر میں رکھ کر انھیں اُٹھا لیا۔ میں نے یا کسی دوسرے شخص نے اُن سے کہا: اے امیر المومنین! یہ بوجھ میں اُٹھا لیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ''نہیں! بچوں کا باپ بوجھ اُٹھانے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔''

۱۶۰۔ عَنْ عَمْرَةَ قِیْلَ لِعَآئِشَةَ مَاذَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْمَلُ فِیْ بَیْتِهٖ قَالَتْ کَانَ بَشَرٌ مِنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَهٗ وَیَحْلِبُ شَاتَهٗ.

(الادب المفرد۔ باب مایعمل الرجل فی بیتہ۔ ص ۷۹)

''عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا مشاغل تھے؟ انھوں نے کہا: ''آپؐ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ کپڑوں میں سے جوئیں نکال لیا کرتے تھے اور بکری کا دودھ دوہ لیا کرتے تھے۔''

۱۶۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَی

QU
الْیَمَنِ قَالَ اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ.

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب فضل الفقرا)

”حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا: ”(اے معاذؓ) دیکھنا عیش پسند زندگی سے بچنا۔ اس لیے کہ اللہ کے بندے عیش پسندانہ زندگی نہیں گزارتے۔“

تشریح: تجمل (صفائی، پاکیزگی اور خوش پوشاکی کا اہتمام) اور تنعُّم (مسرفانہ اور عیش پسندانہ زندگی) دونوں میں فرق ہے۔ تجمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ جب آپؐ نیا لباس زیبِ تن فرماتے تو آپؐ کی دُعا میں یہ الفاظ بھی ہوتے: اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ. دوسری روایت میں ہے: وَکَانَ یتجمل للوفود آپؐ مہمانوں کے لیے خوش وضع لباس پہنتے۔

لیکن تجمل میں غلو کیا جائے تو تنعّم (عیاشانہ زندگی) کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر تجمل میں تفریط (کمی) کی جائے تو راہبانہ زندگی کا سراسامنے آجاتا ہے۔ باقی رہا افراط و تفریط کی ان دونوں سرحدوں کا تعین، تو اسے شریعت نے مومن کے اپنے زندہ اور صاحبِ بصیرت ضمیر پر چھوڑا ہے۔ (اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ) یہ ارشاد اسی قسم کے مواقع کے لیے ہے۔

۱۶۲۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ یُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَلَا مَخِیْلَةٌ.

(نسائی۔ مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب عمرو کے دادا محمدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ پیو، پہنو اور صدقہ دو۔ جب تک کہ تکبر اور اسراف کی آمیزش نہ ہو۔“

میانہ روی

۱۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

(ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ ص: ۴۳۰)

’’(بروایت عبداللہ ؓ بن سرجس) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’حسنِ سیرت (نیک چال چلن) بردباری اور میانہ روی، نبوت کے اجزا میں سے چوبیسواں حصہ ہے۔‘‘

(۱) یعنی یہ خصائل، انبیائے کرامؑ کی سیرت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں جو شخص جس قدر انھیں اپنائے گا اُسی لحاظ سے وہ انبیائے کرامؑ کی پیروی میں کمال حاصل کرے گا۔

(۲) اقتصاد (میانہ روی) کی صورت یہ ہے کہ زندگی کے معاملات میں افراط وتفریط کے بجائے اعتدال کو اپنایا جائے۔ مثلاً اِسراف اور بخل یہ دونوں افراط وتفریط کے پہلو ہیں۔ ان کے درمیان جود و سخاوت کا طریقہ اختیار کرنا معتدل طرزِ عمل ہے۔ شریعت نے زندگی کے ہر معاملہ میں اسے ملحوظ رکھا ہے۔

۱۶۴۔ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِّنْ فِقْھِہٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوۃَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَۃَ وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، باب الخطبۃ، ص ۱۱۵)

(بروایت عمارؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’نماز میں طوالت اور خطبہ میں اختصار انسان کے فقیہ (باسمجھ) ہونے کی نشانی ہے۔ نماز لمبی کرو، اور خطبہ میں کم از کم وقت لگاؤ۔ بلاشبہ بعض خطبے جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔‘‘

مستقل مزاجی

۱۶۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ مَادَامَ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ۔ باب القصد فی العمل ص ۱۰۲)

’’حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دین کے کاموں میں سے پسندیدہ کام وہ ہے جس پر کام کرنے والا پابندی کرے اور مستقل مزاجی دکھائے۔‘‘

تشریح: استقلال کے ساتھ اگر تھوڑا سا بھی کام کیا جائے تو وہ نتائج کے لحاظ سے اس سے کہیں بہتر ہے کہ انسان وقتی جوش کے ماتحت کچھ ہنگامی کام کر ڈالے اور پھر طویل عرصے کے لیے خاموش ہو کر رہ جائے۔

۱۶۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

QU

يَاعَبْدَاللّٰهِ لَاتَكُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب التحریض علیٰ قیام اللیل۔ ص۱۰۱)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہؓ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جاؤ۔ وہ رات کو تہجد کے لیے اُٹھتا تھا۔ پھر اُس نے یہ عمل چھوڑ دیا۔''

تشریح: فرائض و واجبات کی ادائیگی میں تو پابندی ناگزیر ہے ہی نوافل میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

۱۶۷۔ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِاَحَدِكُمْ رِزْقًا مِّنْ وَجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ لَهٗ اَوْيُتَنَكَّرَلَهٗ.

(مسند احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الکسب)

''نافعؒ سے روایت ہے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کے لیے روزی کی کوئی راہ نکال دے تو اسے نہ چھوڑے یہاں تک کہ اس (سلسلہ) میں کوئی (نقصان دہ) تبدیلی یا تغیر پیدا نہ ہو جائے۔''

پس منظر: اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ نافعؒ تجارت کے لیے شام اور مصر سامان بھیجا کرتے تھے۔ اس کے بعد بلاوجہ انھوں نے عراق کا رُخ اختیار کر لیا۔ اس تبدیلی پر حضرت عائشہؓ نے انھیں ٹوکا اور مذکورہ بالا فرمانِ نبویؐ انھیں سنایا۔ اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نہ صرف عبادات بلکہ معاملات میں بھی ایک مومن کو مستقل مزاج ہونا چاہیے، تلوّن اور بار بار رائے کا بدلنا اسے زیب نہیں دیتا۔

۱۶۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِتْمَامُ الْمَعْرُوْفِ اَفْضَلُ مِنْ اِبْتِدَآئِهٖ. (المعجم الصغیر للطبرانی، ص۸۶)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احسان کی تکمیل اسے شروع کرنے سے بہتر ہے۔''

یعنی کسی کے ساتھ احسان و سلوک کیا جائے تو اُسے تکمیل تک پہنچانا چاہیے ورنہ اُدھورا حُسنِ سلوک اچھے اخلاق میں شمار نہیں ہو سکتا، بلکہ اس سے عام طور پر الٹی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑے بہت کیے کرائے پر بھی پانی پھر جاتا ہے۔

QU

فیاضی

۱۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ مَارَأَیْتُ امْرَأَتَیْنِ اَجْوَدَیْنِ مِنْ عَآئِشَۃَ وَاَسْمَآءَ وَجُوْدُھُمَا مُخْتَلِفٌ اَمَّآ عَآئِشَۃُ فَکَانَتْ تَجْمَعُ الشَّیْئَ اِلَی الشَّیْئَ حَتّٰی اِذَا کَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَھَا قَسَّمَتْ وَاَمَّآ اَسْمَاءُ فَکَانَتْ لَاتُمْسِکُ شَیْئًا لِّغَدٍ.

(الادب المفرد۔ باب سخاوۃ النفس۔ ص ۴۳)

''عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور اسماؓ[1] سے بڑھ کر فیاض عورتیں نہیں دیکھیں۔ لیکن دونوں کی فیاضی کا رنگ مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ (اپنی آمدنی کی رقم) جمع کرتی رہتی تھیں۔ جب اچھی خاصی رقم جمع ہو جاتی تو مستحقین میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں، لیکن حضرت اسماءؓ کا طریقہ اس کے برعکس تھا، وہ کل کے انتظار میں کوئی چیز رکھتی ہی نہ تھیں، جو آیا اُسی وقت تقسیم کر دیا۔''

امانت و دیانت

۱۷۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَافَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا حِفْظُ اَمَانَۃٍ وَّصِدْقُ حَدِیْثٍ وَّحُسْنُ خَلِیْقَۃٍ وَّعِفَّۃٌ فِیْ طُعْمَۃٍ. (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں تمھیں میسر ہوں تو دُنیا کی کسی چیز سے محرومی تمھارے لیے نقصان دِہ نہیں ہے: (۱) امانت کی حفاظت، (۲) راست گفتاری۔ (۳) خوش خلقی۔ (۴) روزی میں پاکیزگی۔''

۱۷۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَدِّ الْاَمَانَۃَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَکَ وَلَاتَخُنْ مَنْ خَانَکَ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الشرکۃ۔ ص ۲۵۴)

''حضرت ابو ہریرہؓ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو تمھارے پاس امانت رکھے اُسے اس کی امانت ادا کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس سے خیانت نہ کرو۔''

---

[1] حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت اسماؓ کے صاحب زادے ہیں اور حضرت اسماؓ حضرت عائشہؓ کی حقیقی بہن ہیں۔

QU

رذائلِ اخلاق

خود پسندی

۱۷۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَّثَلٰثٌ مُّهْلِكَاتٌ فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ، وَالْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی، وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوٰی مُّتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُّطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّهُنَّ. (البیہقی۔مشکوٰۃ۔ص ۴۳۵)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین باتیں نجات دینے والی ہیں اور تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ نجات دینے والی تین باتیں یہ ہیں: (۱) کھلے اور چھپے اللہ کا تقوٰی اختیار کرنا۔ (۲) خوشی اور ناخوشی (ہر صورت) میں حق بات کہنا۔ (۳) ناداری ہو یا خوش حالی (ہر حالت میں) اعتدال اور میانہ روی کی راہ پر چلنا۔ ہلاکت میں ڈالنے والی تین باتیں یہ ہیں: (۱) ایسی خواہش جس کا انسان تابع اور غلام بن کر رہ جائے۔ (۲) ایسی حرص جسے مقتدا اور پیشوا مان لیا جائے۔ (۳) خود پسندی، فرمایا یہ بیماری ان تینوں میں زیادہ خطرناک ہے۔“

تشریح: انسان کا اپنے علم، دولت، جسمانی توانائی یا زُہد وتقوٰی پر اِترانا ایک ایسا اخلاقی مرض ہے کہ جس میں مبتلا ہو کر انسان اس طرح خود فریبی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی غلطی پر متنبّہ ہوتا ہے اور نہ اس میں حق کی طلب کے لیے کوئی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

خود پسندی کی روک تھام

۱۷۳۔ عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ. (صحیح مسلم۔مشکوٰۃ۔ص ۴۱۲)

”مقدادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم مدح سرائی

QU

کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔“

اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مدح سرائی اور چاپلوسی سے ان کا جو مقصد ہے اس میں اُنھیں ناکام بنادو۔

خود پسندی سے احتراز

۱۷۴۔ عَنْ عَدِیٍّ قَالَ کَانَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا زُکِّیَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تُوَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَعْلَمُوْنَ.

(الادب المفرد۔ باب مایقول الرجل اذا زکی۔ ص ۱۱۳)

عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ صحابہؓ میں سے جب کسی کی منہ در منہ تعریف کی جاتی تو وہ کہہ دیتے: ”اے خدا! جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر میری گرفت نہ کرنا اور جو (میری کم زوریاں) یہ جانتے نہیں ہیں انھیں معاف فرمانا۔“

انسان اپنی مدح سرائی سُن کر عام طور پر غرور اور خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرامؓ ایسے موقع پر اس شر سے بچنے کے لیے خدا کے حضور دست بہ دُعا ہو جاتے تھے۔

ایک طرف تو مدح سرائی کے مواخذہ سے بچنے کی دُعا ہوتی اور دوسری طرف اس اندیشے سے کہ کہیں تعریف سننے سے نفس موٹا نہ ہونے پائے اپنی خامیوں اور کم زوریوں کو یاد کرتے ہوئے خدا کے سامنے معافی کے طالب ہوتے۔

شہرت پسندی

۱۷۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

”عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دُنیا میں شہرت اور نمائش کا لباس زیب تن کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔“

توضیح: شہرت اور نمائش کا لباس دو قسم کا ہو سکتا ہے:

(۱) رئیسوں اور مال داروں کا سا زرق برق، بھڑکیلا لباس پہنا جائے تا کہ اس طریقے سے عوام کے

QU

دلوں پر اپنی وجاہت اور سرداری کا سکہ جمایا جا سکے۔

(۲) مذہبی پیشواؤں یا راہبوں، سنیاسیوں اور تارک الدُنیا درویشوں جیسا لباس پہن کر دینی تقدّس اور روحانی پاک بازی باور کرانے کی کوشش کی جائے۔

ایک اسلامی معاشرہ میں نہ مال داروں کے لیے کوئی مخصوص لباس ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا مذہبی طبقہ ہی گوارا کیا جاسکتا ہے جو خاص قسم کی پوشاک کے ذریعہ اپنے رُوحانی تقدس کا اظہار کر سکے۔

تکبر

۱۷۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا، قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ. (صحیح مسلم۔مشکوٰۃ۔ص ۴۲۵)

''عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایسا شخص داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی غرور و تکبر ہو گا۔'' ایک آدمی نے دریافت کیا: انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اُس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند رکھتا ہے، تکبر حق (کے مقابلے میں) اِترانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔''

تشریح: جائز حدود میں رہتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنی حیثیت کے مطابق لباس اور رہائش میں زیب و زینت اختیار کرتا ہے تو اس سے اس پر کبر و نخوت کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کبر و نخوت تو یہ ہے کہ انسان دُنیاوی لذتوں اور آسائشوں میں اس طرح مدہوش ہو کہ نہ اللہ کے حقوق ادا ہو سکیں اور نہ بندوں کے حقوق کی پروا رہے۔

خساستِ نفس

۱۷۷۔ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

QU

وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیَ، اَلَکَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ، قَالَ فَاِذَآ اٰتَاکَ مَالًا فَلْیُرَا اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ. (النسائی۔ مشکوٰۃ۔ ص ۳۷۵)

''ابو الاحوص سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میرا لباس بہت ہی معمولی تھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''تمھارے پاس مال ہے؟'' میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''کس قسم کا مال؟'' میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نوازا ہے۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، گھوڑے اور غلام، سب ہی کچھ میرے پاس موجود ہے۔ (اس پر) آپؐ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کی نعمت و کرم فرمائی کا نشان بھی تو بظاہر کچھ نظر آنا چاہیے۔''

اس حدیث میں خساستِ نفس سے روکنا مقصود ہے۔ یہی خساستِ نفس (سفلے پن کی ذہنیت) کفرانِ نعمت کا باعث بنتی ہے۔

لیکن اس اظہارِ نعمت میں اتنا غلو بھی نہ ہو کہ فخر و نمائش اور اسراف و تبذیر کی شکل پیدا ہو جائے۔

تنگ ظرفی

۱۷۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَآئِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ. (البخاری، مشکوٰۃ، باب العطایا، ص ۲۵۲، مطبع انصاری)

''(بروایت عبداللہ بن عباسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اُس کُتّے کی سی ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ اس بارے میں اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔''

خودغرضی

۱۷۹۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَسْئَلِ الْمَرْاَۃُ طَلَاقَ أُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا وَلْتَنْکِحْ فَاِنَّ لَھَا مَا قُدِّرَلَھَا. (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص ۲۶۳)

(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی عورت اپنی مسلمان بہن (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ اس طرح جو کچھ اس کے برتن میں ہے اُسے انڈیل دے۔ اُسے چاہیے کہ نکاح کر لے، اسے وہی کچھ ملے گا جو اس کے مقدر میں ہے۔“

تشریح: اگر کوئی شخص عقد ثانی کا ارادہ رکھتا ہے، تو دوسری (بننے والی) بیوی کا یہ مطالبہ نہیں ہونا چاہیے کہ پہلے سابقہ بیوی کو طلاق دے پھر مجھ سے نکاح رچائے۔

اس مطالبے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ اُسے مل رہا ہے وہ اس کے بجائے مجھے ملے۔ اس قسم کی گندی اور خودغرضانہ ذہنیت اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

بخل اور تنگ دلی

۱۸۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَآئِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ. (رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔۴۱۶)

”عبداللّٰہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”مومن وہ نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے حالانکہ پڑوس میں اس کا ہم سایہ بھوکا تڑپ رہا ہے۔“

بے غیرتی اور سِفلہ پن

۱۸۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَۃٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِیْرًا. (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۷۰)

”(بروایت عبداللّٰہ بن عمرؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کسی کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللّٰہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی، اور جو بن بلائے کسی دعوت میں پہنچ گیا تو وہ (درحقیقت) چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر (وہاں سے) نکلا۔“

تشریح: یعنی (۱) باہمی اسلامی رشتۂ اخوت برقرار رکھنے بلکہ ترقی دینے کے لیے ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ تحفہ دیا جائے، دعوت وضیافت کا اہتمام کیا جائے۔ اب جو شخص مسلمان

QU

اپنے مسلمان بھائی کے بلانے پر بھی اس کی دعوت قبول نہیں کرتا، تو وہ دراصل اس رشتۂ اخوت کو کاٹتا ہے جسے اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

(۲) لیکن بن بلائے کسی کے ہاں پہنچ جانا تو خساستِ نفس اور کمینہ پن کی علامت ہے۔ ہاں اگر بہت ہی زیادہ بے تکلفانہ مراسم ہیں تو پھر اس قسم کی آمد و رفت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شرعی عذر کی بنا پر کسی مسلمان بھائی کی دعوت قبول نہیں کرتا تو وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا جو حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

حرص

۱۸۲۔ عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَاالْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق)

”(بروایت عمروؓ بن عوف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے تم پر فقر و ناداری کا زیادہ اندیشہ نہیں ہے، بلکہ مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ تم پر دُنیاوی مال و متاع کے دروازے کھول دیے جائیں جس طرح کہ تم سے پہلوں پر کھول دیے گئے تھے، پھر تمھیں دُنیا کی اس طرح چاٹ لگ جائے جس طرح کہ تم سے پہلوں کو لگی تھی۔ (نتیجہ یہ نکلے) کہ دُنیا تمھیں اس طرح تہس نہس کر کے رکھ دے جس طرح اس نے اگلوں کو برباد کیا۔“

توضیح: اس بارے میں بھی اسلام میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ نہ تو راہبوں اور سنیاسیوں کی مانند دُنیا کی نعمتوں اور راحتوں سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے اور نہ اتنا انہماک ہو کہ زندگی کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے۔

اس روایت میں دولت کی بہتات کو فقر و فاقہ کی حالت سے زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ فقر و فاقہ کے غلط اثرات نسبتاً محدود ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے وہ فاسقانہ اور مفسدانہ نظام نہیں پنپ سکتا جو دولت کی بہتات کی شکل میں پروان چڑھتا ہے، اور تہذیب و اخلاق کی تمام بنیادوں کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

QU

تصنّع اور نقّالی

۱۸۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب الترجل)

''عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے مردوں پر لعنت برساتا ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ایسی عورتوں پر لعنت کرتا ہے جو مردوں کا رُوپ دھارنا چاہتی ہیں۔''

تشریح: یہاں جُزوی اور عام معاملات میں تشبّہ کو ممنوع نہیں قرار دیا جارہا ہے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ مرد یا عورتیں اپنا حُلیہ اس طرح نہ بگاڑ لیں کہ ان کے درمیان بظاہر امتیاز نہ کیا جاسکے۔

گفتگو میں تصنّع اور بناوٹ

۱۸۴۔ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا، وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَسَاوِیْکُمْ اَخْلَاقًا نِالثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَیْھِقُوْنَ.

(البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ ص ۴۱۰)

''(بروایت ابو ثعلبہ خشنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب تم میں سے وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہتر ہیں، اور مجھ سے زیادہ دُور اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں بُرے ہیں۔ جن کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔ جو منہ پھلا پھلا کر تکلف سے باتیں بناتے ہیں، متکبر ہیں۔''

تشریح: بداخلاق لوگوں کی جہاں اور بہت سی نشانیاں ہیں وہاں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ باتیں بنانے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اپنی چرب زبانی سے جھوٹ کو سچ بنادینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔

جھوٹا تکلّف

۱۸۵۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ زَفَفْنَآ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

QU

وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهٖ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ اَخْرَجَ عُسًّا مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهٗ امْرَأَتَهٗ فَقَالَتْ لَآ اَشْتَهِيْهِ فَقَالَ لَاتَجْمَعِیْ جُوْعًا وَّكِذْبًا. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۱۴۷)

"(بروایت اسماءؓ بنت عمیس) کہتی ہیں کہ ہم نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک کو دولھن بنا کر آپؐ کے پاس بھیجا، جب ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے دُودھ کا پیالہ نکالا۔ پہلے آپؐ نے خود نوش فرمایا، پھر آپؐ نے اپنی دولھن کو پیش کیا۔ اُس نے کہا: "مجھے خواہش نہیں ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔"

تشریح: عام طور پر یہ بھی ایک فیشن ہو گیا ہے کہ جب کسی عزیز یا دوست کی طرف سے کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کی جاتی ہے تو بھوک اور خواہش کے باوجود محض تکلف کے طور پر یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا جاتا ہے کہ "اس وقت بھوک نہیں ہے۔" مذکورہ بالا روایت میں اسی قسم کے پُر تکلّف جھوٹ سے روکا گیا ہے۔

فضول مشاغل میں انہماک

۱۸۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى ثُمَّ يَتَغَنّٰى وَيَدَعُ اَنْ يَّقْرَءَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ.
(المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۲۷)

"ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر گانے میں مشغول ہو جائے اور سورہ بقرہ پڑھنے سے گریز کرے۔"

تشریح: یعنی موسیقی اور گانا بجانا شیطانی کام ہے۔ اگر کسی کو کچھ پڑھنا ہی ہے تو قرآن جیسی کتاب میں کیوں نہ وقت صَرف کرے۔ اس حدیث میں سورہ بقرہ کا ذکر خاص طور پر بظاہر اس لیے کیا گیا ہے کہ گانے بجانے سے نفاق کی آلائش انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ گانا نفاق پیدا کرتا ہے، اور سورۂ بقرہ میں پوری تفصیل کے ساتھ نفاق کی مذمت اور اس کا علاج بیان ہوا ہے۔

اِسراف وتکلف

۱۸۷۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ

QU

وَفِرَاشٌ لِامْرَاتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

''(بروایت جابرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(گھر میں) بستر ایک مرد (صاحب خانہ) کے لیے ہوتا ہے، ایک بستر اُس کی بیوی کے لیے ہوتا ہے، اور تیسرا مہمان کے لیے، اور چوتھا شیطان کے لیے۔''

تشریح: ایک مسلمان کے گھر میں فرنیچر، سامان بقدرِ ضرورت ہونا چاہیے۔ تکلف اور ٹھاٹ باٹ کی غرض سے فرنیچر اور گھر کے سامان کی بہتات شیطانی طرزِ عمل ہے جو خدا کو انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

اس روایت میں بستروں کی متعین تعداد پر زور دینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس ذہنیت پر ضرب لگانا مطلوب ہے جس سے عیش پسندانہ اور مُسرفانہ زندگی وجود میں آتی ہے۔

۱۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّاءُ فَقَالَ مَاهٰذَا السَّرَفُ يَاسَعْدُ قَالَ اَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ. (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب سنن الوضوء ص ۳۹)

''(بروایت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) سعدؓ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے سعدؓ! یہ کیا فضول خرچی کر رہے ہو؟'' سعدؓ نے کہا: کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں، خواہ تم بہتے دریا کے کنارے کیوں نہ بیٹھے ہو۔''

تشریح: اس قسم کے اندازِ بیان سے مُسرفانہ ذہنیت پر بند باندھنا مقصود ہے، بعض حالات میں اِسراف مضراثرات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس قسم کے عمل سے پرہیز ہی کرنا چاہیے ورنہ اندیشہ ہے کہ اِسراف کی یہ عادت دوسرے مواقع پر دُنیا وآخرت میں خسارے کا باعث بنے۔

پھر یہاں یہ پہلو بھی واضح رہے کہ اِسراف نہ صرف یہ کہ دُنیاوی معاملات میں ممنوع ہے بلکہ عبادات کی ادائیگی میں بھی ایسا کرنا معصیت ہے۔

۱۸۹۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا. (مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

QU

”(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کو نظر (رحمت) سے نہ دیکھے گا جو اپنا ازار (تہ بند، لنگی) متکبرانہ انداز میں زمین پر لٹکاتے ہوئے چلتا ہے۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ کو فخر و نمائش اور کبر و غرور قطعاً ناپسند ہے۔ اسی لیے اسلام میں ان تمام اعمال وحرکات پر پابندی لگادی گئی ہے جو کبروغرور کے اظہار کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

اِسراف وتعیش

۱۹۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَآءِ ذَھَبٍ اَوْفِضَّةٍ اَوْاِنَآءٍ فِیْہِ شَیْ ءٌ مِّنْ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ.

(رواہ الدارقطنی۔مشکوٰۃ۔باب الاشربہ)

”(بروایت عبداللہ بن عمرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سونے چاندی کے برتن میں یا ایسے برتین میں جس میں ان دونوں میں سے کسی کی ملاوٹ ہو، پانی پیا تو وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے ڈال رہا ہے۔“

توضیح: منشا یہ ہے کہ اسلام عجمی تکلفات اور سرمایہ دارانہ مظاہر سے مسلم سوسائٹی کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔

حدیث میں صرف پینے کا ذکر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے کھانے پینے اور برتنے کی وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن سے امیرانہ ٹھاٹ باٹ کا مظاہرہ ہو۔

مایوسی اور پست ہمتی

۱۹۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَاکَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ. (بخاری۔مشکوٰۃ۔باب تمنی الموت)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دکھ تکلیف کے پہنچنے پر تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے (ہاں) اگر بہت ہی ناگزیر صورتِ حال پیش آجائے تو اُسے یہ کہنا چاہیے: اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو، اور

QU

مجھے وفات دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہو۔''

توضیح: اسلام میں خودکشی تو کیا موت کی تمنّا کرنا بھی جائز نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اَن گنت نعمتوں میں سے زندگی بھی ایک بڑی نعمت ہے اب اس نعمت کے ختم ہونے اور چھن جانے کی آرزو کرنا درحقیقت کفرانِ نعمت (نعمت کی ناقدری) کے ہم معنی ہے۔اس لیے اس کا معصیت ہونا ظاہر ہے۔

وہمی مزاج

۱۹۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَیْئًا فَاَشْكَلَ عَلَیْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَیْ ءٌ اَمْ لَا فَلَا یَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْیَجِدَ رِیْحًا. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب مایوجب الوضوء۔ص۳۲)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ (گڑ بڑ) محسوس کرے اور معاملہ مشتبہ ہو جائے کہ آیا ریح (ہوا) خارج ہوئی یا نہیں تو مسجد (نماز کی جگہ) سے نہ نکلے تاوقتیکہ آواز سُنے یا بُو محسوس کرے۔''

یعنی محض شک اور وہم کی بِنا پر نماز توڑنا جائز نہیں جب تک کہ یقینی صورت پیدا نہ ہو جائے۔

............☆☆☆............

QU

پاکیزہ زِندگی

QU

فہم ودانائی

۱۹۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُكُمْ اِسْلَامًا اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا اِذَا فَقُهُوْا. (الادب المفرد۔ باب حسن الخلق اذا فقھو۔ص ۴۴)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابُو القاسم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے اسلام میں بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں جب کہ وہ (دین میں) سمجھ رکھتے ہوں۔''

۱۹۴۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُم، لِيَلِنِیْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

(صحیح مسلم۔مشکوۃ۔باب الامامہ۔ص ۹۰)

''حضرت ابُو سعید انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت (صفیں سیدھی کرنے کے لیے) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''برابر ہوجاؤ (صف بندی میں) انتشار واختلاف نہ پیدا کرو، ورنہ تمھارے دلوں میں بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔ تم میں سے جو عقل وفہم والے ہیں وہ مجھ سے قریب رہیں، پھر جواُن سے قریب ہیں، پھر جواُن سے قریب ہیں۔''

یعنی عقل وفہم اور دینی شعور کے لحاظ سے جو لوگ ممتاز ہوں انھیں نماز میں امام سے قریب ہونا چاہیے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ لوگوں کی صف بندی کی جائے۔

۱۹۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ. (مشکوٰۃ۔باب الحذر۔ص ۴۲۲)

''حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ،

QU
زکوٰۃ، حج وعمرہ اور دوسری تمام نیکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''انسان یہ سب کچھ کرتا ہے مگر قیامت کے دن عقل وفہم کے مطابق ہی اُسے بدلہ ملے گا۔''

تشریح: انسان جس قدر شعور اور عقل وفہم کے ساتھ مراسمِ عبادت ادا کرے گا، اُسی قدر وہ عبادت کے اصل مقصد سے باخبر رہے گا اُسے وہ لذت حاصل ہوگی جو اللہ کے نیک بندوں کو اس موقع پر فی الحقیقت فرحت ومسرّت سے ہم کنار کردیتی ہے۔

اس مضمون کی تائید ذیل کی آیت سے ہوتی ہے:

اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا. (الفرقان ۷۳)

''یعنی رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب انھیں رب کی آیتوں کی یاددہانی کرائی جاتی ہے تو وہ ان پر اندھے بہرے ہوکر نہیں گرتے، یعنی عقل وفہم سے کام لیتے ہیں اور سوچے سمجھے بغیر محض تقلیدی خوش اعتقادی کی بِنا پر کسی حکم کی پیروی نہیں کرتے۔''

عقل وتجربہ

۱۹۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ ص ۴۲۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔''

تشریح: مومن اتنا ہوشیار اور چوکنّا رہتا ہے کہ اگر کبھی ایک بار دھوکا کھا بھی جاتا ہے تو دوبارہ کسی کے فریب میں نہیں آتا۔

لیکن چوں کہ وُہ خدا کے خوف سے صرف حلال کمائی پر خواہ وہ کتنی قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو قناعت کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں حرام مال کا انبار بھی لگا ہو تو اس کی نگاہ نہیں اٹھتی، دنیا دار اسے بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اسی بِنا پر بعض روایات میں مومن کو غِرٌّ کَرِیْمٌ (شریف سادہ لوح) اور منافق کو خَبٌّ لَئِیْمٌ (دھوکے باز کمینہ) کہا گیا ہے اور یہی معنٰی ہیں اس روایت کے جس میں آتا ہے:

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ بُلْهٌ. (بلاشبہ جنت والے سادہ لوح ہوتے ہیں)۔

QU

۱۹۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوْعُثْرَةٍ وَلَاحَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ۔ (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الحذر۔ ص ۴۲۱)

''ابُو سعید خُدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحبِ حِلم (بُردبار) وہی ہے جسے لغزشوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے اور حکیم ودانا وہی ہے جو تجربہ بھی رکھتا ہے۔''

طہارت ونظافت

۱۹۸۔ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الطہارۃ۔ ص ۳۰)

''ابُو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت وپاکیزگی ایمان کا نصف حصہ ہے۔''

تشریح: اسلام صرف روحانی اور اخلاقی طہارت و پاکیزگی ہی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ظاہری صفائی، پاکیزگی اور سلیقہ شعاری کی بھی تاکید کی ہے۔

اس بنا پر اس روایت میں ظاہری طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

۱۹۹۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْیُمْنٰی لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَکَانَتْ یَدُهُ الْیُسْرٰی لِخَلَآئِهٖ وَمَا کَانَ مِنْ اَذًا۔

(رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلا۔ ص ۳۴)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دایاں ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لیے استعمال فرماتے اور بائیں ہاتھ سے استنجا جیسے کاموں کو انجام دیتے۔''

تشریح: مَا کَانَ مِنْ اَذًا کا مطلب یہ ہے کہ ناک کا فضلہ اور اس قسم کے دوسرے مواقع پر آپؐ بائیں ہاتھ سے کام لیتے تھے اور اس کے برعکس پاکیزہ امور دائیں ہاتھ سے انجام پاتے تھے۔

۲۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ اَوْیَتَوَضَّأُ فِیْهِ۔

(رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلا۔ ص ۳۵)

QU

”(بروایت عبداللہؓ بن مغفل) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص غسل خانے میں پیشاب بھی کرے اور پھر وہیں غسل اور وضو میں مشغول ہو جائے۔“

تشریح: یعنی پیشاب کے لیے الگ جگہ ہونی چاہیے اور غسل کے لیے الگ۔ ورنہ اس بارے میں اگر بے احتیاطی برتی جائے تو طہارت و پاکیزگی کا معاملہ مشتبہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

۲۰۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبُوْلَ فَاَتٰى دَمْثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ. (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء۔ ص ۳۴)

”ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن مَیں رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ تھا۔ آپؐ کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ آپؐ ایک دیوار کی جڑ میں نرم جگہ پر پہنچے اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو نرم جگہ تلاش کر لے۔“

۲۰۲۔ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ رَاٰنِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَآئِمًا، فَقَالَ يَاعُمَرُ لَا تَبُلْ قَآئِمًا فَمَابُلْتُ قَآئِمًا بَعْدُ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء۔ ص ۳۵)

”حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: ”اے عمرؓ! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔“ اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی بھی پیشاب نہیں کیا۔“

تشریح: کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے، ویسے عام حالات میں مذکورہ بالا حکم کی پابندی لازمی ہے۔

۲۰۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ مِّثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ اُعَلِّمُكُمْ اِذَآ اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَاَمَرَ بِثَلٰثَةِ اَحْجُرٍ وَّنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَنَهٰى اَنْ يَّسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ.

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء۔ ص ۳۴)

”حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَیں

QU

تمھارے لیے ایسا ہی (شفیق) ہوں جیسے باپ اپنی اولاد کے لیے۔ میں تعلیم دیتا ہوں، جب تم میں سے کوئی رفع حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ۔'' آپؐ نے تین پتھروں سے استنجا کرنے کی تاکید کی اور لید، ہڈی سے منع فرمایا۔ نیز آپؐ نے اس بات سے روکا کہ انسان دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔''

تشریح:

(۱) قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کے بارے میں فقہا اور ائمہ دین میں اختلاف ہے۔
دلائل کے لحاظ سے امام شافعیؒ کا مسلک قوی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہ حکم کھلی فضا (جنگل) کے لیے ہے۔ آبادی میں یہ پابندی نہیں ہے۔

(۲) استنجا کی تین شکلیں ہیں۔
(الف) تین پتھر یا ڈھیلے استعمال کیے جائیں۔
(ب) پانی سے استنجا کیا جائے۔
(ج) مذکورہ بالا دونوں طریقوں کو جمع کر دیا جائے۔

۲۰۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاصَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَاهُوَيُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الجماعۃ۔ ص ۸۸)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سُنا: ''کھانا سامنے آ گیا ہو تو پھر نماز نہیں ہے اور نہ اس حال میں کہ جب اسے پیشاب پاخانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو۔''

تشریح:

(۱) بھوک لگ رہی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانے سے فارغ ہو لینا چاہیے تاکہ بعد میں پوری یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ نماز ادا کی جا سکے۔
ہاں اگر کھانے کی خواہش زیادہ نہ ہو تو نماز کا پہلے ادا کر لینا بہتر ہے۔

(۲) حوائجِ ضروریہ کو روک کر نماز پڑھنا تو کسی شکل میں بھی مناسب نہیں ہے۔

QU

۲۰۵۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَۃَ اَلْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَالظِّلِ (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء۔ ص ۴۵)

’’(بروایت معاذؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تین لعنت کے مقامات سے پرہیز کرو: (۱) دریاؤں کے گھاٹ۔ (۲) عام راستہ۔ (۳) سایہ کی جگہیں۔‘‘

تشریح:

یعنی ان تینوں مقامات پر رفع حاجت کرنے سے انسان خدا کے ہاں لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اس حکم میں حکمت کے دو پہلو معلوم ہوتے ہیں:

(۱) اس قسم کی بدتمیزی سے ذوقِ طہارت گھن کرتا ہے۔

(۲) ایسے مقامات جہاں عام پبلک کی آمد و رفت رہتی ہو، رفع حاجت کے لیے بیٹھ جانا بے شرمی بھی ہے اور انتہائی خود غرضی کا ثبوت بھی۔

۲۰۶۔ عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ یَعْنِی الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَقَالَ مَنْ اَکَلَھُمَا فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ کُنْتُمْ لَابُدَّ اٰکِلِیْھِمَا فَاَمِیْتُوْھُمَا طَبْخًا. (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب المساجد۔ ص ۶۲)

’’معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں لہسن اور پیاز سے منع فرمایا ہے۔

آپؐ کا ارشاد ہے: ’’جو انھیں کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔‘‘ پھر آپؐ نے فرمایا: ’’اگر ان کا کھانا ناگزیر ہو تو ان کی بُو کو پکا کر ختم کر دینا چاہیے۔‘‘

تشریح: اسلام میں نفاست و طہارت اور اجتماعی آداب کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے کہ ایسی اشیا جن کی بُو عام طور پر ناگوار ہوتی ہے انھیں کھا کر مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس حکم سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جن اشیا کی بُو ناگوار حد تک ناپسندیدہ ہو ان کے کھانے اور استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲) مجالس اور اجتماعی مواقع پر اس معاملہ میں اپنے ساتھیوں کا بھی لحاظ ہونا چاہیے۔

QU

آدابِ طعام

۲۰۷۔ عَنْ عَمْرِو ابْنِ اَبِیْ سَلِمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِی حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الاطعمہ)

''عمرو بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں زیرِ تربیت (پرورش) تھا، (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں چکر کھایا کرتا تھا، آپؐ نے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔''......یعنی پلیٹ کا جو کنارا تمھارے سامنے ہے وہیں سے کھاؤ، ساری پلیٹ میں ہاتھ کو نہ گھماؤ۔''

تشریح: عمرو بن ابی سلمہ کی یہ حرکت بظاہر ایک معمولی بات تھی لیکن اس کے باوجود آپؐ نے اسے نصیحت کی اور کھانے کے ضروری آداب بتلائے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی والدین یا سرپرستوں کو اولاد کی تربیت کا کتنا خیال رکھنا چاہیے۔

واضح رہے کہ عمرو بن سلمہؓ آپؐ کے ربیب تھے۔ یعنی اُمّ المومنین اُمِّ سلمہؓ کے پہلے شوہر ابُو سلمہؓ کے لڑکے تھے۔ آپؐ اولاد کی طرح ان کی تربیت کا خیال رکھتے تھے۔

۲۰۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الاطعمہ)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کھانے پر نکتہ چینی نہیں کی، اگر خواہش ہوئی تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔''

یعنی اصل چیز تو خوردن برائے زیستن ہے نہ کہ زیستن برائے خوردن۔ اس لیے جس کے سامنے اعلیٰ مقصد ہو وہ نہ کھانے پینے کی چیزوں میں مین میکھ نکالتا ہے اور نہ بات بات پر گھر والوں کو ٹوکنے اور اُن سے اُلجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۰۹۔ عَنْ وَحْشِیِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی

QU

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَأْکُلُ وَلَانَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّکُمْ تَفْتَرِقُوْنَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ.

(ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الضیافۃ)

''وحشیؒ بن حرب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے (وحشی) کے دادا سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کھاتے ہیں، سیری نہیں ہوتی۔ آں حضورؐ نے فرمایا: ''شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو۔'' صحابہؓ نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''مل کر کھانا کھاؤ اور اللہ کے نام کا ذکر بھی کرو، تمھارے کھانے میں برکت ہوگی۔''

تشریح: الگ الگ کھانا شرعاً جائز ہے، لیکن اجتماعی شکل زیادہ پسندیدہ ہے اور موجبِ خیر و برکت ہے۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب کھانے کے معاملہ میں اجتماعی رنگ اتنا مؤثر ہوسکتا ہے، تو اگر پوری زندگی ہی اجتماعی رنگ میں رنگ جائے تو اس کے ثمرات و نتائج کتنے دُور رس ہوں گے اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

۲۱۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَّمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ شَیْ ءٌ فَلَا یَلُوْ مَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الاطعمہ)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو وہ اُسے دھوئے بغیر سو گیا اور اُسے کوئی نقصان پہنچا تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

یعنی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو لینا ضروری ہے خصوصاً جب کہ ہاتھ کو چکنائی لگی ہوئی ہو۔

متانت اور شائستگی

۲۱۱۔ عَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَکٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَۃَ عَنْ قِرَآۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھِیَ تَنْعَتُ قِرَآءَ ۃً مُّفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ کتاب فضائل القرآن)

''یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے آں حضور صلی اللہ علیہ

QU
وسلم کی قرأت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت اُمِّ سلمہؓ نے حرف حرف الگ کر کے پڑھتے ہوئے بتایا۔'' گویا آپؐ کے صاف صاف اور حرف بہ حرف صحیح پڑھنے کی توصیف کی۔

یعنی آپؐ کی قرأت میں متانت، وقار اور ٹھہراؤ تھا، جلد بازی اور گھبراہٹ نہ تھی۔

جمالِ صوت

۲۱۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ. (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ کتاب فضائل القرآن)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تشریح: بلا تکلف قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا پسندیدہ ہے لیکن تکلف یا بد آوازی سے قرآن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

گفتگو میں متانت

۲۱۳۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَكُنْ یَّسْرُدِ الْحَدِیْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَّوْعَدَّهُ الْعَآدُّ لَاَحْصَاهُ.

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح (تیزی سے) باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ آپؐ بات اس طرح کیا کرتے کہ اگر گننے والا گنے تو اُسے شمار کر سکے۔''

طہارتِ زباں

۲۱۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِیْنُهٗ.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فُحش گوئی،

QU

لعن طعن اور سبّ وشتم سے پاک تھی۔ ناراضی اور عتاب کے موقع پر آپؐ فرمایا کرتے: ''اُسے کیا ہوگیا ہے، اُس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''

فیشن کی اصلاح

۲۱۵۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ رَجُلًا ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ لِمَ یُشَوِّہُ اَحَدُکُمْ نَفْسَہٗ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْہُ۔ (المعجم الصغیر۔ للطبرانی۔ ص۲۲۳)

''جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پراگندہ سر شخص کو دیکھا، آپؐ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک اپنے آپ کو بدنما کیوں بناتا ہے؟'' پھر آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ بال ترشوالے۔''

خوش مزاجی

۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَارَأَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

''عبداللہؓ بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

تشریح: آں حضرت ﷺ کے مزاج میں نہ تو تقشّف (انتہائی خشکی) تھا، اور نہ ایسی خوش طبعی کہ ذرا ذرا سی بات پر فضا قہقہوں سے گونج اُٹھے، بلکہ اس بارے میں آپؐ کا طرزِ عمل معتدل تھا۔

قہقہہ بازی سے پرہیز

۲۱۷۔ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ مَارَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ وَاِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔ (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب فی اخلاق النبیؐ)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے حلق کا کوا تک نظر آجائے۔ آپؐ صرف مسکراتے تھے۔''

QU

آدابِ سفر

۲۱۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰی نَهْمَتَهٗ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰٓی اَهْلِهٖ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

"(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، جو تمھیں کھانے پینے اور آرام لینے سے روکے رکھتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اپنی ضرورت پُوری کرلے تو اُسے اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹنے میں جلدی کرنی چاہیے۔"

معاشرت

۲۱۹۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَیْبَةَ فَلَا یَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَیْلًا. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک طویل عرصہ تک گھر سے غیر حاضر رہے تو گھر والوں کے پاس اس کی واپسی رات کو نہ ہو۔"

اس حدیث پر عمل کرنا اُس وقت ضروری ہوگا جب ایک شخص طویل عرصہ گزارنے کے بعد پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک گھر واپس آرہا ہو۔ لیکن اگر وہ پہلے سے اطلاع دے چکا ہے تو حدیث کا اصل منشا پورا ہوگیا۔ وہ جب چاہے حسبِ سہولت گھر پہنچ سکتا ہے۔

۲۲۰۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

"کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت ہی تشریف لاتے۔ جب آپؐ آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے"

سفر خصوصاً طویل سفر سے صحیح سالم واپسی پر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنا شکر گزاری کا بہترین اور مؤثر طریقہ ہے۔

QU

احتیاطی تدابیر

۲۲۱۔ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰی اَبْخَارٍ فَوَقَعَ مِنْهُ، وَمَنْ رَّكِبَ الْبَحْرَحِيْنَ يُرْتَجُّ فَهَلَكَ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ.

(الادب المفرد، باب من بات علی سطح لیس لہ سترۃ، ص ۱۷۴)

''ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چھت کی منڈیر پر سویا اور پھر نیچے آگرا، تو اس کی ذمّہ داری کسی پر نہیں ہے۔ اسی طرح جس نے طوفان کے وقت سمندر کا سفر کیا تو اس کی ذمّہ داری کسی پر نہیں۔ (یعنی اس قسم کی بے احتیاطی کرنے والا خود اپنے عمل کا ذمّہ دار ہے۔)''

تشریح: زندگی بھی خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اسے غفلت یا بے احتیاطی سے ضائع کر دینا یا اسے نقصان پہنچانا کسی مومن کے لیے جائز نہیں ہے۔

۲۲۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ. (ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب الخلاء۔ ص ۴۵)

''عبداللّٰہؓ بن سَرجِس کہتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم میں سے کوئی (جانوروں کے) بِل میں پیشاب نہ کرے۔''

سونے کے آداب

۲۲۳۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّبِرَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ مُنْبَطِحًا لِّوَجْهِهٖ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ قُمْ نَوْمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ.

(الادب المفرد۔ باب الضجعۃ علی وجہہ۔ ص ۱۷۴)

''ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مسجد میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو منہ کے بل اوندھا لیٹا ہوا تھا، آپؐ نے اُسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ''اُٹھ کھڑے ہو، یہ جہنمی لیٹنا ہے۔''

QU

حفظانِ صحت

۲۲۴۔ عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ اَنَّہٗ جَآءَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَامَ فِی الشَّمْسِ فَاَمَرَہٗ فَتَحَوَّلَ اِلَی الظِّلِّ. (الادب المفرد، باب لاتحبس علی حرف الشمس، ص۱۷۲)

''ابُو قیسؓ سے روایت ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ ابُو قیسؓ دھوپ میں کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے حکم دیا کہ وہ سایہ کی طرف ہٹ جائیں۔''

اس روایت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ امّت سے آپؐ کی مَحبّت وشفقت کا کیا حال تھا؟ معمولی سے معمولی باتوں میں بھی آپؐ یہ خیال رکھتے تھے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔

چلنے پھرنے کے آداب

۲۲۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمْشِ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَۃٍ لِیُحْفِھِمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیُنْعِلْھُمَا جَمِیْعًا.

(بخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب النعال)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک جُوتے میں نہ چلے، دونوں کو پہن لے یا دونوں کو اُتار دے۔''

............☆☆☆............

QU

صالح مُعاشرہ

QU

والدین کے حقوق

۲۲۶۔ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ بَعْدَ مَوْتِھِمَآ اَبَرُّھُمَا؟ قَالَ نَعَمْ خِصَالٌ اَرْبَعٌ نِالدُّعَآءُ لَھُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ رَحِمَ لَکَ مِنْ قَبْلِھِمَا. (الادب المفرد۔ص۹)

''ابواُسیدؓ سے روایت ہے کہ ہم آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک آدمی نے دریافت کیا: والدین کی وفات کے بعد کیا اُن سے بھلائی کرنے کی کوئی ایسی شکل باقی رہ گئی ہے جسے میں انجام دے سکوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں چار باتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) ان کے لیے دُعا و استغفار

(۲) ان کے (کیے ہوئے) عہد (وعدہ، وصیت) کو پورا کرنا۔

(۳) ان کے دوستوں اور ملنے والوں سے احترام و تعظیم سے پیش آنا۔

(۴) اور اس رشتہ کو ملانا جو اُن کی طرف (واسطہ) سے تمھارے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔''

یعنی چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ جیسے رشتوں کا پورا پورا لحاظ رکھنا۔

۲۲۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَآءَ رَجُلٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُہٗ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَتَرَکَ اَبَوَیْہِ یَبْکِیَانِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَیْھِمَا وَاَضْحِکْھُمَا کَمَآ اَبْکَیْتَھُمَا. (الادب المفرد للبخاری۔ص۵)

''عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر ہجرت پر بیعت کی غرض سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا اور انھیں اسی طرح خوش کر کے آ جس طرح کہ تو اُنھیں رُلا کر آیا ہے۔''

تشریح: اگر والدین ضعیف اور اولاد کی مدد کے محتاج ہوں تو ایسی صورت میں والدین کی رفاقت اور ان کی خدمت ہجرت جیسے افضل عمل سے بھی بہتر ہے۔

۲۲۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنِ عُبَادَۃَ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰٓی اُمِّہٖ فَتُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ فَاَفْتَاہُ اَنْ یَقْضِیَہٗ عَنْھَا. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب فی النذر)

QU

''عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے بارے میں دریافت کیا جو ان کی ماں نے مانی ہوئی تھی، وہ اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ان کی طرف سے نذر پوری کردو۔''

صِلۂ رحمی

۲۲۹۔ عَنْ بَكَّارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذُنُوْبٍ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا الْبَغْىَ وَعَقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ اَوْقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ يُعَجَّلُ لِصَاحِبِهَا فِى الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَوْتِ. (الادب المفرد۔ باب البغی۔ ص ۸۷)

''(بروایت بکار عن ابیہ عن جدہٖ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہتا ہے (سزا کے واسطے) قیامت تک کے لیے مؤخر کردیتا ہے۔ ہاں تین قسم کے گناہ ایسے ہیں جن کی سزا انسان کو موت سے قبل ہی بھگتنا پڑتی ہے: (۱) بغاوت، سرکشی، (۲) والدین کی نافرمانی۔ (۳) قطع رحم۔''

شوہر کی اطاعت

۲۳۰۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَصُوْمُ اِمْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا. (ابُوداؤد)

''(بروایت ابُو سعیدؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔''

تشریح: اس حدیث میں نفلی روزہ مراد ہے۔

فرض روزہ تو عورت کو اپنے شوہر کی مرضی کے علی الرغم بھی رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِىْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

''خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔''

لیکن نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھا جاسکتا۔

QU

نیک بیوی

۲۳۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے نکاح چار چیزوں کے لیے کیا جاتا ہے: (۱) مال۔ (۲) حسن و جمال۔ (۳) خاندانی شرف۔ (۴) دین۔'' آپؐ نے فرمایا ''دین والی کو اختیار کرو، تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (یعنی خوش وخرم رہو)''

۲۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''دنیا ساری کی ساری متاع (فائدہ اٹھانے کا سامان) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک کردار خاتون ہے۔''

تشریح: یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی متقی اور پارسا کیوں نہ ہو اگر اس کی بیوی نیک سیرت نہیں ہے تو وہ کبھی بھی اس دُنیا میں سکون واطمینان سے ہم کنار نہیں ہوسکتا۔

صالح رشتہ کی اہمیت

۲۳۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَّنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ وَّفَسَادٌ عَرِیْضٌ.

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق کو تم پسند رکھتے ہو تو اس سے شادی کردو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو فتنہ وفساد برپا ہوگا۔''

تشریح: برادری اور رسم ورواج کی پابندیوں کی بِنا پر موزوں رشتے کو رَد کردینا یا ٹالتے رہنا، زیادہ تر سوسائٹی میں شدید فتنہ کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لیے حدیث میں اسے فسادِ عریض سے تعبیر کیا گیا ہے۔

QU

حُسنِ معاشرت

۲۳۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَفْرَکُ مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنَةً اِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۷۲)

''حضرت ابُو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مومن مرد (شوہر) مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اُس کی ایک عادت اُسے ناپسند ہے (تو ہوسکتا ہے کہ) اس کی کوئی دوسری خصلت اسے پسند آ جائے۔''

تشریح: یہ ناممکن ہے کہ عورت ہر لحاظ سے بے عیب ہو، اگر اس میں کوئی خامی یا کمزوری موجود ہے تو اس میں بعض اچھے پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ایک مومن کے سامنے تصویر کے دونوں رُخ ہونے چاہییں۔

حُسنِ معاشرت کی اہمیت

۲۳۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَّأَ الْاِنْسَانَ اِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ.

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الدعوات۔ ص۲۰۷)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب کسی کو شادی کرنے پر مبارک باد دیتے تو فرماتے: ''اللّٰہ تعالیٰ تجھے برکت دے، تم دونوں پر اپنی برکتوں کی بارش نازل فرمائے اور تم دونوں کا ربط و تعلق خیر اور بھلائی کے ساتھ ہو۔''

بے تکلّف معاشرت

۲۳۶۔ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا کَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰی رِجْلَیَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِیْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْکَ السَّبْقَةِ. (ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۷۳)

QU

’’حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار وہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں، کہتی ہیں: مَیں نے آپؐ سے دَوڑ میں مقابلہ کیا، مَیں پیادہ پا آپؐ سے آگے بڑھ گئی۔ (لیکن) جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو میں نے آپؐ کے ساتھ دَوڑ لگائی تو آپؐ سبقت لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’یہ پہلی سبقت کا بدلہ ہے۔‘‘

اس روایت سے حُسنِ معاشرت کا ایک اچھا نمونہ ملتا ہے۔ مرد کو اپنے گھر والوں سے محض خشک مزاجی ہی سے پیش نہیں آنا چاہیے بلکہ بے تکلفی، خوش مزاجی کا برتاؤ بھی کرتے رہنا چاہیے۔

بیوی کی دل جوئی

۲۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۷۲)

’’حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری سہیلیاں (بھی) تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب آپؐ تشریف لاتے تو وُہ چھپ جاتیں، آپؐ انھیں (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) میرے پاس بھیجتے تاکہ وُہ میرے ساتھ کھیل سکیں۔‘‘

بیویوں میں مساوات

۲۳۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَآ اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ ص۲۷۱)

’’حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قُرعہ ڈالتے۔ ان میں سے جس کا نام نکل آتا اسے (سفر میں) ہم راہ لے جاتے۔‘‘

تشریح: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

QU

(۱) جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اُسے اُن کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ سلوک کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ سفر میں بھی کسی بیوی کو بلا وجہ ترجیح نہ دی جائے۔

(۲) نزاعی معاملات میں یا جہاں غلط الزام اور تہمت کا اندیشہ ہو قرعہ کے ذریعہ تصفیہ کی صورت نکالی جاسکتی ہے۔

(۳) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کی تربیت اور دل جوئی کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ سفر میں بھی اپنے ہم راہ لے جاتے تھے۔ یہ حُسنِ معاشرت کا بہترین نمونہ ہے۔

۲۳۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ اَلطَّلَاقُ۔ (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۷۵)

''حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلال کاموں میں اللّٰہ کو زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔''

تشریح: یہ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ طلاق کا معاملہ مُسلم معاشرہ میں کھیل کود بن کر نہ رہ جائے، یہ تو اسی صورت میں جائز ہے جب کہ باہمی اُلفت ومحبّت کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔

QU

اہل وعیال کے حقوق

۲۴۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یارسُول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''نادار اور مُفلس کی کوشش (سے جو حاصل ہو)۔'' اور پھر فرمایا: ''پہلے ان سے شروع کرو جن کے نان نفقہ کے تم ذمّہ دار ہو۔''

تشریح: اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(الف) صدقہ جو بھی اخلاص کے جذبہ سے دیا جائے خدا کے ہاں مقبولیت کا مقام رکھتا ہے۔ لیکن صدقہ کی وہ رقم جو ایک غریب مفلس مسلمان، محنت مزدوری کے بعد خرچ کرتا ہے، خدا کے ہاں افضلیت اور محبوبیت کا درجہ پاتی ہے۔

(ب) انسان پر پہلے ان لوگوں کی دیکھ بھال ضروری ہے جن کی کفالت کا بار اُس نے اُٹھایا ہوا ہے۔ عام طور پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہرت و نام وری کی غرض سے قریبی مستحق رشتہ داروں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور غیروں پر صدقات و خیرات کی بارش برسائی جاتی ہے۔

۲۴۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَحَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَاکَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب فضل الصدقہ)

''حضرت ابو ہریرہؓ اور حکیمؓ بن حزام سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی خوش حالی برقرار رہے، اور اُس پر پہلے صَرف کرو جس کے تم کفیل ہو۔''

توضیح: بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض اور ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے، لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ پہلی حدیث میں احساس کہتری کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کی بِنا پر ایک غریب آدمی یہ سوچتا ہے کہ مال داروں کے صدقات و خیرات کے مقابلہ میں اس کی حقیر رقم کیا حیثیت رکھتی ہے۔

QU

مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دل کے اخلاص کی بِنا پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ صدقات کی ظاہری مقدار کی کثرت پر۔

دوسری حدیث کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اس طرح اپنا مال نہیں لُٹانا چاہیے کہ بعد میں اُسے اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑیں۔

۲۴۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَهُ وَلَهُ بَنَاتٌ فَتَمَنّٰى مَوْتَهُنَّ فَغَضِبَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ اَنْتَ تَرْزُقُهُنَّ. (الادب المفرد، ص۱۶)

''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، اس کے ہاں کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے تمنا کی، کاش یہ سب مر جائیں۔ عبداللہ بن عمرؓ اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا: کیا ان کے رازق تم ہو؟''

۲۴۳۔ عَنْ نَبِيْطِ بْنِ شُرَيْطٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُلِدَتْ لِلرَّجُلِ ابْنَةٌ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَآئِكَةً يَّقُوْلُوْنَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ يَكْتَنِفُوْنَهَا بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيَمْسَحُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى رَأْسِهَا وَيَقُوْلُوْنَ ضَعِيْفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِيْفَةٍ، اَلْقَيِّمُ عَلَيْهَا مُعَانٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ ص۱۴)

''(بروایت نبیطؓ بن شریط) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سایہ میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ ایک ناتوان جان ہے جو ایک ناتوان کم زور جان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو اس بچی کی پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شاملِ حال رہے گی۔''

توضیح: عرب میں عام طور پر لڑکی کی پیدائش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، بلکہ بعض قبیلے تو زندہ درگور دفنا دیا کرتے تھے۔ اب بھی کتنے ایسے ہیں جو لڑکی کے پیدا ہونے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اس ذہنیت کو بدلنے کے لیے احادیث میں کثرت سے لڑکیوں کی نگاہ داشت اور تعلیم و تربیت کی ترغیب دی گئی ہے۔

QU

۲۴۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَاءَ تْنِی امْرَأَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَّمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفقہ۔ ص ۴۱۳)

’’حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر آئی اور اُس نے سوال کیا (لیکن) اُسے میرے ہاں سے صرف ایک کھجور ہی مل سکی۔ مَیں نے وہی اُسے دے دی۔ اُس نے اس کھجور کو ان دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر سے نکل کر چلی گئی۔ (اُسی وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مَیں نے آپؐ سے یہ سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ آپؐ نے فرمایا: ’’جو شخص ان لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جائے (یعنی اس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں) اور پھر وہ اُن سے اچھا سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔‘‘

اولاد سے مساویانہ سلوک

۲۴۵۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِیَّةً فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَآ اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَعْطَیْتُ ابْنِیْ مِنْ عُمْرَةَ عَطِیَّةً فَاَمَرَتْنِیْٓ اَنْ اُشْهِدَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا، قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ قَالَ فَرَجَعَ وَرَدَّ عَطِیَّتَهٗ. وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِنِّیْٓ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب العطایا)

’’نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا (اس پر) میری والدہ عمرہؓ بنت رواحہ نے (میرے والد سے) کہا: ’’جب تک آپ (اس معاملہ پر) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنا لیں گے مَیں راضی نہ ہوں گی۔‘‘ (راوی کا بیان ہے

QU

کہ) وہ (نعمان کے والد) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ کے بطن سے ہے ایک عطیہ دیا ہے۔ عمرہ نے مجھے تاکید کی ہے کہ (اس پر) آپؐ کو گواہ ٹھہرالوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم نے باقی بچوں کو بھی اسی طرح عطیہ دیا ہے؟'' (نعمان کے والد نے) جواب دیا: ''نہیں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو، اور اولاد کے درمیان انصاف کرو۔'' (راوی کا بیان ہے کہ) نعمان کے والد واپس آئے اور اپنا عطیہ انھوں نے واپس لے لیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مَیں ظلم پر گواہی نہیں دے سکتا۔''

توضیح: اولاد کا والدین پر یہ حق ہے کہ لین دین میں اولاد کے درمیان انصاف، اور مساوات کا خیال رکھیں۔ اس بارے میں ائمہ دین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا اس معاملہ میں لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان بھی مساوات رکھنی چاہیے، یا ان کے درمیان وراثت کے اصول کے مطابق عطیات کی تقسیم ہو۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک وراثت کے اُصول کے مطابق لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملنا چاہیے، لیکن صحیح یہ ہے کہ اس بارے میں کسی امتیاز کی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹا، بیٹی سب کے درمیان مساویانہ تقسیم ہوگی۔

صِلۂ رحمی

۲۴۶۔ عَنْ مَّیْمُوْنَۃَ ابْنَتِ الْحَارِثِ اَنَّھَا اَعْتَقَتْ وَلِیْدَۃً فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اَعْطَیْتِھَآ اَخْوَالَکِ کَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِکِ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب فضل الصدقہ)

''میمونہؓ بنت حارث سے روایت ہے کہ انھوں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی۔ پھر اس کا ذکر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اگر تو اپنے ماموں کو یہ لونڈی دے دیتی تو تیرے لیے بڑے اجر کا باعث ہوتا۔''

تشریح: یعنی صدقہ اپنی جگہ اچھی عبادت ہے لیکن اس صدقہ سے مستحق خویش و اقارب فائدہ اُٹھائیں تو اس طرح دوہرا ثواب ملتا ہے۔ یعنی ایک ثواب صدقہ کی بنا پر اور دوسرا صلہ رحمی کی وجہ سے۔

QU

کم زوروں سے حُسنِ سلوک

۲۴۷۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ، رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب النفقات)

"حضرت جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں، اللہ اُس کی موت کو آسان بنا دیتا ہے اور اُسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ کم زوروں سے نرمی، والدین سے مَحبّت وشفقت اور غلاموں سے حُسنِ سلوک۔"

خدمتِ خلق

۲۴۸۔ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ. (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ، باب الشفقۃ ص۲۱۷)

"حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے، تو مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال یعنی کم زوروں اور ناتوانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔"

تشریح: عبادتِ خالق کے بعد اگر کوئی عمل اسلام میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے تو وہ خدمتِ خلق ہے۔ یعنی معاشرہ کے بے سہارا اور کم زور افراد کی اعانت اور دست گیری حقیقت میں یہ بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔

۲۴۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَّمْ يَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ.
(رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

"حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفر میں قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے، جو خدمت کر کے لوگوں پر سبقت لے جائے تو کوئی شخص بھی کسی عمل کی بِنا پر اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ہاں شہید کا درجہ خدمتِ خلق کے مجاہد سے بھی اُونچا ہے۔"

QU

نیک پڑوسی

۲۵۰۔ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ سَعَادَۃِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْمَسْکَنُ الْوَاسِعُ وَالْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْکَبُ الْھَنِیۡٓءُ. (الادب المفرد۔ص۲۰)

''حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کی سعادت اور خوش بختی کی علامت تین چیزیں ہیں: (۱) کشادہ مکان۔ (۲) اچھا پڑوسی۔ (۳) موزوں سازگار سواری۔''

۲۵۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ لِیۡٓ اَنْ اَعْلَمَ اِذَآ اَحْسَنْتُ وَاِذَآ اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَکَ یَقُوْلُوْنَ قَدْاَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاءْ تَ فَقَدْ اَسَاءْ تَ. (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ، باب الشفقۃ۔ص۴۲۶)

''(بروایت عبداللہؓ بن مسعود) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ کیسے معلوم ہو کہ مَیں اچھے کام کرتا ہوں یا بُرے کاموں میں مبتلا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب تم اپنے ہم سایوں کو یہ کہتے سُنو کہ تم اچھا کام کر رہے ہو تو واقعی تم اچھا کام کر رہے ہو، اور جب تم انھیں یہ کہتے سنو کہ تم بُرا کام کر رہے ہو، تو واقعی تم بُرا کام کر رہے ہو۔''

تشریح: یہاں ہم سائے سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی نہ کسی نوعیت سے رفاقت کا تعلق رکھتا ہو، محلّہ کا پڑوسی، مکتب کا ساتھی اور سفر کا رفیق، سب کو یہ حدیث شامل ہے۔ یعنی جو لوگ قریب رہتے ہیں اور قریب سے ہر ہر عمل اور حرکت پر نگاہ رکھ سکتے ہیں، اُن کی شہادت اس بارے میں زیادہ معتبر ہو سکتی ہے بشرطیکہ گواہی دینے والوں کی خود اپنی ذہنیت، کافرانہ اور فاسقانہ تہذیب کے اثرات سے مسخ نہ ہوگئی ہو۔

QU

مہمان کا حق

۲۵۲۔ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِـاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَآئِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَمَابَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَایَحِلُّ لَہٗٓ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ.

(الادب المفرد باب لایقم عندہ حتی یحرجہ۔ص ۱۱۰)

''حضرت ابُوشُریحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تم میں سے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے، اور جو اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔ مہمان کی خاطر مدارات (کی مدّت) ایک دن ایک رات ہے، اور عام ضیافت (میزبانی) کی مدت تین دن ہے، اس کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ صدقہ ہے۔ اور (مہمان) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں اتنا ٹھہرے کہ اُسے پریشانی میں مبتلا کر دے۔''

توضیح: اس حدیث میں ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے دو تقاضے بیان کیے گئے ہیں:

(۱) زبان کی حفاظت، یعنی غیبت، بدکلامی اور فضول یاوہ گوئی سے پرہیز کرتے ہوئے اچھے مصرف میں زبان کا استعمال۔

(۲) فیاضی اور سخاوتِ نفس، اس کی ایک شکل یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر اس کے گھر میں ٹھہرنا چاہے تو بجائے انقباض اور تنگ دلی کے وسعتِ قلب کے ساتھ اس کے کھانے پینے اور قیام کا اہتمام کیا جائے۔

ساتھ ہی یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مہمان کو بھی اتنا خوددار ہونا چاہیے کہ تین دن سے زیادہ کا بوجھ اپنے میزبان پر نہ ڈالے۔

اس طرح اگر میزبان کی طرف سے فیاضی کا برتاؤ اور مہمان کی جانب سے خودداری کا اظہار ہو تو اجتماعی زندگی میں ایک خوش گوار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

QU

غلاموں اور خادموں کے حقوق

۲۵۳۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰہُ اَخَاہُ تَحْتَ یَدَیْہِ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاکُلُ وَلْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبِسُ وَلَا یُکَلِّفُہُ مِنَ الْعَمَلِ مَایَغْلِبُہُ فَاِنْ کَلَّفَہُ مَایَغْلِبُہُ فَلْیُعِنْہُ عَلَیْہِ.

(بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔باب النفقات)

”(بروایت ابُو ذرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(یہ غلام لونڈی) تمھارے بھائی ہیں جنھیں اللہ نے تمھارا دست نگر بنایا ہے، تو (یاد رہے) جس کے ماتحت لونڈی غلام ہوں اُسے چاہیے جو خود کھاتا ہے اُسی میں سے انھیں کھلائے، اور جو پہنتا ہے اُسی میں سے انھیں پہنائے اور انھیں کسی ایسے کام پر مجبور نہ کرے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ اگر ایسی ضرورت پیش آجائے تو خود بھی انھیں سہارا دے۔“

۲۵۴۔ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ الصَّلٰوۃُ اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. (الادب المفرد۔ص۲۶)

”(بروایت علیؓ بن ابی طالب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری کلمات یہ تھے: (۱)”نماز، نماز۔(۲) جو تمھارے دست نگر ہیں ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو۔“

تشریح: یعنی نماز کا خیال رکھو اور غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ اور ان پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔

اس حدیث میں نماز کی تاکید اور غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے کو یک جا بیان کیا گیا ہے۔

بظاہر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب نماز کے ذریعہ خدا کی عظمت اور اس کا خوف انسان کے دل میں سما جاتا ہے تو اُسے معاشرے کی کم زور سے کم زور مخلوق کے حقوق پر دست اندازی کی جرأت نہیں ہوسکتی۔

QU

قیدیوں سے اچھا برتاؤ

۲۵۵۔ عَنْ اَبِیْ عَزِیْزِ بْنِ عُمَیْرٍ اَخِیْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰی خَیْرًا وَّکُنْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَکَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَائَھُمْ اَوْعِشَآئَھُمْ اَکَلُوا التَّمَرَ وَاَطْعَمُوْنِیَ الْخُبْزَ بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاھُمْ.

(المعجم الصغیر للطبرانی۔ص ۸۲)

''حضرت مصعبؓ بن عمیر کے بھائی ابوعزیزؓ بن عمیر سے روایت ہے کہ مَیں جنگِ بدر کے قیدیوں میں شامل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔'' مَیں انصار کے کچھ لوگوں کے پاس تھا۔ وہ جب صبح اور شام کا کھانا نکالتے تھے تو خود کھجور کھاتے اور مجھے چپاتی کھلاتے۔ یہ ارشادِ نبویؐ کا نتیجہ تھا۔''

تشریح: اس حدیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام نے کم زوروں کے حقوق کا کتنا خیال رکھا ہے۔ نہ صرف یہ کہ مسلمان بلکہ دشمن کافر قیدی بھی ایک مسلم معاشرے میں اچھے برتاؤ کے مستحق ہیں۔

۲۵۶۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُقَدِّسُ اُمَّۃً لَّا یُؤْخَذُ لِلضَّعِیْفِ فِیْھِمْ حَقُّہٗ. (شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ۔ باب احیاالاموات۔ص ۲۵۹)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسی اُمّت کو پاکیزگی نہیں بخشتا جس کے ماحول میں ناتوانوں اور کم زوروں کو ان کا حق نہ دلوایا جائے۔''

پس منظر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مدینہ میں عبداللہؓ بن مسعود کو کچھ زمین عطا کی۔ یہ زمین انصار کے مکانات اور نخلستان کے سامنے تھی۔ بنوعبد بن زہرہ (انصار کے ایک خاندان) نے کہا: اُمِّ سعید کے بیٹے! (یعنی عبداللہؓ بن مسعود) یہاں سے ہٹ جاؤ۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''تب مجھے اللہ نے کیوں رسول بنا کر بھیجا ہے؟'' یعنی میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ کم زوروں اور زیردستوں کو توانا ؤں اور طاقت وروں کے مظالم سے نجات دلاؤں۔ لیکن اگر میرے آنے کے بعد بھی کم زوروں پر ظلم ہو اور انھیں ان کی زمینوں سے بے دخل کیا جائے تو پھر میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

QU

غُربا کی خاطر داری

۲۵۷۔ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِکُمْ۔
(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب فضل الفقرا)

''مصعب بن سعدؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ سعد نے خیال کیا کہ اُسے اپنے سے کم تر لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ (اس پر) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تمھیں ضعیفوں اور کم زوروں کی وجہ ہی سے خدا کی طرف سے مدد اور روزی میسر ہوتی ہے۔''

تشریح: یعنی معاشی یا جسمانی لحاظ سے کم زور افراد کو وہ لوگ حقیر نہ سمجھیں جنھیں خدا نے جسمانی یا مالی توانائی بخشی ہے۔

یہ خوش حالی اور توانائی درحقیقت ایک آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے خوش حال بندے نعمتوں سے مالا مال ہو کر بے آسرا کم زور انسانوں کو تو فراموش نہیں کرتے۔

اَغنیا کے اَموال میں ناداروں کے حقوق

۲۵۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ، فَجَعَلَ یَضْرِبُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ قَالَ فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰی رَاَیْنَآ اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب آداب السفر)

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں آپؐ کے ہم راہ تھے۔ اچانک ایک شخص سواری پر سوار آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا حال یہ تھا کہ کبھی دائیں طرف جاتا اور کبھی بائیں طرف مڑتا، یعنی وہ اپنی سواری کے ناکارہ ہو جانے کی وجہ سے پریشان تھا۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''جس کے پاس فالتو سواری ہو تو وہ اسے دے دے جس کے پاس سرے

QU
سے سواری ہی نہ ہو، اور جس کے پاس فالتو زادِراہ ہو تو وہ اُسے دے ڈالے جس کے پاس بالکل زادِراہ ہی نہ ہو۔" اس طرح آپؐ نے مال کی کئی قسمیں بیان فرمائیں، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ فالتو اشیا میں ہمارا کوئی حق ہی نہیں ہے۔"

تشریح: یہ جنگ کا موقع تھا۔ اس قسم کے ہنگامی حالات میں امیرِ وقت کو شرعاً یہ اجازت ہے کہ وہ زکوٰۃ کے علاوہ خوش حال لوگوں پر ٹیکس لگا سکتا ہے یا ان کی فالتو چیزیں بے سروسامان مستحقین میں تقسیم کر سکتا ہے۔

مصیبت زدہ لوگوں کی مدد

۲۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرَ طَعَامًا، فَقَدْ اَتَاهُمْ مَّا یُشْغِلُهُمْ.

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب البکا علی المیت)

"حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے انھوں نے بتایا کہ جب حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکاؤ۔ اُن پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جس نے انھیں اپنی گرفت میں لے کر (دُنیا سے) بے خبر کر دیا ہے۔"

کِبرِ سِنی کا لحاظ

۲۶۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّکُ بِمِسْوَاکٍ فَجَآءَنِیْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَآ اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاکَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِیْلَ لِیْ کَبِّرْ فَدَ فَعْتُهٗ اِلَی الْاَکْبَرِ مِنْهُمَا.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب السواک۔ ص ۴۷)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَیں نے اپنے آپ کو خواب میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔ میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے (عمر میں) بڑا تھا۔ مَیں نے ان دونوں میں سے چھوٹے کو مسواک دے دی۔ مجھ سے کہا گیا: بڑے کو دو، تو پھر مَیں نے بڑے کو مسواک دے دی۔"

QU

اجتماعی آداب

۲۶۱۔ عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ.

(رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص ۴۱۶)

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں سے ان کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق پیش آؤ۔“

تشریح: امیر ہو یا غریب، نیک ہو یا بد، چھوٹا ہو یا بڑا، قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ حُدود اللہ کے معاملہ میں ان میں سے کسی سے بھی ذرّہ برابر رعایت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن عام برتاؤ میں علم وتقویٰ اور دوسرے جائز امتیازات کا لحاظ بہرحال ضروری ہے۔

اسی بات کو اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

حقِ رفاقت وصحبت

۲۶۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِیَدِہٖ فَلَا یَدَعُھَا حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ ھُوَ یَدَعُ یَدَ النَّبِیِّ وَیَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الدعوات)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب کسی شخص کو رُخصت کرتے تو اُس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُسے نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ خود آپؐ کا ہاتھ نہ چھوڑتا۔ (رُخصت کرتے ہوئے فرماتے:) ”میں تمھارا دین، امانت اور خاتمۂ عمل خدا کے حوالے کرتا ہوں۔“

احباب سے بے تکلّفی

۲۶۳۔ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّیْخِ فَاِذَا کَانَتِ الْحَقَآئِقُ کَانُوْا ھُمُ الرِّجَالَ.

(الادب المفرد۔ باب المزاح۔ ص ۴۱)

”حضرت بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ (ہنسی مذاق کے طور پر) ایک

QU

دوسرے کی طرف تربوز پھینکا کرتے تھے۔ لیکن جب لڑنے اور مدافعت کرنے کا وقت آتا تو اس میدان کے شاہ سوار بھی صحابہؓ ہی ہوتے تھے۔“

۲۶۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ اَدْرَكْتُ السَّلَفَ اَنَّهُمْ لَيَكُوْنُوْنَ فِي الْمَنْزِلِ الْوَاحِدِ بِاَهَالِيْهِمْ فَرُبَّمَا نَزَلَ عَلٰى بَعْضِهِمُ الضَّيْفُ وَقِدْرُ اَحَدِهِمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْخُذُهَا صَاحِبُ الضَّيْفِ لِضَيْفِهٖ فَيَفْقِدُ الْقِدْرَ صَاحِبُهَا فَيَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ الْقِدْرَ فَيَقُوْلُ صَاحِبُ الضَّيْفِ نَحْنُ اَخَذْنَاهَا لِضَيْفِهَا فَيَقُوْلُ صَاحِبُ الْقِدْرِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْهَا قَالَ مُحَمَّدٌ وَّالْخُبْزُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا خَبَزُوْا.

(الادب المفرد۔ باب والیۃ بعض اہل الاسلام علی بعض ص ۱۰۹)

”محمد بن زیاد سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سلف صالحین کو دیکھا ہے کہ ان کے کئی کنبے ایک ہی منزل (مکان) میں آباد ہوتے تھے۔ بارہا ایسا ہوتا جب ان میں سے کسی کے ہاں مہمان آتا اور کسی دوسرے رفیق کے ہاں ہنڈیا چولھے پر چڑھی ہوتی تو مہمان والا ساتھی اپنے مہمان کے لیے ہنڈیا اتار کر لے جاتا (بعد میں) ہنڈیا والا ڈھونڈتا پھرتا اور (لوگوں سے) کہتا کہ ہنڈیا کون لے گیا؟ میزبان جواب دیتا کہ اپنے مہمان کے لیے ہم لے گئے تھے۔ اس وقت ہنڈیا والا کہتا: خدا تمھارے لیے اس میں برکت دے۔ محمد (راوی) کہتے ہیں: جب روٹی پکاتے تب بھی ایسی ہی صورتِ حال پیش آتی۔“

توضیح: یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ باہمی اخلاص واعتماد زیادہ ہو، ورنہ عام حالات میں اس قسم کی بے تکلفی تلخیاں بھی پیدا کردیتی ہے۔

خوش مزاجی میں اعتدال

۲۶۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَزِّقِيْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِيْنَ وَكَانُوْا يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَيَذْكُرُوْنَ اَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ فَاِذَآ اُرِيْدَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَاَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ. (الادب المفرد۔ باب الکبر۔ ص ۸۱)

QU

’’حضرت عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہ خشک مزاج تھے اور نہ مُردوں کی سی چال چلتے تھے۔ وہ اپنی مجالس میں شعر پڑھ لیا کرتے تھے اور دورِ جاہلیت کی باتوں کا بھی ذکر چھڑ جایا کرتا تھا۔ (لیکن) جب اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز ان میں سے کسی سے چاہی جاتی تو اس کی آنکھوں کی پُتلیاں گھوم جاتیں، گویا وہ مجنون ہے۔‘‘

یعنی صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ایسا معتدل مزاج پایا تھا کہ نہ تو وہ راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کی طرح بالکل خشک مزاج تھے اور نہ دنیا پرستوں کی طرح ظرافت اور قصہ بازی ان کا ہر وقت کا مشغلہ تھی بلکہ ظرافت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ دینی غیرت وحمیت سے بھی ان کے دل بھرپُور رہتے۔

کم زوروں اور ناتوانوں کی رعایت

۲۶۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ، وَالْكَبِيْرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَذَالْحَاجَةِ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَاشَآءَ. (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، باب ماجاء علی الانام۔ص۹۳)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز ادا کرے، اس لیے کہ مقتدیوں میں کم زور، بیمار، بوڑھے (ایک روایت میں ہے) اور ضرورت مند لوگ بھی ہیں، اور جب تم میں سے کوئی خود (تنہا) نماز پڑھے تو جتنا چاہے اُسے لمبا کر دے۔‘‘

توضیح: نماز میں تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ مسنون طریقہ سے زیادہ قرأت اور رکوع وسجود کو لمبا نہ کیا جائے۔ اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ ارکانِ نماز کی ادائیگی میں اتنی جلد بازی سے کام لیا جائے کہ نماز کا وقار اور سکون واطمینان ہی غارت ہو کر رہ جائے۔

۲۶۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْفِیْ صَلٰوةٍ

QU

مَّـا انْتَـظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلَوْ لَاضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسَقَمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ. (ابُو داوٗد، مشکوٰۃ۔ باب تعجیل الصلوٰۃ۔ص ۶۱)

’’حضرت ابُوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشا ادا کی۔ آپؐ (نماز کے لیے) باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ رات کا تقریباً نصف حصہ گزر گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ’’اپنی جگھوں پر بیٹھ جاؤ۔‘‘ ہم اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور اپنی خواب گاہوں میں آرام کر رہے ہیں، اور تم برابر نماز (کی حالت) میں شمار ہوگے جب تک کہ تم نماز کا انتظار کرتے رہوگے۔ اگر کم زور کی کم زوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخّر کر دیتا۔‘‘

محنت پیشہ لوگوں کی رعایت

۲۶۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّىْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَاْتِىْ فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ فَصَلّٰى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهٗ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ وَحْدَهٗ، وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهٗ نَافَقْتَ يَا فُلَانُ، قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهٗ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُعَاذٍ فَقَالَ يَامُعَاذُ أَفَتَّانٌ اَنْتَ اقْرَءْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب القراۃ فی الصلوٰۃ۔ص ۷۱)

’’حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ معاذؓ بن جبل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز اَدا کرتے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور نماز پڑھاتے۔ ایک رات انھوں نے عشا کی نماز آپؐ کے ساتھ اَدا کی، پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کی امامت کی۔ انھوں نے (نماز میں) سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک آدمی سلام پھیر کر (جماعت) سے الگ ہو گیا، اور تنہا نماز ادا کر کے (اپنے گھر) لوٹ آیا۔ لوگوں نے اس سے کہا: ارے میاں! کیا تم منافق ہو گئے؟ اس

QU

نے جواب دیا: نہیں، خدا کی قسم مَیں آں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا (اور سارا قصہ آپؐ کو بتاؤں گا)۔ (اُس نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا: یارسولؐ اللّٰہ! ہم نواضح (کھیتوں کو سیراب کرنے والی اونٹنیاں) رکھتے ہیں۔ دن کے وقت ہم کام میں مشغول رہتے ہیں۔ معاذؓ کا حال یہ ہے کہ اُنھوں نے آپؐ کے ساتھ عشا کی نماز ادا کی، پھر وہ اپنی قوم میں آئے اور سورۂ بقرہ شروع کر ڈالی۔ آں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم معاذؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے معاذؓ! کیا تم (لوگوں کو) فتنہ (آزمائش) میں ڈالنا چاہتے ہو۔ سورۂ شمس، سورۂ لیل اور سورۂ اعلیٰ (جیسی) سورتیں پڑھا کرو۔''

نادار اور بے اثر افراد کا لحاظ

۲۶۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْشَآبٌ فَفَقَدَ هَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَئَالَ عَنْهَا اَوْعَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالَ فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْآ اَمْرَهَا اَوْاَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِیْ عَلٰى قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازہ)

''(بروایت ابی ہُریرہؓ) کہتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک نوجوان مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اُسے نہ پایا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا وہ تو فوت ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے کیوں نہ اطلاع دی؟'' راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے اس کے انتقال کو ایک معمولی واقعہ سمجھتے ہوئے آپؐ کو اطلاع نہ دی۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتلاؤ۔'' لوگوں نے قبر بتلائی۔ آپؐ نے قبر پر پہنچ کر نماز جنازہ ادا کی۔''

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) عام طور پر سوسائٹی میں جو لوگ اپنے علم، مال یا پیشے کی پستی کی وجہ سے نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کا بھی بڑا خیال رکھتے اور لحاظ فرماتے تھے۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جنازے میں شریک نہیں ہو سکا ہے تو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے۔

QU

محتاجوں کی مدد

۲۷۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ کَالْقَآئِمِ لَایَفْتُرُ وَکَالصَّآئِمِ لَایُفْطِرُ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص۴۱۳)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''محتاج و نادار لوگوں کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللّٰہ کی راہ (جہاد) میں سرگرمی دکھا رہا ہے۔'' (راوی کا بیان ہے) کہ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایسا شخص اس شب زندہ دار کی طرح ہے جو نوافل کی ادائیگی سے تھکتا نہیں ہے یا اُس روزے دار کی طرح ہے جو اپنے روزوں کا تسلسل کبھی نہیں توڑتا۔''

یتیموں سے حُسنِ سُلُوک

۲۷۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّآ اَضْرِبُ یَتِیْمِیْ قَالَ مِمَّا کُنْتَ ضَارٍ بًا مِّنْهُ وَلَدَکَ غَیْرَوَاقٍ مَّالَکَ بِمَالِهٖ وَلَا مُتَاَثِّلًا مِّنْ مَّالِهٖ مَالًا.

(المعجم الصغیر للطبرانی ص۴۸)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مَیں نے دریافت کیا کہ یارسولؐ اللّٰہ! میں اپنے زیرِنگرانی یتیم کو کس صُورت میں مارسکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جس بنا پر تم اپنے بچہ کو مارتے ہو اسی بنا پر تم یتیم کے مارنے کا بھی حق رکھتے ہو۔ (لیکن تمھاری روش یہ نہ ہونی چاہیے) کہ اس کے مال کے بل بوتے پر تم اپنے مال کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرو اور نہ اس کے مال میں سے کچھ سمیٹنے اور جمع کرنے کی کوشش کرو۔''

QU

خادموں سے حُسنِ سُلوک

۲۷۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِکُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَآءَ بِهٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْیُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْیَاْکُلْ فَاِنْ کَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِیْلًا فَلْیَضَعْ فِیْ یَدِهٖ مِنْهُ اُکْلَةً اَوْ اُکْلَتَیْنِ.

(رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب النفقات)

''حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم گرمی اور دُھواں برداشت کرتے ہوئے کھانا تیار کر کے لائے، تو اس پر لازم ہے کہ وہ خادم کو بھی اپنے ہم راہ بٹھا لے اور خادم کو بھی چاہیے کہ (وہ احساسِ کم تری میں مبتلا نہ ہوتے ہوئے) کھانے میں شامل ہو جائے۔ ہاں اگر کھانا تھوڑا ہو تو (کم از کم) اس کے ہاتھ پر ایک دو لقمے ضرور ہی رکھ دے۔''

حیوانات سے برتاؤ

۲۷۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَّبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاَمَرَ بِقَرْیَةِ مِّنَ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ قَرَصَتْکَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ. (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔باب ما یحل اکلہ)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبیوں میں سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا، تو انھوں نے چیونٹیوں کی پُوری بستی کو جلا ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تمھیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا لیکن تم نے خدا کی حمد وثنا کرنے والی ایک اُمّت ہی کو جلا ڈالا۔''

توضیح: ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے آگ کا عذاب دینے سے منع فرمایا ہے۔ اس بِنا پر بعض اہلِ علم کھٹمل وغیرہ جیسے موذی جانوروں کو کھولتے ہوئے گرم پانی سے مارنے کے قائل نہیں ہیں اور اس حدیث سے جو طرزِ عمل ثابت ہوتا ہے اسے اُمّتِ محمدیہؐ کے لیے منسوخ قرار دیتے

QU

ہیں۔اس بارے میں قرینِ صواب طرزِ عمل یہ ہے کہ عام حالات میں تو ممانعت والی حدیث ہی پر کاربند ہونا چاہیے۔ہاں اگر کوئی ناگزیر صورت پیش آجائے تو مذکورہ بالا حدیث پر بھی عمل ہوسکتا ہے۔

۲۷۴۔ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ الْحَنْظَلَةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهٖ قَالَ اتَّقُوْ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً. (رواہ ابوداود،مشکوٰۃ،باب النفقات)

”(بروایت سُہیلؓ بن حنظلہ) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے اُونٹ پر سے ہوا جس کی پیٹھ پیٹ سے چپک گئی تھی۔آپؐ نے فرمایا:”ان بے زبان مویشیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو،ان پر سواری کرو جب کہ یہ سواری کے قابل ہوں اور انھیں چھوڑو جب کہ ان میں کچھ دم خم باقی رہ گیا ہو۔“

تشریح: یعنی اُن سے اتنا کام نہ لو کہ بالکل اَدھ مُوا ہی کرکے انھیں چھوڑ دو، بلکہ ایسی حالت میں فارغ کردو کہ دوبارہ بھی کام آسکیں۔

عام لوگوں پر رحم

۲۷۵۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ. (متفق علیہ۔مشکوٰۃ۔باب الشفقۃ۔ص ۴۱۳)

”جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو خود لوگوں پر رحم نہیں کھاتا۔“

............☆☆☆............

QU

اجتماعی محاسن

QU

مخلصانہ نصیحت

۲۷۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَایَخْذُلُهٗ وَلَایَكْذِبُهٗ وَلَایَظْلِمُهٗ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ مِّرْاٰةُ اَخِیْهِ فَاِنْ رَّاٰی اَذًی فَلْیُمِطْ عَنْهُ. (ترمذی۔مشکوٰۃ)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُسے بے یارو مددگار چھوڑے، نہ اُس سے جھوٹ بولے، نہ اس پر ظلم کرے۔ اور بے شک تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر وہ کوئی عیب دیکھے تو اُس سے دُور کر دے۔''

توضیح: اس روایت میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لیے بمنزلہ آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک نہایت معنی خیز تشبیہ ہے۔ اس تشبیہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان سے تعلق کی مندرجہ ذیل شکلیں سامنے آجاتی ہیں:

(۱) آئینہ چہرے کے داغ دھبے اُتنے ہی بتاتا ہے جتنے کہ فی الحقیقت پائے جاتے ہیں، نہ ان میں کمی کرتا ہے اور نہ زیادتی۔

(۲) یہ داغ دھبے بھی اُسی وقت بتاتا ہے جب کہ چہرہ سامنے ہو، اگر چہرہ سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ کی زبان بھی خموش ہو جاتی ہے۔

(۳) آج تک کہیں یہ نہیں سنا گیا کہ کسی نے آئینہ میں اپنے داغ دھبے دیکھ کر جھنجھلاہٹ اور غصہ کا اظہار کیا ہو، بلکہ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ زبانِ حال سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے بڑی احتیاط سے محفوظ جگہ رکھ دیا جاتا ہے تاکہ آیندہ ضرورت کے وقت کام آسکے۔

(۴) آئینہ داغ دھبے اس وقت بتلاتا ہے جب کہ وہ چہرے کے بالکل سامنے ہو، آئینہ اگر سر سے اونچا ہو یا نیچے کی طرف ہو تو وہ اصل مقصد کے لیے مفید نہیں ہوسکتا۔ اب تشبیہ اور استعارے کا انداز چھوڑ کر صاف لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ آئینہ کے ساتھ تشبیہ دے کر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ہمیں چار ہدایات دی ہیں:

QU

☆ کسی مسلمان کا عیب بیان کرنا ہو تو اسی قدر بیان کرو جتنا فی الواقع موجود ہے۔

☆ عیب سامنے بیان کیا جائے نہ کہ پیٹھ پیچھے۔

☆ جو ہمارا عیب بتلائے یا تنقید کرے اس سے ناراض ہونے کے بجائے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

☆ ناصح اور ناقد کو چاہیے کہ تنقید کرتے ہوئے نہ تو اپنی بڑائی اور بلندی کا اظہار ہو، اور نہ تملُّق اور چاپلوسی کا رویہ اختیار کیا جائے۔

ظلم کی روک تھام

۲۷۷۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْمَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِکَ نَصْرُکَ اِیَّاہُ. (متفق علیہ۔مشکوٰۃ۔باب الشفقۃ،ص۴۱۴)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک آدمی نے دریافت کیا: ''یارسولؐ اللہ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو مَیں اس کی مدد کرسکتا ہوں، لیکن جب کہ وہ ظالم ہو تب اس کی مدد کیسے کرسکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''تمھارا اسے ظلم سے روک دینا یہی اس کی مدد ہے۔''

مَحبّت و ہم دردی

۲۷۸۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ. (متفق علیہ۔مشکوٰۃ۔باب الشفقۃ۔ص۴۱۴)

''(بروایت ابوموسیٰ اشعریؓ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن، مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے۔ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے لیے سہارا بنتا ہے۔'' پھر آپؐ نے مثال دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ یعنی مسلمانوں کو اس طرح مل کر رہنا چاہیے کہ وہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن سکیں۔''

۲۷۹۔ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنَ اشْتَكٰی عَیْنُهٗ اِشْتَكٰی كُلُّهٗ، اِنِ اشْتَكٰی رَاْسُهٗٓ اِشْتَكٰی كُلُّهٗ۔
(مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص۴۱۴)

”(بروایت نعمانؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام مسلمان فردِ واحد کی طرح ہیں۔ اگر آنکھ دُکھتی ہے تو پورا بدن بے قرار ہو جاتا ہے۔ اگر سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چینی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔“

باہمی میل جول

۲۸۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَّلَاخَیْرَ فِیْمَنْ لَّایَاْلَفُ وَلَایُؤْلَفُ۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ۔ باب الشفقۃ۔ ص۴۱۷)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن سراپا محبّت واُلفت ہے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے اُلفت رکھتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہے۔“

حُسنِ معاملہ

۲۸۱۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْوَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ص۲۵۱)

”(بروایت ابو قتادہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا (اپنا حق) اُسے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں سے اُسے نجات دے گا۔“

۲۸۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا، اِذَا بَاعَ وَاِذِشْتَرٰی وَاِذَا قْتَضٰی۔ (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب المساہلہ، ص۲۴۳)

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اُس انسان پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔“

QU

۲۸۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ۔ (الترمذی۔مشکوٰۃ۔باب المساہلہ۔ص۲۴۳)

"(بروایت ابوسعیدؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "راست باز، امانت دار تاجر کا حشر نبیوں اور صدیقوں اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔"

تشریح: اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ دین صرف چند مراسمِ عبادات ہی کا نام نہیں ہے بلکہ معاملات میں دیانت و راست بازی بھی دین کا ایک اہم حصہ ہے، اس کے بغیر مراسمِ عبادت کی بجا آوری خدا کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔

باہمی مشورہ کی اہمیت

۲۸۴۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَانَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَاعَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔ (المعجم الصغیر۔ص۲۰۴)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہ ہوگا، جس نے (کسی اہم قدم اُٹھانے سے قبل) مشورہ کرلیا وہ ندامت و پشیمانی سے دوچار نہ ہوگا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وُہ فقر وفاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔"

مسلمان بھائی کی حمایت

۲۸۵۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَّحْمِ اَخِیْہِ بِالْمَغِیْبَۃِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(رواہ البیہقی۔مشکوٰۃ۔باب الشفقۃ۔ص۴۱۶)

"(بروایت اسمأ بنت یزید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنے مسلمان بھائی کے گوشت کی اس کی غیر حاضری میں مدافعت کی، تو اللہ پر لازم ہے کہ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے۔"

تشریح: یعنی اگر کسی مسلمان بھائی کی غیبت ہو رہی ہو تو دوسرے سننے والوں کو اس موقع پر خاموش

QU

نہیں رہنا چاہیے، بلکہ اُس مظلوم بھائی کی (جس کی غیبت کی جا رہی ہے) پوری پوری مدافعت کرنی چاہیے۔ یہاں ''لَحم اخیہ'' (اپنے بھائی کا گوشت) کا محاورہ قرآن کی اِس آیت سے لیا گیا ہے۔

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا. (پ۲٦۔سورہ الحجرات۔آیت:۱۲)

''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت تناول کرے۔''

حُسنِ ظن:

۲۸٦۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَۃِ. (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ص۴۲۱)

''(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حُسنِ ظن (خُوش گمانی) عبادت ہی کی ایک شاخ ہے۔''

تشریح: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق حُسنِ ظن کی بُنیاد پر ہونا چاہیے اور یہ حُسنِ ظن اس وقت تک قائم رہنا چاہیے جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو اس بارے میں نا اہل ثابت نہ کر دے۔

............☆☆☆............

QU

مجلسی آداب

۲۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلاثَۃً فَلَا یَتَنَاجَا اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّہٗ یُحْزِنُہٗ فِیْ ذٰلِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قُلْنَا فَاِنْ کَانُوْٓا اَرْبَعَۃً قَالَ لَایَضُرُّہٗ. (الادب المفرد۔ باب اذا کانوا اربعۃ ص ۱۷۱)

''حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین ہو تو تم میں سے دو تیسرے سے الگ ہو کر بات نہ کریں کیوں کہ اُسے یہ چیز رنج پہنچائے گی۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عرض کیا: اگر چار ہوں تو؟ آں حضور ﷺ نے فرمایا: ''تب کچھ حرج نہیں۔''

۲۸۸۔ عَنْ سَعِیْدِ نِ الْمَقْبَرِیِّ قَالَ مَرَرْتُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ وَمَعَہٗ رَجُلٌ یَّتَحَدَّثُ فَقُمْتُ اِلَیْھِمَا فَلَطَمَ فِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ اِذَا وَجَدْتَّ اثْنَیْنِ یَتَحَدَّثَانِ فَلَا تَقُمْ مَّعَھُمَا وَلَاتَجْلِسْ مَعَھُمَا حَتّٰی تَسْتَأْذِنَھُمَا فَقُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنَّمَا رَجُوْتُ اَنْ اَسْمَعَ مِنْکُمَا خَیْرًا. (الادب المفرد۔ باب اذا رای قومًا یتناجون فلا یدخل علیھم۔ ص ۱۷۱)

''سعید مقبری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میرا گزر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس سے ہوا، ان سے ایک شخص بات کر رہا تھا، میں ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ انھوں نے میرے سینے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا: جب تم دو آدمیوں کو بات کرتے ہوئے پاؤ تو نہ ان کے پاس کھڑے ہو اور نہ ان کے ساتھ بیٹھو، تاوقتیکہ تم ان سے اجازت نہ لے لو۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰنؓ! خدا آپ کو نیکی دے۔ میں نے تو صرف یہ توقّع کی تھی کہ آپ دونوں سے کوئی بھلی بات سن لوں گا۔''

۲۸۹۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا تَنَخَّعَ بَیْنَ یَدَیِ الْقَوْمِ فَلْیُوَارِ بِکَفَّیْہِ حَتّٰی تَقَعَ نُخَاعَتُہٗ اِلَی الْاَرْضِ وَاِذَا صَامَ فَلْیَدَّھِنْ لَایُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ الصَّوْمِ.

(الادب المفرد۔ باب اذا تنخع وھو مع القوم۔ ص ۸۹)

’’حضرت ابُو ہریرہؓ نے فرمایا: ’’جب مجلس میں کسی کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے تو دونوں ہتھیلیوں کی آڑ لے، یہاں تک کہ ناک کا فضلہ زمین پر گر جائے۔ اور جب کوئی روزہ رکھے تو تیل لگالے تاکہ بظاہر روزہ کا اثر معلوم نہ ہو سکے۔‘‘

گھروں میں آنے جانے کے آداب

۲۹۰۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ یَسْتَاْذِنُ الرَّجُلُ عَلٰی وَلَدِہٖ وَاُمِّہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَجُوْزًا وَّاَخِیْہِ وَاُخْتِہٖ وَاَبِیْہِ. (الادب المفرد۔ باب یستاذن علی ابیہ وولدہٖ۔ ص ۱۵۵)

’’حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ انسان کو اپنی اولاد، ماں، خواہ بوڑھی کیوں نہ ہو، بھائی، بہن، باپ (ان سب کے) گھروں میں اجازت سے داخل ہونا چاہیے۔‘‘

دوستی کے آداب

۲۹۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ. (مسند احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الحب ص ۴۱۹)

’’(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ دوستی قائم کرنے سے پہلے تمھیں دیکھ لینا چاہیے کہ تم دوستی کس سے کر رہے ہو۔‘‘

۲۹۲۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرَبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ اَنَّہٗ یُحِبُّہٗ. (رواہ ابُو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الحب۔ ص ۴۱۸)

’’(بروایت مقدامؓ بن معدیکرب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے مَحبّت رکھتا ہو، تو اسے چاہیے کہ اسے بتلادے کہ وہ اسے محبوب رکھتا ہے۔‘‘

۲۹۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَایَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الحب۔ ص ۴۱۸)

’’ابُو سعیدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

QU

ہوئے سُنا: ''صرف مومن سے رفاقت اور دوستی اختیار کرو، اور تمھارے دستر خوان پر صرف پاک باز لوگ ہی بیٹھیں۔''

توضیح: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بے ضرر قسم کے کفار و فساق سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اصل منشا یہ ہے کہ دوستانہ گہرے روابط اور راز دارانہ تعلقات صرف انھی لوگوں سے ہونے چاہییں جن کی سیرت و اخلاق پر پورا پورا اعتماد ہو۔

دوستی کے اثرات

۲۹۴۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّآ اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّآ اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّآ اَنْ یُّحَرِّقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّآ اَنْ تَجِدَمِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الحب۔ ص ۴۱۸)

''حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک عنبر اٹھانے والے اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے۔ مُشک عنبر والا یا تو تمھیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے کچھ خرید لو گے یا (کم از کم) تم اس کے ہاں خوش بُو سونگھ لو گے (لیکن) بھٹی دھونکنے والا تو تمھارے کپڑے جلا دے گا یا تم اس کے ہاں دماغ کو سڑا دینے والی بدبو پاؤ گے۔''

دوستی اور دُشمنی میں میانہ روی

۲۹۵۔ عَنْ اَسْلَمَ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَا یَکُنْ حُبُّکَ کَلَفًا وَّلَا بُغْضُکَ تَلَفًا فَقُلْتُ کَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ اِذَآ اَحْبَبْتَ کَلِفْتَ کَلَفَ الصَّبِیِّ وَاِذَآ اَبْغَضْتَ اَحْبَبْتَ لِصَاحِبِکَ التَّلَفَ. (الادب المفرد۔ ص ۱۹۱)

''اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''تمھاری محبّت جنون کی شکل نہ اختیار کرنے پائے اور تمھاری دشمنی ایذا رسانی کا باعث نہ بننے پائے۔'' میں نے کہا: ''وہ کیسے؟''

QU

آپؐ نے فرمایا: ''(وہ یہ ہے کہ) جب تم محبّت کرو تو طفلانہ حرکات کرنے لگو اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کی جان و مال تک کی تباہی اور بربادی کی آرزو کرو۔''

۲۹۶۔ عَنْ عُبَیْدِ الْکِنْدِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَّقُوْلُ اَحْبِبْ حَبِیْبَکَ ھَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ بَغِیْضَکَ یَوْمًا مَّا وَاَبْغِضْ بَغِیْضَکَ ھَوْنًا مَّاعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ حَبِیْبَکَ یَوْمًا مَّا. (الادب المفرد۔ باب احبب حبیبک۔ ص ۱۹۱)

''عُبید کندی سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت علیؓ کو سنا، فرما رہے تھے: ''اپنے دوست سے دوستی میں نرمی (میانہ روی) اختیار کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ تمھارا دشمن بن جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی کا برتاؤ کرنے میں بھی نرمی (اعتدال کی راہ) اختیار کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمھاری دوستی کا دم بھرنے لگے۔''

خوش مزاجی

۲۹۷۔ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَۃٍ عَجُوْزٍ اِنَّہٗ لَاتَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ مَالَھُنَّ وَکَانَتْ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَھَا اَمَاتَقْرَ اِیْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءًۙO فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًاۙO عُرُبًا اَتْرَابًاO (مشکوٰۃ۔ باب المزاح۔ ص ۴۰۸)

''حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ایک بُوڑھی عورت سے فرمایا کہ: ''بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' اُس نے عرض کیا کہ بُوڑھی عورتوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ یہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ: ''ہم انھیں دوبارہ پیدا کریں گے، (اس طرح کہ) وہ نوجوان ہوں گی، ہم عمر ہوں گی، اور ان کے دلوں میں اپنے شوہروں کی مَحبّت کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی۔''

تشریح: بڑھیا جنت میں داخل تو ہوگی لیکن بڑھاپے کی ناتوانیوں اور چہرے کی جھریوں کے ساتھ نہیں بلکہ جوانی کی بہار سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی اس ابدی نعمت سے سرفراز ہوگی۔

QU

۲۹۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَیْنِ ثُمَّ وَضَعَ قَدَمَیْهِ عَلٰی قَدَمَیْهِ ثُمَّ قَالَ تَرَقَّ. (الادب المفرد، باب المزاح مع الصبی۔ص۴۲)

''بروایت ابوہریرہؓ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ یا امام حسینؓ کے دونوں پاؤں اپنے دونوں قدموں پر رکھے، پھر فرمایا: ''بچے! چڑھ جا۔''

تشریح: بچوں کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آنا، زُہد وتقوٰی کے منافی نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ خوش مزاجی حد سے بڑھ جائے تو بچوں میں غلط اور خطرناک عادتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

............☆☆☆............

QU

اجتماعی مفاسد

QU

زبان کی بے احتیاطی

۲۹۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِّيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَّهُ الْجَنَّةَ. (بخاری۔مشکوٰۃ۔ص۴۱۳)

''حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھے (دو چیزوں) زبان اور عصمت کی ضمانت دے، مَیں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں گا۔''

غیر ذمّہ دارانہ گفتگو

۳۰۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب الاعتصام۔ص۲۰)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسے (بلاتحقیق) بیان کر دے۔''

۳۰۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَعَمَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِی الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَآ اَدْرِیْ مَااسْمُهٗ يُحَدِّثُ. (مسلم۔مشکوٰۃ۔ص۴۱۴)

''حضرت عبداللّٰہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ شیطان انسانی شکل بنا کر لوگوں کے پاس پہنچتا ہے اور انھیں جھوٹی افواہیں سناتا ہے۔ (اس کے بعد) لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ایسے شخص کو باتیں کرتے ہوئے سنا تھا جس کا حلیہ تو میں جانتا ہوں (لیکن) معلوم نہیں اُس کا نام کیا ہے۔''

توضیح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جھوٹی افواہیں اڑانا اور بلاتحقیق اس قسم کی افواہوں پر یقین کر لینا دونوں شیطانی کام ہیں۔

۳۰۲۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ

QU

كَذَاوَ كَذَا تَعۡنِىۡ قَصِيۡرَةً، فَقَالَ لَقَدۡ قُلۡتِ كَلِمَةً لَّوۡمُزِجَ بِهَا الۡبَحۡرُ لَمَزَجَتۡهُ.

(ترمذی۔مشکوٰۃ۔ص۴۱۴)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپؐ کو صفیہؓ کی طرف سے ایسا اور ایسا ہونا یعنی پستہ قد ہونا کافی ہے۔یعنی اس کی مذمت میں یہی بات کیا کم ہے کہ وہ ناٹے قد کی ہے۔آپؐ نے فرمایا:''تم نے ایسی بات کہ دی ہے اگر وہ سمندر میں ملادی جائے تو اس پر بھی غالب آجائے یعنی اسے بھی کڑوا کردے۔''

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) سوکنوں کے باہمی رشک کا معاملہ ایسا طبعی تقاضا ہے کہ عورت خواہ تقوٰی کی انتہائی بلندیوں پر کیوں نہ ہو کسی نہ کسی حد تک اِسے پورا کیے بغیر نہیں رہ سکتی، اس جذبہ کو بالکل فنا نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تلخیوں کو تعلیم و تربیت کے ذریعہ کم از کم کردیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر بروقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی۔

(۲) شوہر کی یہ بڑی بھاری ذمّہ داری ہے کہ وہ گھر والوں کی دینی تربیت اور اخلاقی اصلاح سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہو۔

(۳) زبان کے استعمال کے معاملہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، اس بارے میں ذرا سی بے احتیاطی دنیا وآخرت میں نہایت خطرناک نتائج سامنے لاسکتی ہے۔

خصوصاً خواتین کو تو اپنی زبان پر کڑی نگرانی رکھنی چاہیے۔عام طور پر گفتگو میں ان سے بہت زیادہ بے احتیاطی ہوجاتی ہے اور غیبت، بدگوئی کی شراب میں جب وہ مدہوش ہوتی ہیں تو نہ اپنے ان کی زبان سے محفوظ رہتے ہیں اور نہ پرائے ان کی زد سے بچ سکتے ہیں۔

فُحش کلامی

۳۰۳۔ عَنۡ عَآئِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسۡتَاۡذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائۡذَنُوۡا لَهٗ بِئۡسَ اَخُو الۡعَشِيۡرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِيۡ وَجۡهِهٖ وَانۡبَسَطَ اِلَيۡهِ فَلَمَّا انۡطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتۡ عَآئِشَةُ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ قُلۡتَ لَهٗ كَذَا

QU

وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقَتْ فِىْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَتْ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِنِىْ فَحَّاشًا، اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّتْرُكُهُ النَّاسُ اتِّقَآءَ شَرِّهٖ اَوِ اتِّقَآءَ فُحْشِهٖ. (بخاری۔ مشکوٰۃ۔ ص۴۱۲)

''(بروایت عائشہؓ) کہتی ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے گھر والوں سے کہا: ''اسے اندر آنے دو، یہ اپنے قبیلہ کا کیا ہی بُرا شخص ہے۔'' جب وہ آپؐ کے رُوبرُو آکر بیٹھا تو آپؐ بہت ہی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے اُس شخص کے بارے میں (پہلے تو) ایسا اور ایسا فرمایا، لیکن بعد میں ملاقات کے وقت آپؐ اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم نے مجھے فُحش گو کب پایا ہے؟ قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی شرارت یا فُحش کلامی کی بِنا پر کتراتے ہوں۔''

توضیح: (۱) عام طور پر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ملنا چاہیے۔ چڑ چڑا پن، بدمزاجی، اور فُحش کلامی اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے۔

(۲) اگر معاشرہ میں کوئی شخص فساد پھیلانا چاہتا ہے تو اس کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لیے اس کی غیر حاضری میں اس کی مذمت کی جاسکتی ہے۔

حلف بازی

۳۰۴۔ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِى الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب المساہلہ فی المعاملہ۔ ص۲۴۳)

''حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے اور حلف اُٹھانے سے پرہیز کرو، اس لیے کہ یہ حلف بازی (پہلے پہل) کاروبار چلادیتی ہے اور پھر (برکت کو) مٹا ڈالتی ہے۔''

تحقیر آمیز ہنسی مذاق

۳۰۵۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَرَّ رَجُلٌ مُّصَابٌ عَلٰى نِسْوَةٍ فَتَضَاحَكْنَ بِهٖ يَسْخَرْنَ

QU

فَاُصِیْبَ بَعْضُھُنَّ. (الادب المفرد۔ باب السخریہ۔ ص۱۲۹)

''(بروایت عائشہؓ) کہتی ہیں کہ ایک مصیبت زدہ شخص چند عورتوں کے پاس سے گزرا وہ اُس کا مذاق اُڑانے لگیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے ایک عورت اُسی بیماری میں مبتلا ہوگئی۔''

تشریح: غالباً اس روایت میں رَجُلٌ مَصَابٌ سے مُراد مرگی زدہ شخص ہے۔

سُوئے ظن

۳۰۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ. (مشکوٰۃ۔ ص۴۲۷)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: گمان، اٹکل اور بے بنیاد قیاس آرائیوں سے بچو، اس لیے کہ گمان بڑا جُھوٹ ہے۔''

۳۰۷۔ عَنْ بَلَالِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ کَتَبَ اِلٰی اَبِی الدَّرْدَآءِ اُکْتُبْ اِلَیَّ فُسَّاقَ دِمَشْقَ، فَقَالَ مَالِیَ وَفُسَّاقُ دِمِشْقَ وَمِنْ اَیْنَ اَعْرِفُھُمْ فَقَالَ ابْنُہٗ بَلَالٌ اَنَا اَکْتُبُھُمْ، فَکَتَبَھُمْ قَالَ مِنْ اَیْنَ عَلِمْتَ؟ مَاعَرَفْتَ اَنَّھُمْ فَسَّاقٌ اِلَّا وَاَنْتَ مِنْھُمْ اِبْدَءْ بِنَفْسِکَ وَلَمْ یُرْسِلْ بِاَسْمَآئِھِمْ. (الادب المفرد باب الظن۔ ص۱۸۸)

''بلال بن سعد سے روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے ابُو الدرداؓ کو خط لکھا کہ مجھے دمشق کے فساق (اوباش) لوگوں کے نام لکھ بھیجو۔ ابُو الدرداؓ نے کہا: میرا دمشق کے اوباشوں سے کیا تعلق؟ میں کس طرح انھیں پہچان سکتا ہوں؟ ان کے صاحب زادے بلال نے کہا: میں ان کے نام لکھ دیتا ہوں۔ (اس کے بعد) بلال نے ان کے نام لکھ ڈالے۔ حضرت ابُو الدرداؓ نے کہا: یہ نام تمھیں کہاں سے معلوم ہوئے؟ اوباشوں کے نام اسی صورت میں معلوم ہو سکتے ہیں جب کہ خود تمھارا تعلق بھی ان سے رہا ہو، (اس لیے) سرِ فہرست اپنا نام لکھو۔ ابُو الدرداؓ نے ناموں کی یہ فہرست امیر معاویہؓ کے پاس نہ بھیجی۔''

تجسس اور عیب جوئی

۳۰۸۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی بَیْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَلْقَمَ

QU

عَیۡنَہٗ خَصَاصَ الۡبَابِ فَاَخَذَ سَہۡمًا اَوۡعُوۡدًا مُّحَدَّدًا فَتَوَخَّی الۡاَعۡرَابِیَّ لِیَفۡقَأَعَیۡنَ الۡاَعۡرَابِیِّ فَذَھَبَ فَقَالَ اَمَآ اِنَّکَ لَوۡثَبَتَّ لَفَقَأۡتُ عَیۡنَکَ.

(الادب المفرد۔ باب النظر فی الدور۔ص ۱۵۹)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (اندر دیکھنے کے لیے) اس نے اپنی آنکھ دروازے کے شگاف میں گھسا دی، آپؐ نے تیر یا نوک دار لکڑی ہاتھ میں لی اور اس اَعرابی کی طرف قصد کیا تا کہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ یہ دیکھ کر وہ چلتا بنا۔ تب آپؐ نے فرمایا: ''اگر تُو یہاں ٹھہرا رہتا تو مَیں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔''

توضیح: اسلام میں تجسس منع ہے، اس قسم کی حرکت جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے، وہی لوگ کرتے ہیں جنھیں دوسروں کے عیب ٹٹولنے میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

چُغلی

۳۰۹۔ عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَایُبَلِّغۡنِیۡ اَحَدٌ مِّنۡ اَصۡحَابِیۡ عَنۡ اَحَدٍ شَیۡئًا فَاِنِّیۡۤ اُحِبُّ اَنۡ اَخۡرُجَ اِلَیۡکُمۡ وَاَنَا سَلِیۡمُ الصَّدۡرِ.

(ترمذی۔ ریاض الصالحین۔ باب حفظ اللسان ص ۲۲۸)

''(بروایت عبداللہؓ بن مسعود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اصحاب میں سے کوئی کسی کے بارے میں مجھے کوئی بات نہ پہنچائے اس لیے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ میری ملاقات تم لوگوں سے اس حال میں ہو کہ میرا سینہ ہر ایک سے صاف ہو۔ یعنی کسی کی طرف سے میرے دل میں کوئی کینہ یا رنجش موجود نہ ہو۔''

۳۱۰۔ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدۡرُوۡنَ مَاالۡغِیۡبَۃُ قَالُوۡا اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَعۡلَمُ قَالَ ذِکۡرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکۡرَہُ قَالَ اَفَرَأَیۡتَ اِنۡ کَانَ فِیۡۤ اَخِیۡ مَآ اَقُوۡلُ، قَالَ اِنۡ کَانَ فِیۡہِ مَاتَقُوۡلُ فَقَدِ اغۡتَبۡتَہٗ، وَاِذَا قُلۡتَ مَالَیۡسَ فِیۡہِ فَقَدۡ بَھَتَّہٗ. (مسلم۔ مشکوٰۃ۔ص ۴۱۲)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم

QU

جانتے ہو غیبت کیا ہے؟" صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ باخبر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "تمھارا اپنے (مسلمان) بھائی کے بارے میں ایسی باتیں بیان کرنا جنھیں وہ ناپسند رکھتا ہے غیبت ہے۔" سوال کیا گیا: اگر واقعی کوئی عیب موجود ہو اور اس کا اظہار کیا جائے تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں، اگر کسی واقعی عیب کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت ہے، اور اگر یہ عیب موجود نہیں ہے تو پھر اس قسم کا طرزِ عمل بہتان تراشی ہے۔"

۳۱۱۔ عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَتِ قَيْسٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ وَّاَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَلَا يَضَعُ الْعَصَاعَنْ عَاتِقِهٖ. (بخاری۔ ریاض الصالحین مصری۔ ص ۲۲۷)

"فاطمہؓ بنت قیس سے روایت ہے کہ میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے پاس ابُوجہم اور معاویہ نے پیغام نکاح بھیجا ہے (آپؐ کی کیا رائے ہے؟) آپؐ نے فرمایا: "معاویہ تو نادار مفلس آدمی ہے، اور ابُوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے ہٹاتا ہی نہیں ہے (یعنی بڑا امر کھنا ہے۔)"

توضیح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ذمہ دار شخص سے مشورہ کے وقت اگر کسی متعلقہ شخص کا عیب بیان کر دیا جائے تو یہ غیبت میں شمار نہ ہوگا۔ ایسا کرنا اجتماعی مصالح کی بِنا پر نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض حالات میں ضروری ہو جاتا ہے۔

۳۱۲۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَايَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَااَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَايَعْلَمُ قَالَ خُذِيْ مَايَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

(بخاری۔ ریاض الصالحین۔ ص ۲۲۷)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابُوسفیانؓ کی بیوی ہندہ نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابُوسفیان بخیل آدمی ہے وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو سکے، اِلّا یہ کہ مَیں خود ہی اس کی لاعلمی میں کچھ لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا: "جو تمھیں اور تمھاری

QU

اولاد کو کافی ہو سکے، اتنا معروف (دستور) کے مطابق لے لو۔''

توضیح:

(۱) غیبت عام حالات میں ناجائز ہے لیکن اگر کسی صاحبِ علم سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے اصل واقعہ کی نوعیت سمجھانے کے لیے کسی متعلقہ شخص کے عیب کا اظہار ہو جائے تو اس کا شمار ممنوع غیبت میں نہ ہوگا۔

(۲) اگر شوہر، بیوی اور اولاد کے ضروری مصارف پورے کرنے میں بھی کوتاہی کرتا ہے تو عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ بقدرِ ضرورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے لے سکتی ہے

(۳) ''بالمعروف'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے معاشرتی معاملات میں عرفِ عام اور رواج کا لحاظ کیا جائے گا، اِلَّا یہ کہ کوئی ایسی صورت ہو جس سے شریعت کی کسی نص سے انحراف لازم آئے۔

غیبت کے حُدُود

۳۱۳۔ **عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا.** (البخاری۔ ریاض الصالحین۔ص ۲۲۷)

''حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں گمان کرتا کہ فلاں فلاں اشخاص ہمارے دین کے بارے میں کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔''

توضیح: بظاہر یہاں غیبت کا انداز (معلوم ہوتا ہے) لیکن مصلحتِ دین کی بنا پر کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے ایسی خامی یا کمزوری بیان کی جا سکتی ہے جس سے ذاتی انتقام کے جذبہ کی تسکین یا لذتِ نفس مقصود نہ ہو، بلکہ اس لیے کہ دوسرے مسلمان اس کے شر سے محفوظ رہیں یا اس کے علم و تقویٰ کے بارے میں غلط اندازے کی بنا پر دھوکا نہ کھائیں۔

مُردوں کی غیبت

۳۱۴۔ **عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّو الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَاقَدَّمُوْا.** (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازہ)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُردوں کو بُرا

QU

بھلامت کہو، اس لیے کہ جو کچھ اُنھوں نے آگے بھیجا ہے وہ اُسے پا چکے ہیں۔"

یعنی کسی کے مرنے کے بعد اُس کی بُرائی کرنا جائز نہیں، جو کچھ اس نے بُرے عمل کیے ہیں اُن کی سزا وہ خدا کے ہاں بھگت رہا ہے، اب اس کی مذمت کر کے خواہ مخواہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے سے کیا فائدہ؟

دو رُخا پن

۳۱۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ذَالْوَجْھَیْنِ اَلَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰۤؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَھٰۤؤُلَآءِ بِوَجْہٍ.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ص ۴۱۱)

"حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگوں میں بدترین انسان دو چہروں والے (دوغلے) کو پاؤ گے، جو اِن لوگوں کے پاس ایک چہرے سے اور دوسروں کے پاس دوسرے چہرے سے آتا ہے۔"

تشریح: یعنی یہاں کچھ رنگ ہے اور وہاں کچھ اور رنگ، یعنی جیسا موقع ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اپنی منافقانہ چال ڈھال بدلتا رہتا ہے۔

حَسَد، کینہ

۳۱۶۔ عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَآاَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ. (روہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب ما ینہٰی)

"حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں (غیر محسوس طور پر) پہلی قوموں کی بیماری سرایت کر گئی ہے (یعنی) کینہ اور حسد، (فرمایا) کینہ اور حسد کی بیماری یہی مونڈ نے والی ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ کر رکھ دیتی ہے۔"

۳۱۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَاتَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب ما ینہٰی۔ص ۴۲۰)

"حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسد سے

QU

بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ہڑپ کر جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو نگل جاتی ہے۔"

باہمی قطع تعلق

۳۱۸۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَّلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب مانہی۔ ص ۴۱۹)

"(بروایت ابو ایوب انصاریؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بے تعلقی اختیار کرے (حالت یہ ہو) کہ جب دونوں کی مُٹ بھیڑ ہو تو ایک ادھر منہ پھیر لے اور دوسرا کسی اور طرف کنّی کاٹ جائے۔ دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

تشریح: ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا: اَلْبَادِیْ بِالسَّلَامِ بَرِیْءٌ مِّنَ الْکِبْرِ (سلام میں پہلے کرنے والا کبر و غرور سے پاک ہے۔)

۳۱۹۔ عَنِ الْوَلِیْدِ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ اَبِیْ اَنَسٍ حَدَّثَہٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھِجْرَۃُ الْمُؤْمِنِ سَنَۃً کَسَفْکِ دَمِہٖ. (الادب المفرد۔ باب من ہجر اخاہ سنۃً۔ ص ۶۰)

"قبیلہ اسلم کے ایک شخص سے جسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(گناہ میں) کسی مسلمان سے سال بھر بے تعلق رہنا اس کے خون بہانے کے ہم پلّہ ہے۔"

رعونت

۳۲۰۔ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰی اَخِیْہِ فَلَمْ یَعْذِرْہُ اَوْلَمْ یَقْبَلْ عُذْرَہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلُ خَطِیْئَۃِ صَاحِبِ مَکْسٍ.

(رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب ما ینہی عنہ من التہاجر ص ۴۲۱)

QU

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان نے (اپنی غلطی پر) اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کی اور اُس نے اُسے قبول نہ کیا تو اُسے چُنگی والے کی طرح سزا بھگتنا پڑے گی۔''

تشریح: یہاں ''صاحب مکس'' سے مُراد وہ سرکاری اہل کار ہے جو ٹیکس اور چنگی وصول کرنے میں ظلم وزیادتی کرتا ہے یا رشوت سے اپنی جیب گرم رکھتا ہے۔

مُداہنت

۳۲۱۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ. (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ باب الظلم۔ ص ۴۲۷)

''ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(خدا کے ہاں) قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین انسان وہ ہوگا جو دوسروں کی دنیا بنانے میں اپنی آخرت برباد کردے۔''

تشریح: یعنی دوسروں کوخوش کرنے اور انھیں دنیاوی فائدہ پہنچانے کے لیے ہر جائز و ناجائز حرکت کرڈالے جس کے نتیجہ میں خود اسے آخرت کے عذاب کا نشانہ بننا پڑے۔

بے مقصد شاعری

۳۲۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَرْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا. (الادب المفرد۔ باب من الشعر حکمۃ۔ ص ۱۲۶)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ شعروشاعری کی (آلائش) سے آلودہ ہو۔''

تشریح: یہاں مخربِ اخلاق اور بے مقصد شاعری کی مذمت کی جارہی ہے، ہاں اگر نیک مقصد کے لیے بقدرِ ضرورت اس کا شغل رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

QU

وعدہ خلافی

۳۲۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ فِیْ جِدٍّ وَّلَا هَزْلٍ وَّلَآ اَنْ يَعِدَ اَحَدُكُمْ وَلَدَهٗ شَيْئًا ثُمَّ لَا يُنْجِزُ لَهٗ. (الادب المفرد۔ص۵۸)

''حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ سچ مچ جائز ہے اور نہ ہنسی مذاق کے انداز میں، اور نہ یہ جائز ہے کہ تم میں سے ایک اپنے بچے سے کسی چیز کا وعدہ کرلے اور پھر اُسے پورا نہ کرے۔''

فسادِ نفاق

۳۲۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَّلَا فِقْهٌ فِی الدِّيْنِ. (مشکوٰۃ۔ص۲۶)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں، (۱) خوش خلقی (۲) دین کا صحیح فہم۔ یعنی نفاق کی نحوست ایسی بلا ہے کہ جو لوگ اس میں مبتلا ہوں گے وہ کبھی بھی خوش خلقی اور فہمِ دین کی نعمتوں سے نہیں نوازے جاسکتے۔''

۳۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

''(بروایت عبداللہ بن عمروؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں چار باتیں پائی جائیں وہ کھرا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت موجود ہے، یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے۔ (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت و بددیانتی کا مرتکب ہو، (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے،

QU
(۳) جب عہد و پیمان کرے تو توڑ ڈالے، (۴) جب کسی سے جھگڑا ہو تو فُحش کلامی اور گالی گلوچ پر اُتر آئے۔''

زبان و عمل کا تضاد

۳۲۶۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَآ اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ. (رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب الریا)

''حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بس اس اُمّت پر ہر ایسے منافق سے اندیشہ ہے جو باتیں تو بناتا ہے حکیمانہ لیکن کارنامے انجام دیتا ہے ظالمانہ۔''

تشریح: یہاں ایسے قائدین کی نشان دہی کی گئی ہے جو بات بات پر اسلام اسلام پکارتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان سے بڑھ کر اسلام کی حدود پامال کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

۳۲۷۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآئَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الانفاق)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن ظلمتوں (تاریکیوں) کا باعث ہوگا، اور شح (بخل، حرص کی ملی جلی شدید حالت) سے بچو، اس لیے کہ ''شح'' نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے (اور یہ اس طرح پر کہ اس نے انسانوں کے خون بہانے اور عزتوں کے پامال کرنے پر ابھارا ہے۔''

اعانتِ ظالم

۳۲۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا بِبَاطِلٍ لِّيُدْحِضَ بِبَاطِلِهٖ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ اَكَلَ دِرْهَمًا مِّنْ رِبًا فَهُوَ مِثْلُ ثَلَاثَةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً وَّمَنْ نَّبَتَ لَحْمُهٗ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ. (المعجم۔ الصغیر للطبرانی۔ ص۴۴)

QU

’’(بروایت عبداللہ بن عباسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے ظالم کی مدد کی تا کہ اس کے باطل کے ذریعہ حق کو مغلوب کر دے تو وہ اللہ کی حفاظت سے الگ ہو گیا اور جس نے ایک درہم بھی سود کا کھایا تو اس کا گناہ ۳۳ بار زنا کے برابر ہے۔ اور جس گوشت پوست کی پرورش حرام سے ہوئی ہے تو آگ اُس کے لیے زیادہ موزوں ہے۔‘‘

توضیح: یہاں ذمۃ اللہ اور ذمہ رسولہ سے اسلامی حکومت کی ذِمّہ داری مُراد ہے۔

حق تلفی

۳۲۹۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَايَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَايَمْنَعُ ذَاحِقٍّ حَقَّهٗ.

(مشکوٰۃ۔ باب الظلم۔ ص ۴۲۸)

’’حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مظلوم کی آہ و بکا سے بچتے رہو کیوں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ (کی سنت یہ ہے کہ) وہ کسی کا حق نہیں روکتا۔‘‘

غصب اور چیرہ دستی

۳۳۰۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ.

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الغصب۔ ص ۲۵۴)

’’سعیدؓ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس کسی نے ظالمانہ طور پر بالشت بھر زمین لی، قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔‘‘

۳۳۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَحْلِبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّؤْتٰى مَشْرُبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ، فَيُنْتَقَلُ طَعَامُهٗ وَاِنَّمَا يَحْزِنُ لَهُمْ ضَرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الغصب۔ ص ۲۵۴)

’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کوئی

QU

آدمی کسی کے مویشی اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے نعمت خانہ (کھانے پینے کی اشیا رکھنے کی الماری) کے پاس کوئی آئے، اس کے نعمت خانہ کو توڑ ڈالے اور اس کا کھانا اٹھا کر لے جائے۔ (سنو!) ان کے مویشیوں کے تھن ان کے لیے ان کی خوراک جمع کرتے ہیں۔"

خیانت

۳۳۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اَدُّو الْخِیَاطَ وَالْمَخِیْطَ وَاِیَّاکُمْ وَالْغُلُوْلَ، فَاِنَّهٗ عَارٌ عَلٰی اَهْلِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ.

(رواہ النسائی۔ مشکوٰۃ۔ باب قسمۃ الغنائم۔ ص ۳۴۳)

"عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "دھاگا اور سوئی (تک) ادا کردو، اور خیانت سے بچو، اس لیے کہ یہ خیانت قیامت کے دن عار اور ندامت کا باعث ہوگی۔"

۳۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ عَلٰی ثَقَلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهٗ کَرْکَرَهٗ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هُوَ فِی النَّارِ فَذَهَبُوْا یَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَآءَۃً قَدْ غَلَّهَا. (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب قسمۃ الغنائم)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر پہرہ دینے کے لیے کرکرہ نامی ایک آدمی مقرر تھا۔ (اسی دوران میں) وہ مر گیا۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ آگ میں ہے۔" (لوگ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لیے) اسے دیکھنے گئے، تو انھوں نے ایک عبا (اوورکوٹ) پایا جسے اُس نے چرا لیا تھا۔"

تشریح: یہ واقعہ ایک غزوہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد جیسی اہم عبادت بھی خیانت اور بددیانتی کی وجہ سے خدا کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی، بلکہ ایسا شخص سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

رِشوت

۳۳۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

QU

الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ. (رواہ ابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الولایا وہدایا ہم)

”حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔“

۳۳۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ قَوْمٍ یَّظْھَرُ فِیْھِمُ الزِّنَآ اِلَّآ اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْھَرُ فِیْھِمُ الرَّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ. (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

”حضرت عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ اس میں بدکاری عام ہو مگر یہ کہ وہ قحط سالی میں گرفتار ہو جاتی ہے، اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں رشوت پھیل جائے مگر یہ کہ اس پر خوف و دہشت طاری ہو جاتی ہے۔“

رشوت کے چور دروازوں کی بندش

۳۳۶۔ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِالسَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَہٗ ابْنُ اللُّتْبِیَّةِ عَلٰی الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذَآ اُھْدِیَ لِیْ فَخَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْٓ اَسْتَعْمِلُ رَجُلًا عَلٰی اُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّانِیَ اللّٰہُ فَیَاتِیْ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ ھٰذَالَکُمْ وَھٰذِہٖ ھَدِیَّةٌ اُھْدِیَتْ لِیْ فَھَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ فَیَنْظُرَ اَیُھْدٰی لَہٗٓ اَمْ لَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْہُ شَیْئًا اِلَّا جَآءَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَحْمِلُہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖٓ اِنْ کَانَ بَعِیْرًا لَّہٗ رُغَآءٌ اَوْبَقَرٌ لَّہٗ خُوَارٌ اَوْشَاةٌ تَیْعِرُ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَاَیْنَا عُفْرَةَ اِبْطَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

”ابُو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات (کی وصولی) پر ابن اللتبیّہ نامی شخص کو عامل مقرر فرمایا۔ جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے واپس) آیا

QU

تو اس نے (آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر) کہا: یہ تمھارے لیے ہے (یعنی بیت المال کا حق ہے) اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ (اس موقع پر) آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''میں لوگوں کو ایسے کاموں پر عامل (تحصیل دار) مقرر کرتا ہوں جن کی ذمّہ داری اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ڈال دی ہے۔ (پھر میں دیکھتا ہوں) کہ ان مقرر کردہ عاملوں میں سے ایک میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ ''یہ مال تمھارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔'' وہ اپنے میّا باوا (ماں باپ) کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے جو کوئی بھی اس مال میں سے کچھ لے گا وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر (خدا کے حضور میں) پہنچے گا۔ اگر وہ اونٹ ہے تو اس کے منہ سے ویسی ہی آواز نکلے گی، اگر گائے ہے تو اسی قسم کی آواز ہو گی، اور اگر بکری، بھیڑ ہے تو اسی طرح منمنائے گی۔'' پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ (گواہ رہو) میں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا، اے اللہ مَیں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا۔''

۳۳۷۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَفَعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَةً فَاَھْدٰی لَہٗ ھَدِیَّةً عَلَیْھَا فَقَبِلَھَا فَقَدْ اَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِّنْ اَبْوَابِ الرِّبَا.

(رواہ ابُو داوٗد۔ باب الولاۃ وہدایا ہم)

''حضرت ابُو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کسی شخص نے کسی کے لیے سفارش کی پھر (اس سفارش کرانے والے نے) اسے ہدیہ دیا اور اُس نے قبول کر لیا تو یقیناً وہ سُود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔''

سود کے چور دروازوں کی بندش

۳۳۸۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَآ اَقْرَضَ اَحَدُکُمْ قَرْضًا فَاَھْدٰی اِلَیْہِ اَوْحَمَلَہٗ عَلَی الدَّآبَةِ فَلَایَرْکَبْہُ وَلَایَقْبَلْھَآ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ جَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ ذٰلِکَ. (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الربوا۔ ص ۲۴۶)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں

QU

سے کوئی کسی کو قرض دے، پھر وہ (قرض لینے والا) اسے تحفہ دے یا سواری پیش کرے تو نہ سواری پر سوار ہو اور نہ ہدیہ قبول کرے، مگر یہ کہ پہلے سے یہ (لین دین) جاری ہو۔"

تشریح: اسلام نے جہاں سود کو حرام قرار دیا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اس کے چور دروازے بھی بند کر دیے ہیں، تاکہ مسلم معاشرہ میں اس کی ذرا سی بھی آلائش باقی نہ رہنے پائے۔

جنگ وجدال کے اسباب

۳۳۹۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مَسْجِدِنَا وَفِیْ سُوْقِنَا وَمَعَہٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِکْ عَلٰی نِصَالِھَآ اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا بِشَیْءٍ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب مالا یضمن من الجنایات)

"حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی تیر لے کر ہماری مسجد اور بازار میں سے گزرے تو اُسے چاہیے کہ اس کی نوک کو قابو میں رکھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس کی وجہ سے چوٹ لگ جائے۔"

تشریح: جن مقامات پر عام اجتماع یا بھیڑ ہو وہاں دھار دار آلات کو ساتھ رکھنے میں پوری احتیاط چاہیے۔

نزاع وجدال

۳۴۰۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ مِنْ اَنْ یَّعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَھُمْ.

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب فی الوسوسۃ۔ ص ۱۱)

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ مسلمان جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں، ہاں مسلمانوں کے درمیان دشمنی کی آگ بھڑکانے سے (وہ نا اُمید نہیں ہُوا ہے۔)"

توضیح: یہاں "عبادت" سے مُراد پرستش نہیں ہے کیوں کہ آج تک کہیں یہ نہیں سُنا گیا کہ کسی نے اس کی مورت یا تصویر بنا کر پوجی ہو، بلکہ یہاں وسیع معنیٰ مُراد ہیں۔ یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں اس

QU
کی خواہشات پر چلنا۔اس مفہوم کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا. (سورۂ مریم:۴۴)

''واضح رہے کہ یہاں ''المصلون'' فرمایا گیا ہے، یعنی ایسے لوگ جو نماز کے پابند ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے دل خدا کی محبّت اور خشیت سے بھرپور ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان کا جادو نہیں چل سکتا اور نہ وہ اس کی خواہش کے سامنے سپر ڈال سکتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ باہمی غلط فہمیاں پیدا کر کے ان نمازیوں میں بھی اختلاف و نزاع کو اُبھار دے۔

قتلِ مسلم

۳۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ زَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ. (الترمذی۔مشکوٰۃ۔کتاب القصاص)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ساری دنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے بالمقابل ہلکی ہے۔''

۳۴۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِى الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ . (رواہ البخاری۔مشکوٰۃ۔باب الاعتصام۔ص۱۹)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ تین قسم کے افراد ہیں: (۱) حرم میں الحاد پھیلانے والا، (۲) اسلام میں جاہلی طور طریقے تلاش کرنے والا، (۳) ناحق طور پر کسی مسلمان کا پیچھا کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔''

توضیح: الحاد پھیلانا یوں تو ہر جگہ گناہ کبیرہ ہے، لیکن حرم (مکہ مکرمہ) میں جو کہ اسلام کا مرکز ہدایت ہے الحاد پھیلانا ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا کئی گنا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اسلام میں کافرانہ، فاسقانہ تہذیب کا پیوند لگانا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔

QU

فریب کاری اور بددیانتی

۳۴۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَاهٰذَا یَاصَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔ص ۲۴۸)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے۔آپؐ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر ڈال دیا۔آپؐ کی انگلیوں نے تری اور گیلا پن محسوس کیا۔آپؐ نے فرمایا:''اے غلہ والے!یہ کیا معاملہ ہے؟''اس نے جواب دیا:''اس ڈھیر پر بارش پڑ گئی تھی۔''آپؐ نے فرمایا:''تم نے بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اُسے دیکھ لیتے۔جو دھوکا دے اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

ذخیرہ اندوزی

۳۴۴۔ عَنْ مَّعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَکَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب الاحتکار)

''حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے غلہ روکا وہ خطا کار ہے۔''

توضیح: اِحتکار کہتے ہیں:غلہ کو اس نیت سے روکے رکھنا کہ جب دام بہت زیادہ چڑھ جائیں تو اس وقت اسے فروخت کیا جائے۔اس قسم کے تاجر دراصل ملک کے باشندوں کی ضرورت اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ایسا خودغرضانہ اقدام کرتے ہیں جسے ایک مسلم معاشرہ میں قطعاً برداشت نہیں کیا جا سکتا۔بعض علمائے سلف کے نزدیک نہ صرف غلہ بلکہ ان تمام عوامی ضروریات سے متعلق اشیا کی ذخیرہ اندوزی منع ہے جن کے کچھ عرصہ بازار میں نہ آنے سے عوام میں بے چینی پیدا ہوسکتی ہے۔مثلاً ایندھن، دوائیں،چینی وغیرہ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:''غلّہ روکنے والا ملعون ہے۔''

QU

حیلہ سازی

۳۴۵۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَھُوَ بِمَکَّۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَۃِ فَاِنَّہٗ تُطْلٰی بِہِ السُّفُنُ وَیُدَّھَنُ بِہِ الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ فَقَالَ لَاھُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَھَا اَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۴۱)

’’حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فتح مکہ کے سال آں حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اس وقت آپؐ مکہ میں تشریف فرما تھے کہ: ’’اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے شراب، مُردار، سُؤر اور اصنام (بتوں) کی بیع کو حرام ٹھہرایا ہے۔‘‘ سوال کیا گیا کہ مُردار کی چربی کے بارے میں آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ اس سے کشتیوں پر پالش کی جاتی ہے اور کھالوں کو (چکنائی مَل کر) نرم کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں جلاتے ہیں۔‘‘ آپؐ نے فرمایا: ’’نہیں وہ حرام ہے۔‘‘ پھر آپؐ نے اس وقت فرمایا: ’’اللّٰہ تعالیٰ یہود کو برباد کردے جب اللّٰہ تعالیٰ نے مُردار کی چربی کو حرام کردیا تو انھوں نے اُسے پگھلایا اور بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔‘‘

تشریح: کسی حرام چیز کو حیلہ سازی کے ذریعہ جائز ٹھہرانا ایک ایسا خطرناک فتنہ ہے کہ اس سے پوری سوسائٹی میں بددیانتی، فریب کاری پھیل جاتی ہے، اور شریعت کا اصل مقصد آہستہ آہستہ نگاہوں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔

غیر ذمّہ دارانہ عمل کی مذمت

۳۴۶۔ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ یُعْلَمْ مِّنْہُ طِبٌّ فَھُوَ ضَامِنٌ.

(رواہ ابوداؤد والنسائی۔ مشکوٰۃ۔ باب الدیات)

QU

’’(بروایت عمرو بن شیب عن ابیہ عن جدہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو طبیب بن کر بیٹھ گیا حالانکہ اسے علاج معالجہ کا علم و تجربہ نہ تھا تو وہ (مریض کی موت یا مرض کے بڑھنے کا) ذمّہ دار ہے۔‘‘

تشریح: کسی مستند ادارہ یا درس گاہ سے اجازت حاصل کیے بغیر حکیم بن بیٹھنا ایک ایسا جرم ہے کہ اس پر اسلامی حکومت میں باز پُرس ہو سکتی ہے اور سخت سے سخت سزا دی جا سکتی ہے۔

خود غرضی

۳۴۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ حَتّٰی یَنْکِحَ اَوْیَتْرُکَ۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ باب اعلان النکاح والخطبۃ)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دے تاوقتیکہ وہ نکاح کر لے یا دست بردار ہو جائے۔‘‘

توضیح: اگر کسی شخص نے رشتہ کے بارے میں کہیں بات چیت شروع کر دی ہے تو اس دوران میں دوسرے مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی قطعی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے وہ اپنے لیے یا اپنے کسی عزیز کے لیے سلسلہ جنبانی شروع کرے۔ اس قسم کی روش اسلامی شریعت میں انتہائی کم ظرفی اور خود غرضی کی علامت ہے۔ شادی بیاہ کی طرح دوسرے معاملات (بیع وشرا) میں بھی شریعت نے پابندی عائد کی ہے۔

تنگ دِلی

۳۴۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ فَاِذَآ اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی مَلِیْیٍٔ فَلْیَتْبَعْ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الافلاس والانظار۔ ص ۲۵۱)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خوش حال آدمی کا (حق یا قرض کے اَدا کرنے میں) تاخیر کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی کسی خوش حال آدمی کے پیچھے (تقاضے کے لیے) لگایا جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ پیچھے لگ جائے، یعنی اس

QU

ذمّہ داری کو قبول کرلے، اور اپنے اثر ورسوخ اور تعلقات کی بِنا پر اپنے مسلمان بھائی کا حق اُس نادہندہ مال دار شخص سے دلوادے۔‘‘

تشریح: یعنی اگر کسی کا حق دبا لیا گیا ہے تو معاشرے کے بااثر افراد کا فرض ہے کہ وہ محض تماشائی بننے کے بجائے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے کم زور اور بے اثر افراد کا حق دلوائیں۔

احسان فراموشی

۳۴۹۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِیْ جَوَارٍ اَتْرَابٍ لِّیْ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ اِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِيْنَ قَالَ لَعَلَّ اِحْدَا كُنَّ تَطُوْلُ اَيْمَتُهَا مِنْ اَبَوَيْهَا ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجًا وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُوْلُ مَارَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. (الادب المفرد۔ باب التسلیم علی النساء ص ۱۵۴)

’’اسمؓ بنت یزید انصاری سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، مَیں اُس وقت اپنے پڑوس کی سہیلیوں کے ہم راہ تھی، آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: ’’محسنوں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو، تم میں سے ایک، اپنے والدین کے ہاں عرصۂ دراز تک بے بیاہی بیٹھی رہتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُسے شوہر کی نعمت سے ہم کنار فرماتا ہے، پھر اس کے ہاں اولاد کی چہل پہل ہوتی ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے شکر رنجی ہوجاتی ہے، تو (اس لمبی رفاقت کو نظر انداز کرکے طوطا چشمی سے) کہہ اٹھتی ہے کہ مَیں نے تو کبھی تجھ سے اچھا سلوک دیکھا ہی نہیں۔‘‘

توضیح: اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) اگر کہیں عورتوں کا مجمع ہو، اور تہمت کا اندیشہ بھی نہ ہو تو نامحرم انھیں سلام کرسکتا ہے۔

(۲) اس حدیث میں عورت کے ایک خاص مزاج اور افتادِ طبع کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کبھی شوہر سے ذرا سی ناراضی ہوجائے تو ایک لمحہ میں اس کا سارا کیا کرایا ملیا میٹ کردیتی ہے۔ صحیح معنی میں گھریلو فضا اُسی وقت خوش گوار ہوسکتی ہے جب کہ شوہر کی صرف خامیوں اور عیوب ہی پر نگاہ نہ ہو بلکہ اس کے محاسن اور خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے، یہی ہدایت ایک دوسری حدیث میں مردوں کو بھی کی گئی ہے، جیسا کہ فرمایا: لَايَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ.

QU

”کوئی مومن مرد (شوہر) کسی مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اور اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کی دوسری عادت اُسے بھلی معلوم دے جائے۔“

تصنّع اور جُھوٹ

۳۵۰۔ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَالَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ باب عشرۃ النسا)

”(بروایت اسماؓ) ایک عورت نے کہا: ”یارسولؐ اللہ! میری ایک سوکن ہے، کیا میرے لیے اس میں کوئی حرج ہے کہ شوہر جو کچھ مجھے دیتا ہے اس کے علاوہ بھی مَیں (سوکن پر) اپنی آسودگی اور خوش پوشی کا مظاہرہ اس طرح پر کروں کہ یہ سب کچھ شوہر ہی دے رہا ہے؟“ آپؐ نے فرمایا: ”خلافِ واقعہ خوش حالی کا اظہار کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے جُھوٹ کا لباس زیبِ تن کیا ہوا ہے۔“

تشریح: انسان فی الواقع جتنا کچھ ہے اپنے لباس اور وضع قطع سے بھی اسی قدر اس کا اظہار ہونا چاہیے۔ فخر و نمائش یا دوسروں کو چڑانے کے لیے واقعہ کے خلاف اپنی پوزیشن بڑھ چڑھ کر دکھلانا بھی ایک قسم کا جُھوٹ ہی ہے۔

مرعوبیت اور نقالی

۳۵۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب اللباس)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ اُنھی میں شمار ہوتا ہے۔“

توضیح:

ممنوع تشبہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) کوئی مسلمان اپنا حلیہ اور رہن سہن کا ڈھانچا اس طرح مسخ کر ڈالے کہ غیر مسلموں سے بظاہر

QU
کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔

(۲) مسلم معاشرہ کا کوئی فرد یا مسلمان من حیث القوم غیر مسلموں کا شعار...... (قومی نشان) اختیار کر لیں۔ ان کے علاوہ غیر مسلم اقوام کی تہذیب یا رسم ورواج میں سے اگر مفید اجزا اپنا لیے جائیں تو یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

جیسا کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ (اوورکوٹ) زیبِ تن فرمایا۔

یا مثلاً اُمِّ حبیبہؓ کے مشورہ سے آپؐ نے اہلِ حبشہ کے رواج کے مطابق عورتوں کے جنازے پر پردے کے لیے کمان دار تیلیاں لگوائیں۔

اسی طرح آپؐ نے سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے غزوۂ احزاب کے موقع پر ایرانیوں کے طریقے کے مطابق خندق کھدوائی۔

شِرک اور شخصیت پرستی

۳۵۲۔ عَنْ اَبِی الْھَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَبْعَثُکَ عَلٰی مَابَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَاقَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب دفن المیت)

"ابو الہیاج اسدی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؓ نے کہا: "میں تمھیں اُس کام پر بھیجتا ہوں جس کام پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ جہاں کوئی تصویر دیکھو اُسے مٹا دو اور جہاں کوئی اُونچی قبر دیکھو اُسے برابر کر دو۔"

توضیح: شرک اور شخصیت پرستی کے اسباب میں سے دو بڑے سبب اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں:

شاہانہ کرّوفر

۳۵۳۔ عَنْ قُدَامَۃَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَۃٍ صَھْبَآءَ لَیْسَ ضَرْبٌ وَّلَاطَرْدٌ وَّلَیْسَ قِیْلَ اِلَیْکَ اِلَیْکَ.

(رواہ الشافعی۔ مشکوٰۃ۔ باب رمی الجمار)

QU

’’قدامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کے دن سرخ و سپید اُونٹنی پر سوار جمرہ کو کنکریاں مارتے دیکھا۔ اس موقع پر نہ مار پیٹ تھی، نہ ڈانٹ ڈپٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کا ہنگامہ۔‘‘

تشریح: جس طرح عام طور پر شاہی سواریوں کے آگے شان و شوکت، جاہ و جلال اور ہٹو بچو کے مظاہرے ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس سے یک سر پاک تھی۔

شاہانہ جاہلی امتیاز کا خاتمہ

۳۵۴۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ شَیْءٍ وَّالنَّاسُ خَلْفَہٗ یَعْنِیْ اَسْفَلَ مِنْہُ.

(رواہ الدارقطنی۔ مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازہ)

’’حضرت ابُو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ امام کسی اُونچی جگہ کھڑا ہو اور لوگ اس کے پیچھے یعنی اس سے نیچے کھڑے ہوں۔‘‘

اکابر پرستی

۳۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ تَسْلِیْمُ الْخَاصَّۃِ وَفُشُوُّ التِّجَارَۃِ حَتّٰی تُعِیْنَ الْمَرْأَۃُ زَوْجَھَا عَلَی التِّجَارَۃِ وَقَطْعُ الْاَرْحَامِ وَفُشُوُّ الْعِلْمِ وَظُھُوْرُ الشَّھَادَۃِ بِالزُّوْرِ وَکِتْمَانُ شَھَادَۃِ الْحَقِّ.

(الادب المفرد۔ باب من کرہ تسلیم الخاصۃ۔ ص ۱۵۵)

’’حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’قیامت کے ظہور سے پہلے چند چیزیں پھیل جائیں گی: (۱) خواص سے سلام و کلام، (یعنی عوام کے بجائے صرف بڑے لوگوں کو سلام کیا جائے گا)، (۲) کاروباری معاملات کا پھیلاؤ یہاں تک کہ اس کام پر عورت کو بھی اپنے شوہر کی مدد کرنا پڑے گی۔ (یعنی دولت کمانے کی حرص اس قدر بڑھ جائے گی کہ بجائے اس کے کہ عورت خانگی فرائض (بچوں کی تربیت وغیرہ) انجام دے شوہر کے تجارتی مشاغل میں ہاتھ بٹانے پر مجبور ہو جائے گی۔) (۳) قطع رحمی۔ (۴) تعلیمی ترقی اور علم کا

QU

پھیلاؤ (یہاں مذمت کا پہلو یہ ہے کہ علم کا چرچا تو بہت کچھ ہوگا، لیکن شرافت، تہذیب اور اخلاق کے معیار روز بروز گھٹتے چلے جائیں گے)، (۵) جھوٹی شہادت عام ہو جائے گی، اور سچی گواہی دیتے ہوئے لوگ جی چرائیں گے۔''

یعنی فسق و فجور کا اتنا غلبہ ہوگا کہ خود غرض شریر لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے شریف اور بھلے لوگ خاموش رہنے میں اپنی سلامتی پائیں گے۔

یہاں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس وقت کا تقوٰی چوں کہ انفرادی ہوگا، اس لیے برائی کے مقابلہ میں اتنی جرأت نہ ہوگی کہ اس کے خلاف زبان کھولی جا سکے۔

گروہی، قومی اور قبائلی عصبیت

۳۵۶۔ عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ جُرْمًا اِنْسَانٌ شَاعِرٌ یَّهْجُو الْقَبِیْلَةَ مِنْ اَسْرِهَا وَرَجُلٌ یَّنْفِیْ مِنْ اَبِیْهِ.

(الادب المفرد۔ باب ما یکرہ من الشعر۔ ص ۱۲۷)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑے مجرم دو قسم کے انسان ہیں: (۱) ایسا شاعر جو قبیلہ کی بہر حال ہجو اور مذمت ہی کرتا ہے۔ (۲) جو اپنے باپ کی طرف منسوب ہونے سے انکار کرتا ہے۔''

تشریح: یعنی قبائلی اور گروہی جتھے بندی اور عصبیت کی بِنا پر کسی قبیلے کو ہجو کا نشانہ بناتا ہے تو اس کی خوبیوں کو یک سر نظر انداز کر دیتا ہے۔

حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی کو عیوب اور خامیوں کی بِنا پر تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، تو اس کے محاسن بھی پیشِ نظر رہنے چاہییں۔

طبقاتی امتیاز

۳۵۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَآءُ وَ یُتْرَکُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (بخاری۔ مسلم مشکوٰۃ۔ ص ۲۷۰)

QU

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں خوش حال لوگوں کو بلایا جائے اور ناداروں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت ترک کردی، (بلا عذر قبول نہیں کی) اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔''

فواحش کے چور دروازوں کی بندش

۳۵۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اِذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ.

(بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔کتاب المناسک)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، اور کوئی عورت محرم مرد کے بغیر سفر نہ کرے۔'' ایک آدمی نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں غزوہ میں (شامل ہونے کے لیے) لکھ لیا گیا ہے، اور میری بیوی حج کے ارادے سے نکل کھڑی ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''جاؤ اپنی بیوی کے ہم راہ حج ادا کرو۔''

اس روایت سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام نے بے حیائی، بدکاری کی بندش اور عورت کی عصمت کے تحفظ کی خاطر جہاد جیسی اہم عبادت کی بھی پروا نہیں کی ہے۔

۳۵۹۔ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَرْحَمُ بِنَامِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا تَعْنِيْ صَافِحْنَا قَالَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِيْ لِاِمْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ. (رواہ مالک۔مشکوٰۃ۔باب الصلح)

''اُمیمہؓ بنت رُقیقہ سے روایت ہے کہ مَیں نے عورتوں کے مجمع میں شامل ہوکر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپؐ نے فرمایا: ''مَیں ان کاموں کے بارے میں بیعت لے رہا ہوں جو تم کرسکو۔'' میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہم پر ہماری بہ نسبت زیادہ

QU

مہربان ہیں۔'' (پھر) میں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم سے بیعت کیجیے۔'' یعنی مصافحہ کیجیے آپؐ نے فرمایا: ''میرا زبانی سو (۱۰۰) عورتوں سے بیعت لے لینا ایسا ہی ہے جیسا میرا ایک عورت سے زبانی بیعت لے لینا۔''

تشریح: نبی تو اپنی اُمّت کا باپ ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اس کے باوجود آپؐ نے بیعت کے وقت مصافحہ کرنے سے پرہیز کیا۔ اگر آپؐ اس وقت ایسا نہ کرتے تو قیامت تک کے لیے غلط قسم کے مذہبی پیشوا اس کی آڑ لے کر سنت کے نام سے بے شرمی اور بے حیائی کا طوفان اٹھانے میں دلیر ہو جاتے۔

۳۶۰۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَايُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعُمْيَا وَاِنْ اَنْتُمَآ اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب النظر الی المخطوبۃ)

''اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھیں، اُسی وقت ابن اُمِّ مکتوم پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''ان سے پردہ کرلو!'' میں نے کہا: یہ نابینا نہیں ہیں......؟ یہ تو ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم انھیں نہیں دیکھ رہی ہو؟''

توضیح: ابن اُمِّ مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں۔ پھر یہ کہ نابینا ہونے کے باوجود ازواجِ مطہرات جیسی خواتین کو ان سے پردہ کرنے کے لیے حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آج کل جو بہت سی عورتیں غلط عقیدت یا توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نامحرم پیروں، مرشدوں اور مولویوں کے سامنے آ جاتی ہیں، وہ اسلام کی رُوح سے کس قدر بیگانہ ہیں۔

۳۶۱۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطٰنُ. (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ ص ۲۶۱)

''حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی

QU

مرد کسی (اجنبی نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہیں رہتا مگر یہ کہ ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

تشریح: یعنی کسی ایسی جگہ جہاں نامحرم مرد اور عورت کے سوا کوئی تیسرا نہ ہو وہاں شیطان کی بن آتی ہے، اور ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یہ دونوں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۳۶۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَاللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْٓ اِلَی امْرَأَتِہٖ وَتُفْضِیْٓ اِلَیْہِ یَنْشُرُ سِرَّھَا. (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب المباشرۃ)

"حضرت ابُو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللّٰہ کے ہاں قیامت کے دن درجہ کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے پاس آتی ہے، (پھر بعد میں لوگوں میں) اس کا راز (خفیہ حالات) افشا کرتا پھرتا ہے۔"

۳۶۳۔ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّظْرِ الْفُجَآءَ ۃِ فَاَمَرَنِیْٓ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ. (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب النظر الی المخطوبہ۔ ص ۲۶۰)

"جریر بن عبداللّٰہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اچانک (پڑ جانے والی) نگاہ کے بارے میں آں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔"

تشریح: اسلام میں زنا کو اخلاقی لحاظ سے انتہائی خطرناک مرض قرار دیا گیا ہے، اس لیے اس کی طرف جانے والے تمام راستوں اور دروازوں پر بھی پہرے بٹھا دیے گئے ہیں۔

۳۶۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَاظَھَرَ رِیْحُہٗ وَخَفِیَ لَوْنُہٗ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَاظَھَرَ لَوْنُہٗ وَخَفِیَ رِیْحُہٗ.

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الرجل)

"(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مردوں کی خوش بُو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو، یعنی گرد و پیش میں محسوس کی جا سکتی ہو اور جس کا رنگ نمایاں نہ ہو۔ عورتوں کی خوش بُو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور جس کی مہک ہلکی ہو۔"

توضیح: اسلام، ایک صالح معاشرہ کو بے حیائی، بدکاری اور اس کے محرکات سے پاک رکھنا چاہتا

QU
ہے۔اس لیے عورتوں کو ایسی خوش بُو لگانے سے روکتا ہے جو شہوانی جذبات کے لیے ہیجان انگیز ہو سکے۔ اس کے برعکس مردوں کے لیے تیز خوش بُو کا استعمال جائز ہے۔ یہاں اس فتنے کا اندیشہ نہیں ہے جو عورتوں کے طرزِ عمل سے پیدا ہو سکتا ہے۔

مردوں کے لیے رنگ دار خوش بُو کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔وجہ یہ ہے کہ انھیں اپنے مزاج اور فرائض و مشاغل کے لحاظ سے یہی بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے لباس اور وضع قطع میں زیادہ سے زیادہ سادگی کی راہ اختیار کریں۔

اس کے برخلاف مستورات کو رنگ آمیز خوش بُو کی اجازت ہے،ظاہر ہے کہ عورت فطرتی طور پر زینت و آرائش کو پسند کرتی ہے،اس لیے اسلام نے بھی اس فطری تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے،لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس فطری تقاضے کو پُورا کرنے پر اسلام نے کچھ ایسی پابندیاں بھی لگا دی ہیں جن کی بنا پر اسلامی معاشرہ بے حیائی اور اخلاقی آوارگی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بے حیائی کی اشاعت

۳۶۵۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ الْقَائِلُ الْفَاحِشَةَ وَالَّذِیْ یَشِیْعُ بِهَا فِی الْاِثْمِ سَوَاءٌ. (الادب المفرد۔باب اثم من سمع فاحشۃ فافشاہا۔ص ۴۹)

’’حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہتے ہیں: ’’فحش اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نکالنے والا،اور معاشرے میں ان کا پھیلانے والا،دونوں گناہ میں برابر ہیں۔‘‘

غلط ماحول

۳۶۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَرِّدَانِهٖ اَوْیُنَصِّرَانِهٖ اَوْیُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتِجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ یَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (بخاری۔مسلم۔مشکوۃ۔باب الایمان بالقدر۔ص ۱۳)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بچہ کی

QU
پیدائش فطرت پر ہوتی ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جس طرح کہ ایک چوپایہ صحیح سالم بچہ جنتا ہے، کیا تم ان میں کوئی کن کٹا پاتے ہو؟'' پھر آپؐ فرماتے ہیں: ''اللہ کی فطرت کو اختیار کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہ سیدھا اور مضبوط دین ہے۔''

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت (اسلام) پر پیدا کیا ہے۔ بعد میں والدین کی غلط تربیت اور ماحول کے بُرے اثرات کی بنا پر وہ بے راہ ہو جاتا ہے۔

ہوسِ اقتدار

۳۶۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاَمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ.

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ۔ ص ۳۱۲)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عن قریب تم امارت وحکومت کے حریص ہو جاؤ گے لیکن وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہو گی۔ دُودھ پلانے والی کیا ہی خوب ہے اور دُودھ چھڑانے والی کیا ہی بُری ہے۔''

توضیح: یہاں حکومت وامارت کو مرضعہ اور فاطمہ (دُودھ چھڑانے والی) کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی انسان حکومت کے منصب پر براجمان ہو کر تو خوب مزے لُوٹتا ہے، لیکن جب موت یا معزولی کی وجہ سے یہ منصب چھنتا ہے تو پھر ان لذتوں اور مسرتوں کی یاد حسرت واندوہ کی شکل میں اسے ستاتی رہتی ہے۔

مُجرم کی سفارش

۳۶۸۔ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا قَدْ اَهَمَّتْهُمْ شَانُ الْمَرْءَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْ مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ

QU

وَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَکَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا وَاِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّوَایْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفاعۃ فی الحدود۔ ص ۳۰۶)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مرتبہ ایک مخزومیہ عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، بہت پریشانی اُٹھانا پڑی (کہ اس کا ہاتھ نہ کٹ جائے)۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے؟ کہنے لگے: آں حضور ﷺ کے سامنے جانے کی جُرأت سوائے اُسامہ بن زیدؓ کے اور کون کر سکتا ہے کیوں کہ اُسامہؓ آپؐ کو محبوب ہیں۔ چنانچہ حضرت اُسامہؓ نے آپؐ سے بات کی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم حُدُود اللہ میں سے ایک کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔'' پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی لیے تو ہلاک ہوئے کہ اُن میں سے اگر بااثر آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کم زور چوری کرتا تو اُس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ خُدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنتِ محمدؐ چوری کرتی تو مَیں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

عہد شکنی

۳۶۹۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ عِدَّۃٍ مِّنْ اَبْنَآءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اٰبَآئِھِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاھِدًا اَوِ انْتَقَصَہٗ اَوْ کَلَّفَہٗ فَوْقَ طَاقَتِہٖ اَوْ اَخَذَ مِنْہُ شَیْئًا بِغَیْرِ طِیْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِیْجُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الصلح)

''صفوان بن سلیم سے روایت ہے وہ صحابہ کرامؓ کے صاحب زادوں سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آبائے کرام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سُنو! جس نے مُعاہد

QU

(جس فرد یا قوم سے معاہدہ کیا گیا ہو) پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی کی یا طاقت سے زیادہ اس پر ذِمّہ داری یا کام کا) بوجھ ڈالا یا اُس کی خوش دلی کے بغیر اس کی کوئی چیز ہتھیالی، تو قیامت کے دن، مَیں (اُس کی طرف سے وکیل بن کر) جھگڑوں گا۔"

خطرناک اجتماعی امراض

۳۷۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَی اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَ لَافَشَا الزِّنٰی قَوْمٍ اِلَّا کَثُرَ فِیْهِمُ الْمَوْتُ، وَ لَانَقَصَ قَوْمٌ نِالْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَ لَاحَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَافِیْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْهِمُ الْعَدُوُّ. (رواہ مالک۔ مشکوٰۃ۔ باب تغیر الناس)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہوگا، اس قوم میں اللہ تعالیٰ دشمن کا خوف اور دہشت پھیلا دے گا۔ جس معاشرے میں زِنا کی وبا عام ہوگی وہ فنا کے گھاٹ اُتر کر رہے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بددیانتی کا رواج عام ہوگا وہ رزق کی برکت سے محروم ہو جائے گی۔ جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں خُوں ریزی لازماً ہوکر رہے گی اور جس قوم نے بدعہدی کی اس پر دشمن کا تسلط بہر حال ہوکر رہے گا۔"

دُنیا کی طمع

۳۷۱۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاٰکِلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا قَالَ قَآئِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَآءٌ کَغُثَآءِ السَّبِیْلِ، وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَهَابَةَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَهْنَ، قَالَ قَآئِلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَ کَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ.

"حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح

QU

کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہیں اس طرح عن قریب ایسا ہوگا کہ (دشمن) قومیں (لقمۂ تر سمجھ کر) تم پر ٹوٹ پڑیں گی۔'' ایک شخص نے سوال کیا: کیا ایسا ہماری قلتِ تعداد کی بِنا پر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے لیکن تمھاری حیثیت خس وخاشاک سے زیادہ نہ ہوگی۔ دشمنوں کے دلوں سے تمھارا رُعب اُٹھ جائے گا، اور تمھارے اندر ''وھن'' کی بیماری پیدا ہوجائے گی۔'' آپؐ سے سوال کیا گیا: ''وھن'' کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''دُنیا کی محبّت اور موت سے نفرت۔''

تشریح: دُنیا کی نعمتوں سے اگر دل کا لگاؤ جائز حد تک ہو تو اسلام اس سے نہیں روکتا، لیکن اگر یہ لگاؤ اتنا بڑھے کہ انسان میں بُزدلی اور پست ہمتی پیدا ہوجائے تو نہ وہ دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ آخرت میں سعادت و کامرانی سے ہم کنار ہوسکتا ہے۔''

QU

صالح اجتماعی نظام

QU

اجتماعی نظم

۳۷۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ ثَلٰثَۃٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْٓا اَحَدَھُمْ. (رواہ ابوداوٗد۔ مشکوٰۃ باب آداب السفر)

''ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: ''جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔''

تشریح: اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب سفر جیسی عارضی حالت میں بھی جماعتی نظم قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے تو حضر کی صورت میں بدرجہ اولیٰ جماعتی نظم وامارت کی تشکیل واجب ہوجاتی ہے۔ اسی کی تائید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: اگرکسی جنگل (فلاۃ) میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیا جائے۔''

التزامِ جماعت

۳۷۳۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّ لَابَدْوٍ لَاتُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِاسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ. (رواہ ابوداوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الجماعۃ۔ ص۸۸)

''ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی جنگل یا بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور پھر وہ (اجتماعی طور پر) نماز کا اہتمام نہ کریں تو لازماً اُن پر شیطان مسلّط ہوکر رہے گا۔ (سُنو!) جماعت سے وابستہ رہو (ورنہ تمھارا حشر وہی ہوگا جو ریوڑ سے الگ رہنے والی بھیڑ کا ہوتا ہے) بھیڑیا اُسے ہڑپ کرجاتا ہے۔''

تشریح: باطل اور فسق وفجور کی طاقتیں متحد اور ان کے باقاعدہ منظّم جتھے قائم ہیں، ان کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ حق اور اصحابِ تقوٰی بھی منظّم اور متحد ہوں۔

اس لیے کتاب وسنت میں جماعتی زندگی اختیار کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے بلکہ تقوٰی کی بنیادوں پر قائم ''الجماعۃ'' سے خروج کو ارتداد کا ہم معنی قرار دیا ہے۔

QU

اجتماعی نظم کی اہمیت

۷۴۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَآئِرَ، وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَآئِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَآئِرَ. (ابُوداوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الامامۃ)

”حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمانو! ہر نیک یا بد امیر کی راہ نمائی میں‘ خواہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو‘ تم پر جہاد فرض ہے۔ ہر نیک یا بد مسلمان کے پیچھے‘ خواہ وہ کبائر کا مرتکب ہو‘ نماز ادا کر لینا واجب ہے۔ ہر نیک یا بد کی نمازِ جنازہ ادا کرنا‘ خواہ وہ کبائر میں مبتلا ہو‘ ضروری ہے۔“

تشریح:

اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) مسلمانوں کا امیر اخلاق و کردار کے لحاظ سے خواہ کیسا ہی ہو، نیک کاموں میں بہر حال اس کی اطاعت کرنا پڑے گی۔

(۲) امام نیک ہو یا فاسق و فاجر ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ امام یا امیر پہلے سے بنا ہوا ہے یا زور و قوت سے مسلط ہو گیا ہے، ویسے عام حالات میں جب کہ مسلمانوں کو اپنا امیر یا امام منتخب کرنے کا موقع ملے، تو انھیں اپنے میں سے اخلاق و تقوٰی کے لحاظ سے بہتر آدمی چننا چاہیے، جیسا کہ حدیث میں ہے: اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ.

(۳) کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی بد عمل ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں اگر کوئی شخص بُری طرح بدنام ہو، یا اس نے ایسا کام کیا ہو جس سے حقوق العباد پر زد پڑتی ہو تو عوام کی تنبیہ اور سبق و عبرت کے لیے معاشرے کے ایسے افراد جو علم و تقوٰی کے لحاظ سے نمایاں ہیں اس کی نمازِ جنازہ سے الگ رہ سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے خود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی۔

QU

اسی طرح مقروض کا جنازہ آپؐ نے خود نہیں پڑھایا بلکہ لوگوں سے فرمایا: صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ. (اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو)۔

واضح رہے کہ بائیکاٹ اور قطع تعلق کی پالیسی وہیں چل سکتی ہے جہاں صحیح معنٰی میں معاشرہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہو چکا ہو۔

نظم کی پابندی

۳۷۵۔ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ الْخَصَاصِیَةِ قَالَ قُلْنَآ اِنَّ اَھْلَ الصَّدَقَةِ یَعْتَدُوْنَ عَلَیْنَا اَفَنَکْتُمُ مِنْ اَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَایَعْتَدُوْنَ، قَالَ لَا. (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

"بشیرؓ بن خصاصیہ سے روایت ہے کہ ہم نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ صدقہ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے مالوں میں سے ان کی زیادتی کے مطابق چھپا سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں۔""

تشریح: اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سمع وطاعت اور نظم کی پابندی کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ اسلامی حکومت کے کارندے اگر زکوٰۃ وصدقات وصول کرتے ہوئے ظلم بھی کریں تب بھی ان کے جواب میں کوئی غلط قدم نہیں اُٹھایا جا سکتا۔

اطاعت کے حدود

۳۷۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْأِ الْمُسْلِمِ فِیْمَآ اَحَبَّ وَکَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَآ اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَاطَاعَةَ. (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

"حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں پر سمع وطاعت (سننا اور ماننا) واجب ہے۔ خواہ انھیں (اپنے امیر کا حکم) پسند ہو یا ناپسند۔ یہ اُسی وقت تک ہے جب تک کہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، لیکن اگر خدا کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر نہ سننا ہے اور نہ ماننا۔""

QU

حُدُودُاللّٰہ کے خلاف کوئی معاہدہ اوراقرار جائز نہیں ہے

۳۷۷۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَوْفِ نِالْمُزَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْاَحَلَّ حَرَامًا، وَّالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی شُرُوْطِھِمْ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْاَحَلَّ حَرَامًا. (ترمذی۔مشکوٰۃ۔باب الافلاس)

''عمرؓ بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے درمیان صلح کے عہد و پیمان جائز ہیں۔ ہاں ایسی صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال، یا حلال کو حرام بنا دے۔ مسلمان اپنی طے کردہ شرائط کے پابند ہوں گے، اِلَّا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال میں تبدیل کر دے۔''

تشریح: مسلمانوں کے تمام معاشی، سیاسی معاملات، معاشرتی تعلقات، بین الاقوامی معاہدات اور ملکی قانون سازی کی حدود اسی حدیث کی روشنی میں طے ہونی چاہییں۔

یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس قسم کے معاملات میں کتاب وسنت سے ہر جزئی مسئلہ کی تائید کے لیے سند تلاش کی جائے بلکہ صرف اتنا دیکھ لینا کافی ہے کہ ہمارا کوئی قدم کسی واضح نص کے خلاف تو نہیں اُٹھ رہا ہے۔ ہاں عبادات کے معاملہ میں ضروری ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی جزئی کا ثبوت کتاب وسنت سے فراہم کیا جائے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں عبادت کی آڑ میں بدعات نہ رواج پا جائیں۔

............☆☆☆............

QU

امیر کی ذمّہ داریاں

۳۷۸۔ عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ وَلَمْ يَجْهَدْ لَهُمْ كَنُصْحِهٖ وَجُهْدِهٖ لِنَفْسِهٖ كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ص۹۴)

''معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمّہ دار بنا، پھر اُس نے ان کے لیے ایسی خیر خواہی اور کوشش نہ کی جیسی وہ اپنی ذات کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔''

۳۷۹۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وُّلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وُّلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ. (رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔کتاب الامارۃ)

''(بروایت حضرت عائشہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص میری اُمّت کے معاملات کا ذِمّہ دار بنے اور پھر وہ لوگوں کو پریشانیوں اور مشقتوں میں مبتلا کردے تو اے خدا! تُو بھی اُس کی زندگی تنگ کردے، اور جو شخص میری اُمّت کے معاملات کا والی بنے اور پھر لوگوں سے مَحبّت وشفقت سے پیش آئے تو اے خدا! تُو بھی اس پر رحم فرما۔''

۳۸۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا لَّمْ يَحْفَظْهُمْ بِمَا يَحْفَظُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَاَهْلَهٗ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ. (المعجم الصغیر للطبرانی،ص۱۹۰)

''عبداللہ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمّت میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمّہ دار بنا، پھر اس نے اسی طریقہ سے

QU

ان کی حفاظت نہ کی جس طرح وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی مہک تک نہ پائے گا۔“

۳۸۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا فَغَشَّھُمْ ھُوَ فِی النَّارِ. (المعجم الصغیر للطبرانی۔ص۷۸)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا متولّی (ذِمّہ دار) بنا۔ پھر اُس نے اُن سے خیانت کی تو وہ آگ میں جلے گا۔“

............☆☆☆............

QU

اسلامی حکومت کے فرائض

۳۸۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْہِ الدَّیْنُ فَیَسْئَلُ ھَلْ تَرَکَ لِدَیْنِہٖ قَضَآءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّہٗ تَرَکَ وَفَآءً صَلّٰی، وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَآءُہٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ. (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، باب الافلاس)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی مقروض شخص کا جنازہ لایا جاتا تو آپؐ دریافت فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟'' اگر جواب اثبات میں ملتا تو آپؐ جنازے کی نماز پڑھا دیتے، ورنہ آپؐ لوگوں سے کہتے: ''جاؤ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔'' لیکن جب بعد میں فتوحات کی ریل پیل ہوگئی تو آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''میں مسلمانوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے جو مسلمان قرض چھوڑ کر مرے تو اس کی ادائیگی میرے ذمّے ہے اور جو مال چھوڑ کر وفات پائے تو اس کے حق دار اس کے وارث ہیں۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات کی ذمّہ دار ہے جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ بنیادی ضروریات یہ ہیں:

(۱) خوراک (۲) لباس (۳) مکان (۴) علاج (۵) تعلیم۔

اگر کسی حکومت میں اس کے شہری ان بنیادی ضروریات ہی سے محروم ہوں تو ایسی حکومت کو صحیح معنٰی میں اسلامی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں چور پر قطعِ ید کی حد جاری نہیں کی۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب ایک حکومت اپنے شہریوں کے لیے خوراک کا انتظام نہیں کر سکتی تو وہ چور کا ہاتھ کیسے کاٹ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چور نے حالات سے مجبور ہو کر چوری کی ہو۔

QU

اوصافِ امامت وقیادت

۳۸۳۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَآءَ ۃِ سَوَآءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا، وَلَایُؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَایَقْعُدُ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ.

(رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب الامامہ۔ص۹۲)

''(بروایت ابُومسعودؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کا امام وہ بنے جوان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو، اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔اگر اس میں بھی یکساں ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت میں پیش قدمی کی ہو، اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان بھائی کے اثر ورسوخ کے مقام پر امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی گدّی پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔''

توضیح:

(۱) اسلام میں چوں کہ سیاست بھی دین کے تابع ہے اس لیے مسجد میں پیشوائی کے لیے جن اوصاف کا لحاظ رکھا جاتا ہے، انھی اوصاف کا لحاظ صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم بناتے وقت بھی رکھنا چاہیے۔

دینی لحاظ سے چار اوصاف یہاں بیان ہوئے ہیں:

۱۔ قرآن کے علم میں برتری۔

۲۔ سنت کی واقفیت میں فوقیت۔

۳۔ ہجرت یا کسی اہم دینی خدمت میں سبقت۔

۴۔ عمر کے لحاظ سے بزرگی

(۲) جس عالمِ دین کے جہاں اثرات اور مقبولیت زیادہ ہو وہاں کسی دوسرے شخص کا منصبِ امامت و قیادت پر مسلط ہو جانا، مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے انتشار انگیز ثابت ہوسکتا ہے۔ اِلّا یہ

QU
کہ وہ خود اس کی اجازت دے دے۔اسی طرح کسی شخص کی خاص گدی یا کرسی پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے،اس سے بھی تلخیوں اور غلط فہمیوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

۳۸۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَّا تُرْفَعُ صَلٰواتُھُمْ فَوْقَ رُءُوْسِھِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ وَامْرَأَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَلَیْھَا سَاخِطٌ، وَّاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ. (ابن ماجہ۔مشکوٰۃ۔باب الامامۃ)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے افراد ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں ہوتیں یعنی خدا کے ہاں ان کی مقبولیت کا کوئی مقام نہیں ہے:

(۱) ایسا شخص جو لوگوں کا امام بنا ہوا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند رکھتے ہیں۔

(۲) وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔

(۳) دو مسلمان (بھائی) جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔''

تشریح: امیر و امام کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ سیرت و اخلاق کی بنا پر عوام میں اس کی مقبولیت و محبوبیت پائی جاتی ہو اور جب بھی وہ یہ محسوس کرے کہ لوگوں کی اکثریت اس سے خوش نہیں ہے تو اس ذمہ داری سے خود ہی الگ ہو جانا چاہیے۔

منصب کی طلب

۳۸۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَسْئَلِ الْاَمَارَۃَ فَاِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ مَسْئَلَۃٍ وُکِّلْتَ اِلَیْھَا وَاِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ غَیْرِ مَسْئَلَۃٍ اُعِنْتَ عَلَیْھَا. (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔کتاب الامارۃ ص ۳۱۲)

''عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امارت کی طلب مت کرو۔اگر تم اسے مانگ لوگے تو اسی کے حوالے کر دیے جاؤ گے اور اگر بن مانگے امارت ملے گی (تو اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اللہ کی طرف سے) تمھاری مدد کی جائے گی۔''

تشریح: امارت و حکومت کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی دیانت دار صاحبِ فہم اس بوجھ کو

QU

اٹھانے کے لیے خود آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس سلسلے میں میں دَوڑ دھوپ کرتا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو وہ ان مناصب کی نزاکت اور ذمہ داریوں سے بے خبر ہے یا پھر وہ عہدوں کا بھوکا اور ہوسِ اقتدار میں مبتلا ہے۔

ان دونوں میں سے ہر شکل ایسے شخص کے نااہل ہونے کے لیے کافی ہے۔

۳۸۶۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَغَى الْقَضَآءَ وَسَأَلَ وُكِّلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ مَلَكًا يُّسَدِّدُهٗ.

(رواہ الترمذی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضا)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے منصبِ قضا طلب کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کر دیا جائے گا اور جو اس پر مجبور کیا گیا اللّٰہ تعالیٰ فرشتہ نازل فرمائے گا جو اسے سیدھا چلاتا رہے گا۔"

طلبِ مناصب کے حدُود

۳۸۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ قَضَآءَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَنَالَهٗ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهٗ جَوْرَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ ط وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهٗ عَدْلَهٗ فَلَهُ النَّارُ. (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ، باب العمل فی القضا)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے منصبِ قضا طلب کیا اور اسے پا لینے کے بعد اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آ گیا اس کے لیے دوزخ ہے۔"

عام حالات میں شریعت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک مسلمان ذِمّہ دارانہ مناصب کے لیے خود تگ و دَو نہ کرے ورنہ اس کا تقوٰی داغ دار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن حرص و طمع میں مبتلا ہوئے بغیر اگر کوئی شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ اس کے آگے بڑھنے سے واقعی حق و انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور شر و فساد کے علَم برداروں کا زور توڑا جا سکتا ہے تو یہ ایک مستثنیٰ شکل ہے اور یہ بھی اس صورت میں جب کہ اس کام

QU

کے لیے دوسرا قابل اعتماد سیرت والا شخص معاشرے میں موجود نہ ہو۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ طلبِ منصب کے بارے میں مخالف اور موافق دونوں قسم کی روایات کا صحیح مطلب سامنے آجائے۔

بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ اس آزمائش کی بھٹی میں ڈالنے سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ جو قاضی بنا گویا وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔

حکومت کی اصلاح کا مدار عوام کی دُرُستی پر ہے

۳۸۸۔ عَنْ يَّحْيَى بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يُوْنُسَ ابْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ (مشکوٰۃ، باب کتاب الامارۃ)

”(بروایت ابو اسحاق عن ابیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جیسے تم ہو گے ویسے ہی تم پر امیر (حکم ران) مُسلّط ہوں گے۔“

توضیح: عام طور پر حکم ران گروہ سوسائٹی کا مکھن ہوتا ہے۔ اب اگر عوام بدکردار ہوں گے تو ان کے خواص کب نیک سیرت ہو سکتے ہیں۔

خصوصاً آج کے جمہوری دَور میں جب کہ عوام ہی کو اپنی مرضی سے اپنے حکم ران اور نمایندے منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس ملک کے عوام شر پسند ہوں گے وہاں سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ شریر قسم کے حکم ران مسلّط کر دے گا۔

شورائی نظام کی اہمیت

۳۸۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَآؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَآءُكُمْ سُمَحَائَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَآئُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَآئُكُمْ بُخَلَآئَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا (ترمذی، مشکوٰۃ، باب تغیر الناس)

”(بروایت ابو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمھارے اُمرا (حکم ران)

QU

(اخلاق و کردار کے لحاظ سے) اچھے لوگ ہوں، تمھارے (معاشرے کے) خوش حال افراد فیاض ہوں، اور تمھارے (اجتماعی) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمھارے لیے یعنی مسلم قوم کے لیے زمین کی پشت (زندگی) زمین کی گود (موت) سے بہتر ہے۔ اور جب تمھارے حاکم بدکردار لوگ ہوں، تمھارے مال دار افراد بخیل ہوں اور تمھارے معاملات بیگمات کے حوالے ہوں تو پھر زمین کی گود زمین کی پشت سے (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی ایسی مسلم قوم خود اپنے لیے بھی ذلت و رسوائی کا موجب ہے اور اسلام کے لیے بھی ننگ و عار کا باعث)۔''

تشریح: اس حدیث میں تین اُمور کو مسلم معاشرے کے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں یہ تینوں اجتماعی اوصاف موجود ہوں تو وہ فلاح و کامرانی سے ہم کنار ہوگا۔

(۱) خداترس قیادت و حکومت۔ (۲) فیاض اور غریبوں کے ہم درد اصحابِ دولت، (۳) تمام اجتماعی معاملات میں مشاورت و جمہوریت کی روح کارفرما۔

اس کے برعکس اگر حکمران افراد بدطینت ہوں، مال دار گروہ بخیل و حریص ہو اور شہوانی میلانات اور عیش پسندانہ رجحانات کا یہ حال ہو کہ اجتماعی اُمور میں سربراہ عورتیں ہوں تو پھر ایسا معاشرہ آج نہیں مٹا تو کل مٹ کر رہے گا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس سوسائٹی میں مشاورت اور باہمی اعتماد و تعاون ناپید ہوگا وہاں عورتوں کی قوامیت کی شکل میں بدترین آمریت مسلط ہو کر رہے گی۔

............☆☆☆............

QU

عدالت کی ذِمّہ داریاں

۳۹۰۔ عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقُضَاۃُ ثَلٰثَۃٌ وَّاحِدٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاثْنَانِ فِی النَّارِ فَاَمَّا الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِی الْحُکْمِ فَھُوَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰی لِلنَّاسِ عَلٰی جَھْلٍ فَھُوَ فِی النَّارِ۔

(رواہ ابُو داؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ، باب العمل فی القضا)

''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قاضی تین قسم کے ہیں۔ایک قسم جنت میں جائے گی اور دو قسمیں دوزخ میں۔ جنت کا حق دار وہ شخص ہے جس نے حق کو پہچان کر اُس کے مطابق فیصلہ کیا۔اور جس شخص نے حق کو پہچان کر فیصلہ کرنے میں ظلم کیا وہ دوزخ میں ہے۔اسی طرح جس شخص نے جہالت میں لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی دوزخ میں ہوگا۔''

تشریح: اسلامی حکومت کے قاضی میں دو بنیادی شرطیں ہونا ضروری ہیں:

(۱) قانون کی پوری واقفیت۔

(۲) ہر معاملہ میں عدل وانصاف کے تقاضوں کا لحاظ۔

اگر ان دونوں اوصاف میں سے کوئی وصف موجود نہیں ہے تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے اسلامی عدالت میں قاضی کا منصب سونپا جائے۔

۳۹۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا بَیْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ۔ (رواہ ابُو داؤد وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضا)

''(بروایت ابُو ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں کے درمیان (فیصلہ کرنے کے لیے) قاضی بنایا گیا گویا وہ چُھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔''

یعنی یہ قضا کا منصب انتہائی نازک ذمّہ داری کا منصب ہے۔اگر قاضی غیر منصفانہ روش اختیار کرتا ہے تو خدا کے ہاں پکڑا جائے گا اور اگر انصاف کی راہ پر چلتا ہے تو بااثر مجرموں کی دشمنی کا نشانہ بنتا ہے۔

QU

نفاذِ قانون میں مساوات

۳۹۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰہِ فِی الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ وَلَا تَاْخُذُکُمْ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ.

(رواہ ابن ماجہ۔مشکوٰۃ۔کتاب الحدود)

’’حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنے سے قریب والوں اور دُور والوں پر (یکساں) حد جاری کرو۔اور اللّٰہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی تمھیں پروانہیں ہونی چاہیے۔‘‘

قانونی مساوات

۳۹۳۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ بَیْتِھَا فَدَعٰی وَصِیْفَۃً لَّہٗ اَوْلَھَا فَابْطَأَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَامَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ اِلَی الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِیْفَۃَ تَلْعَبُ وَمَعَہٗ سِوَاکٌ فَقَالَ لَوْلَا خَشْیَۃُ الْقَوَدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَاَوْجَعْتُکِ بِھٰذَا السِّوَاکِ. (الادب المفرد۔باب قصاص العبد۔ص۲۹)

’’اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ آں حضورﷺ ان کے مکان میں تھے تو آپؐ نے اپنی لونڈی کو بلایا۔اُس نے آنے میں دیر کردی تو آپؐ کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا۔اُمِّ سلمہؓ پردہ کے پاس کھڑی ہوئیں تو انھوں نے لونڈی کو کھیلتے ہوئے پایا۔اس وقت آپؐ کے پاس مسواک تھی۔آپؐ نے لونڈی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ’’اگر قیامت کے دن قصاص کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے سزا دیتا۔‘‘

تشریح: (۱) اس روایت میں آخرت کی عدالت کا ذکر ہے، اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب معمولی سی ضرب وتوبیخ پر آخرت میں قصاص کا اندیشہ ہوسکتا ہے تو دنیاوی عدالت میں بدرجہ اولیٰ اس پر بازپُرس ہوسکتی ہے۔

(۲) غلاموں اور خادموں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیے اس کا ایک اعلیٰ نمونہ اس حدیث میں ملتا ہے۔

QU

قانونی معافی کے حدود

۳۹۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَآ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْأٰتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ. (رواہ ابُو داوٗد، مشکوٰۃ، کتاب الحدود)

’’(بروایت عائشہؓ) آپؐ نے فرمایا: ’’حیثیت والوں سے ان کی لغزشیں معاف کردو۔ مگر یہ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود معاف نہیں ہوسکتیں۔‘‘

تشریح: یہاں ’’حیثیت‘‘ سے مُرادوہ اعزاز واحترام ہے جو ایک مسلم سوسائٹی میں علم وتقوٰی اور دینی خدمات کی بِنا پر حاصل ہوتا ہے۔ ایسے افراد سے اگر کوئی لغزش ہوجائے تو اسے نظر انداز کردینا ہی مناسب ہے۔

اس حدیث کی تائید میں حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے محض اپنے ذاتی مصالح کی بِنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک راز مشرکین مکہ پر ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کا یہ جرم محض اس لیے معاف کردیا گیا کہ انھوں نے جنگ بدر کے نازک موقع پر دشمنوں کے مقابلہ میں جان کی بازی لگادی تھی۔ لیکن خلیفۂ وقت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بڑے سے بڑے متقی اور مجاہد کی خاطر حدودُاللہ کو ٹال سکے۔

عدالت کے اُصول وآداب

۳۹۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زُبَیْرٍ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَصْمَیْنِ یَقْعُدَانِ بَیْنَ یَدَیِ الْحَاکِمِ. (رواہ احمد وابُو داوٗد۔ مشکوٰۃ۔ باب الاقضیہ)

’’حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے پیش کیے جائیں۔‘‘

تشریح: عدالت کے سامنے فریقین کی حاضری ضروری ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی فریق کو دولت، منصب یا اثر ورسوخ کی بِنا پر عدالت کی پیشی سے مستثنٰی قرار دے دیا جائے۔

۳۹۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ

QU

بِدَعْوَاهُمْ لَا دَّعٰی نَاسٌ دِمَآءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

(رواہ مسلم۔مشکوٰۃ۔باب الاقضیہ)

’’حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر لوگوں کے حق میں فیصلے محض ان کے دعووں کی بِنا پر کردیے جائیں تو پھر ہر شخص کی جان و مال کے مدعی پیدا ہو جائیں (اور کوئی بھی ایسا نہ رہے کہ اس کی جان اور مال محفوظ ہوں) اس لیے مدعا علیہ کو حلف اُٹھانے کا حق ملنا چاہیے۔‘‘

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ مدعی اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں مدعا علیہ حلف اُٹھا کر الزام سے بَری ہوسکتا ہے۔

۳۹۷۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَااسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ يُخْطِئُ فِى الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِى الْعُقُوْبَةِ. (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ،کتاب الحدود)

’’حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے شرعی حدود کے نفاذ کو ٹالتے رہو۔ اگر ذرا سی بھی گنجائش نظر آجائے تو ملزم کی راہ نہ روکو، اس لیے کہ امیر وقت کا ملزم کے چھوڑ دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں کسی بے گناہ کو نشانہ بنا ڈالے۔‘‘

تشریح: اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ عدالت میں مقدمہ چلانے کے باوجود اگر ثبوتِ جرم میں ذرا شائبہ بھی رَہ جائے تو ملزم کو سزا نہیں دی جاسکتی۔ اس سے بدرجہ اولیٰ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی کو مقدمہ چلائے بغیر نظر بند رکھنا یا کوئی اور پابندی عائد کرنا اسلامی عدل کے یک سر منافی ہے۔

............☆☆☆............

QU

جنگی اخلاق

۳۹۸۔ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ انْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، لَاتَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَّلَاطِفْلًا صِغِیْرًا وَّ لَاأَمْرَءَ ۃً وَّلَاتَغُلُّوْ وَضُمُّوْا غَنَائِمَکُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ.

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(دشمنوں سے جہاد کے لیے) اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی توفیق وتائید کے ساتھ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت (دین) پر قائم رہتے ہوئے نکل کھڑے ہو! (لیکن یہ یاد رہے کہ جنگ کے موقع پر) ناتواں بوڑھوں، چھوٹے بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی اور احسان کی راہ اختیار کرو۔ بلاشُبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔''

تشریح: اسلام نے جنگ کے بارے میں بنیادی اخلاقی ہدایت بیان کی ہے کہ جو تم سے لڑتے ہیں اُنھی پر تم ہاتھ اُٹھاؤ، معصوم بچوں، عورتوں اور کم زور سن رسیدہ افراد کو اپنے حملوں کا نشانہ نہ بناؤ۔

............☆☆☆............

QU

بین الاقوامی اخلاق

۳۹۹۔ عَنْ سَلِیْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ مُعَاوِیَةَ وَبَیْنَ الرُّوْمِ عَھْدٌ، وَکَانَ یَسِیْرُ نَحْوَ بِلَادِھِمْ حَتّٰی اِذَا نَقَضٰی الْعَھْدُ اَغَارَ عَلَیْھِمْ، فَجَآءَ رَجُلٌ عَلٰی فَرَسٍ، وَّھُوَیَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَفَآءٌ لَّا غَدْرٌ فَنَظَرَ فَاِذَا ھُوَ عَمْرُوبْنُ عَبْسَةَ، فَسَئَالَہٗ مُعَاوِیَةُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَلَا یَحُلَّنَّ عَھْدًا وَّلَا یَشُدَّنَّہٗ حَتّٰی یَمْضِیَ اَمَدُہٗ اَوْیَنْبِذَ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ فَرَجَعَ مُعَاوِیَةُ بِالنَّاسِ. (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الامان)

''سلیم بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ اور رومیوں کے درمیان (جنگ نہ کرنے پر) معاہدہ ہوا تھا۔ حضرت معاویہؓ اسی زمانۂ صلح میں (اپنی فوجیں لے کر) رومی سرحد کی طرف چل کھڑے ہوئے، (ان کا خیال تھا کہ) جوں ہی معاہدہ کی مدت ختم ہوگی دشمن پر دھاوا بول دیا جائے گا۔ (ابھی حضرت معاویہؓ سفر میں تھے) کہ ایک گھڑ سوار نمودار ہوا، وہ کہہ رہا تھا: ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، معاہدہ کا لحاظ کرو اور عہد شکنی سے بچو۔'' حضرت معاویہؓ نے جب ان کی طرف نگاہ اٹھائی تو معلوم ہوا کہ یہ عمروؓ بن عبسہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے دریافت کرنے پر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ (ایک مرتبہ) فرما رہے تھے: ''کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس میں کوئی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ پوری مدت ختم نہ ہو جائے یا پھر برابر سرابر معاہدہ دشمن کے منہ پر دے مارو۔'' یہ حدیث سن کر حضرت معاویہؓ فوجیں لے کر واپس پلٹ آئے۔''

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جس ملک سے معاہدہ ہوا سے تیاری کا مساویانہ طور پر موقع دیے بغیر صلح کی مدت ختم ہوتے ہی اس پر اچانک ٹوٹ پڑنا جائز نہیں ہے۔

(۲) اگر صلح کی مدت کے زمانہ میں بھی جنگ کی نوبت آجائے تو حریف کو پہلے سے مطلع کر دینا

QU

ضروری ہے۔

یہی معنی ہیں قرآن مجید کی اس آیت کے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ط(الانفال:۵۸)

”یعنی اگر کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہوتو مساویانہ طور پر اس کا معاہدہ اس کے منہ پر دے مارو۔“

(۳) اس روایت سے سمع وطاعت کے معاملہ میں صحابہ کرامؓ کا بلند کردار بھی سامنے آتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کو جوں ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا طرزِ عمل فرمانِ نبویؐ کے خلاف ہے، دشمن کی طرف بڑھنے والی فوجوں کو فوراً واپسی کا حکم دے دیتے ہیں۔

(۴) صحابہ کرامؓ کی زندگی کا ایک اہم اور سبق آموز پہلو یہ ہے کہ وہ کسی بھی صاحبِ سطوت خلیفہ یا حکمران کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنے سے نہیں چوکتے تھے۔ حضرت عمروؓ بن عبسہ کا یہ جرأت مندانہ اقدام ہر مسلمان کے لیے حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

............☆☆☆............

QU

دین وسیاست

۴۰۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذُوا الْعَطَآءَ مَادَامَ عَطَآءً فَاِذَا صَارَ رِشْوَۃً عَلَی الدِّیْنِ، فَلَا تَاْخُذُوْہُ وَلَسْتُمْ بِتَارِکِیْہِ یَمْنَعُکُمُ الْفَقْرُ وَالْحَاجَۃُ اَلَآ اِنَّ رَحَا الْاِسْلَامِ دَآئِرَۃٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْکِتَابِ حَیْثُ دَارَ اَلَآ اِنَّ الْکِتَابَ وَالسُّلْطَانَ لَیَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُو الْکِتَابَ اَلَآ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ اُمَرَآءُ یَقْضُوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ یُضِلُّوْکُمْ وَاِنْ عَصَیْتُمُوْھُمْ قَتَلُوْکُمْ...... قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نَصْنَعُ قَالَ کَمَا صَنَعَ اَصْحَابُ عِیْسٰی نُشِرُوْا بِالْمِنْشَارِ وَحُمِلُوْا عَلَی الْخَشَبِ مَوْتٌ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ حَیَاۃٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

”حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عطیہ قبول کرلو جب تک کہ اس کی حیثیت عطیہ کی ہو، لیکن جب یہ عطیہ دین کے معاملہ میں رشوت بن جائے تو پھر اُسے قبول نہ کرو۔ مگر تم اُسے چھوڑنے والے نہیں ہو۔ فقر و فاقہ تمھیں اس کے قبول کرنے پر مجبور کردے گا۔ ہاں سنو! اسلام کی چکی گھوم رہی ہے، تو جس طرف قرآن کا رُخ ہو اُدھر تم بھی گھوم جاؤ۔ سنو! قرآن اور اقتدار عن قریب دونوں جدا ہو جائیں گے (خبردار) تم قرآن کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ آیندہ ایسے حکم ران ہوں گے جو تمھارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو وہ تمھیں گم راہ کرڈالیں گے۔ اور اگر تم ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمھیں موت کے گھاٹ اُتار دیں گے۔“ (راوی نے) سوال کیا: تب ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ”وہی کرو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا۔ وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے۔ اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے، (یعنی خواہ کتنی بڑی سے بڑی آزمائش کیوں نہ آجائے ایک مومن کو حق پر جمے رہنے اور حق کی دعوت دینے سے باز نہیں آنا چاہیے۔)“

QU

تشریح: اس روایت میں چند اُمور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

(۱) آپس میں ہدیہ، عطیہ اور دعوت وضیافت کی راہ ورسم ایک پسندیدہ عمل ہے، جس پر احادیث میں بار بار ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن اس راہ ورسم کا آغاز اگر بااثر حکام کی طرف سے ہو تو اہلِ حق مداہنت کا شکار ہو سکتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلم کھلا منکرات کو دیکھ کر نہ صرف یہ کہ خاموش بلکہ ان کی حمایت وتائید میں غلط فتوے دے سکتی ہیں۔

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کو عباسی خلفا مامون، معتصم، واثق باللّٰہ کے شدید دَورِ ابتلا میں ثابت قدمی کے بعد خلیفہ متوکل علی اللّٰہ کے زمانہ میں درہم ودینار کی تھیلیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کی زبان سے بے ساختہ نکل جاتا ہے: **هٰذَا اَشَدُّ عَلَيَّ مِمَّا مَضٰى قَبْلُ.** یعنی شاہی تحائف وہدایا کی شکل میں آزمائش، تازیانوں کے دَور سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یعنی اب اندیشہ ہے کہ کہیں دُنیاوی دولت وثروت کو دیکھ کر قدم لڑکھڑا نہ جائیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اس آزمائش میں بھی ثابت قدم رہے۔

(۲) ایک مسلم معاشرے اور صالح اجتماعی نظام کے لیے خیر وسعادت کا پہلو اسی میں ہے کہ سیاست، دین کے تابع ہو، لیکن جہاں یہ دونوں جدا ہوں گے وہاں لازماً اجتماعی زندگی میں چنگیزیت برپا ہو کر رہے گی۔

۴۰۱۔ **عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا، قُلْنَا لِمَنْ، قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ.** (صحیح مسلم)

''تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین نصیحت اور خیرخواہی کا نام ہے'' (یہ الفاظ آپؐ نے تین بار دوہرائے۔) ہم نے دریافت کیا: ''یہ نصیحت'' کس کے لیے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسولؐ کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لیے، اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

تشریح:

نُصح کے اصل معنی ہیں ملاوٹ اور کھوٹ سے پاک ہونا۔ **نَاصِحُ الْعَسَلِ خَالِصُهٗ** (مفردات راغب) یعنی ایسا شہد جو موم وغیرہ سے پاک صاف کر لیا گیا ہے۔

QU

اسی طرح کہا جاتا ہے: نَصَحَ قَلْبُ الْاِنْسَانِ. یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ دل میں کسی قسم کا کھوٹ اور کینہ باقی نہ رہے، اور انسان کا ظاہر باطن سے ہم آہنگ ہو۔

اسی معنی میں قرآن حکیم میں مومنوں کو توبۂ نصوح کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی ایسی توبہ جو ہر قسم کے نفاق اور تلوّن سے پاک ہو۔

ایک جگہ قرآن حکیم میں مومنوں کی شان یہ بتلائی گئی ہے:

لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ط مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o (التوبہ:۹۱)

''ناتوانوں، بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے جو (راہِ جہاد میں) خرچ کرنے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتے جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے سراپا نصیحت ہوں، اصحابِ احسان پر کوئی الزام نہیں، اور اللہ غفور ورحیم ہے۔''

یعنی عام حالات میں میدانِ جہاد سے رُوگردانی کرنا ایمان اور اطاعت کے منافی ہے لیکن عُذر کی صورت میں خدا کے ہاں کوئی گرفت نہ ہوگی، بشرطیکہ دل اخلاص اور وفاداری سے بھرپور ہو۔

معلوم ہوا کہ معذور ہونے کی شکل میں اللہ تعالیٰ بندے پر عملی جدوجہد کا بار تو نہیں ڈالتا، لیکن نصیحت وخیر خواہی کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کا ہر بندہ مکلّف ہے، اور اس کے بغیر اس کی نجات ناممکن ہے۔

نصیحت لِلّٰہ: کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے اور خدا کے درمیان کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ رکھے، اس کے دل کی گہرائیوں کا ہر گوشہ خلوص ووفاداری سے رچا بسا ہونا چاہیے۔

اس خلوص و وفاداری کا تقاضا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات، آداب اور حقوق میں کسی مخلوق کو شریک اور ساجھی نہ ٹھہرائے۔

اس طرح انسان دراصل اپنے ہی سے خیر خواہی کرتا ہے اور اپنی ہی دنیا وآخرت سنوارتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ. (حٰم السجدہ:۴۶)

نصیحت لکتابہٖ: کا تقاضا ہے کہ نزولِ قرآن کے مقصد کو پورا کیا جائے۔ یہ مقصد تین اُمور پر مشتمل ہے:

(۱) تلاوت، یعنی قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ. (بنی اسرائیل:۱۰۶)

(۲) تدبّر وتفکّر، یعنی محض بے سمجھے بوجھے نہ پڑھا جائے بلکہ آیات میں غور وفکر بھی کیا جائے۔ مثلاً

QU

فرمایا: کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝ (صٓ:۲۹)
(ہم نے آپؐ کی طرف یہ برکت والی کتاب اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور عقل وفہم والوں کو سرمایۂ نصیحت وعبرت حاصل ہو)۔

(۳) حکم بالقرآن، یعنی تدبر برائے تدبر ہی نہ ہو بلکہ یہ اس لیے ہو کہ قرآن حکیم کے قوانین اور ضابطوں کو اپنی ذات پر، ماحول پر، اپنے ملک پر بلکہ ساری دنیا پر نافذ اور غالب کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰکَ اللّٰهُ. (النساء:۱۰۵)

ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری ہے تاکہ آپؐ لوگوں کے درمیان انھی قوانین کی روشنی میں فیصلہ کریں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی راہ نمائی فرمائی ہے۔

نصیحت لرسولہٖ: کے معنٰی یہ ہیں کہ آپؐ کی سنت کو تازہ کیا جائے اور اس نظام کو غالب کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے جس کے قائم کرنے کے لیے آپؐ نے اور آپؐ کے محترم اصحاب نے اپنا خون پسینا ایک کر دیا تھا۔

آپؐ سے ثابت شدہ طریقہ کو ہر دوسرے انسانی طریقوں پر مقدم رکھا جائے اور آپؐ کے قول و فعل کے مقابلہ میں کسی اُمّتی کی رائے اور عمل کو قطعاً کوئی وزن نہ دیا جائے۔

نصیحت لائمۃ المسلمین: یہاں مسلمانوں کے اماموں سے، آج کے مساجد کے مذہبی ''پیشوا'' مُراد نہیں ہیں۔ یہ اُمّت کی بدقسمتی ہے کہ دین و سیاست کی تفریق نے امامت کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ اسلام میں سیاست اور دنیاوی معاملات دین کے تابع ہیں، اس لیے صحیح اسلامی حکومت میں جو مساجد میں امام ہوں گے وہی ملک کے سربراہ اور قائد بھی ہوں گے۔

مسلمانوں کے سربراہوں کی خیر خواہی کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ نیک کام کریں تو ان سے تعاون کیا جائے اور اگر وہ کج روی اور غلط کاری کی راہ اختیار کریں تو بلا کسی جھجک اور خوف کے بے باکانہ ان پر تنقید کی جائے اور ان کی غلط روش عوام پر بے نقاب کر دی جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے: اَفۡضَلُ الۡجِهَادِ کَلِمَةُ عَدۡلٍ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَآئِرٍ. یعنی کج رو اقتدار کے مقابلہ میں انصاف کی بات کہنا جہاد کی اعلیٰ قسم ہے۔

QU

یہی وہ نصیحت ہے جس کا مظاہرہ امام مالکؒ نے منصور کے مقابلہ میں، امام احمد بن حنبلؒ نے مامون، معتصم اور واثق باللہ کے تازیانوں کے سائے میں، امام ابن تیمیہؒ نے مصر کے جباروں کے مقابلہ میں اور مجدد الف ثانیؒ نے جہان گیر کے بھرے دربار میں کیا تھا۔

نصیحت لعامۃ المسلمین: اس کے چند پہلو ہو سکتے ہیں:

(۱) اگر عام مسلمان بھٹکے ہوئے ہیں تو اُنھیں حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف بلایا جائے، ان میں اسلامی شعور پیدا کیا جائے۔

(۲) اگر وہ جاہل ہیں تو ان میں دین کا علم پھیلایا جائے۔ دینی مدارس اور تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کیے جائیں اور دعوتِ دین کو اتنا عام کیا جائے کہ ملک کے در و دیوار قال اللّٰہ اور قال الرسولؐ کی صداؤں سے گونج اٹھیں۔

(۳) اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی تیمارداری کی جائے۔ ان کے لیے دوائیں فراہم کی جائیں اور ان کے علاج معالجہ کے لیے ایسا مؤثر اجتماعی نظام قائم کیا جائے کہ کوئی بے سہارا مریض علاج سے محروم نہ رہ جائے۔

(۴) اگر مسلمانوں میں سے کوئی مصیبت زدہ یا مظلوم ہے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور مظلوم کی دادرسی کرنے کی کوشش کی جائے، اور ایسے منظّم ادارے وجود میں لائے جائیں کہ جن کے ہوتے ہوئے مسلم سوسائٹی میں کوئی کم زور ناتواں اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس نہ کرے۔

(۵) اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن دفن میں شرکت کی جائے، اس کے وُرثا کو صبر و تسلی دی جائے اور اس طرح باہمی تعاون، ہم دردی اور غم گساری کا جذبہ ایسا عام کر دیا جائے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا اثر انگیز نظارہ دُنیا کے سامنے پھر سے آ جائے۔

درحقیقت یہ حدیث کیا ہے، مختصر الفاظ میں دین کا خلاصہ اور عطر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

............☆☆☆............